

مرکزی مجلس شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کی

قراردادیں

(۳۰ مارچ ۱۹۹۸ء - ۳ نومبر ۲۰۱۳ء)

جلد دوم

شعبہ تنظیم

جماعتِ اسلامی ہند

ترتیب

ملکی حالات و مسائل

- پیش لفظ..... ۹
- دستور ہند پر نظر ثانی..... ۱۳
- آئی ایس آئی کا خطرہ..... ۱۵
- ملک کی موجودہ معاشی پالیسی کا عدم توازن..... ۱۷
- ترقیاتی منصوبے اور عوام کی فلاح و بہبود..... ۲۱
- حالیہ مالیاتی بحران..... ۲۳
- بارہواں پنج سالہ منصوبہ..... ۲۵
- قانون حق غذا..... ۲۸
- قومی سلامتی سے متعلق وزارتی گروپ کی رپورٹ..... ۳۰
- امن و امان کی ضرورت اور ملک کی موجودہ صورتِ حال..... ۳۲
- نکسلی تحریک اور حکومت کا تصادم..... ۳۴
- سیکورٹی کے مسائل اور ملکی صورتِ حال..... ۳۶
- انسداد غیر قانونی سرگرمیوں کے قانون (UAPA) میں ترمیم..... ۳۸
- کسانوں کی خودکشی کے بڑھتے واقعات..... ۴۱
- خواتین ریزرویشن بل..... ۴۴
- آدھارا اسکیم..... ۴۶
- عوام کو درپیش بنیادی مسائل اور آئندہ اسمبلی و پارلیمانی انتخابات..... ۵۰
- ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال..... ۵۳
- خواتین پر بڑھتے مظالم..... ۵۶
- ملکی صورتِ حال اور موجودہ مرکزی حکومت..... ۵۸

ریاستوں کے حالات

- ۶۳ اتر پردیش پبلک مذہبی عمارات و مقامات ریگولیشن بل ۲۰۰۰
- ۶۵ حکومت راجستھان کا تبدیلی مذہب بل
- ۶۷ اڑیسہ کا سمندری طوفان
- ۷۰ اتر پردیش میں سیاسی تبدیلی

جماعت اور انتخابات و سیاست

- ۷۵ ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال
- ۷۷ حکومت کا نیشنل ایجنڈا
- ۷۹ سیاست میں اخلاقی اقدار
- ۸۱ ملک کی صورت حال
- ۸۳ ملکی صورت حال
- ۸۵ پارلیمانی انتخابات ۲۰۰۴ کے نتائج

بنیادی حقوق کی پامالی

- ۸۹ اسلامی دہشت گردی
- ۹۱ رنگ ناتھ مشرا کمیشن کی سفارشات
- ۹۳ قرآن پاک کی بے حرمتی کے افسوس ناک واقعات

مسلم تعلیمی اداروں کے کردار و زبان کا تحفظ

- ۹۷ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا سانحہ
- ۹۹ مسلم تعلیمی اداروں کا اقلیتی کردار
- ۱۰۱ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا مسلم اقلیتی کردار

قانون کا بے جا استعمال - انتظامیہ اور پولیس کا رول

۱۰۵ مسلمانوں پر حکومتی مشنری کے مظالم

غربت، مہنگائی، بدعنوانی اور روزگار کے مسائل

۱۰۹ بڑھتی ہوئی مہنگائی I

۱۱۲ بڑھتی ہوئی مہنگائی II

۱۱۳ لوک پال بل

۱۱۶ ایف ڈی آئی اور ڈائریکٹ سبسڈی

۱۱۸ سی بی آئی کی آزادانہ حیثیت اور کرپشن کے معاملات

اخلاقی انحطاط اور اصلاح کی تدابیر

۱۲۳ تہلکہ ڈاٹ کام کے انکشافات

فرقہ پرستی، فسطائیت اور دہشت گردی

۱۲۷ بی جے پی اور اقلیتیں

۱۲۹ نظام تعلیم کا مخصوص تہذیبی رنگ

۱۳۲ تعلیمی نظام کو فرقہ پرستانہ رنگ دینے کی کوششیں

۱۳۴ دہشت گردی - ایک قابل مذمت حرکت

۱۳۶ انسداد دہشت گردی آرڈیننس

۱۳۸ بے قصور مسلمانوں کی گرفتاری

۱۴۰ ممبئی کے بم دھماکے

۱۴۲ مسلمانوں پر دہشت گردی کا الزام

- ۱۳۵..... تخریب کاری اور دہشت گردی
- ۱۳۷..... دہشت گردی کے نام پر مسلمانوں کی گرفتاری
- ۱۵۰..... انسداد دہشت گردی سینٹر

فسادات

- ۱۵۵..... جسٹس ناناوتی کمیشن کی رپورٹ
- ۱۵۷..... آسام اور ملک کی متعدد ریاستوں میں ہونے والے اقلیت دشمن فسادات
- ۱۵۹..... آسام کے فسادات
- ۱۶۲..... انسداد فرقہ وارانہ فسادات بل

ملی مسائل اور ہماری ذمہ داریاں

- ۱۶۷..... مسلکی اختلافات
- ۱۶۸..... اوقاف کا تحفظ
- ۱۷۱..... امت مسلمہ سے اپیل

برصغیر کی صورت حال

- ۱۷۵..... کارگل کا بحران
- ۱۷۷..... ہندوپاک تعلقات
- ۱۷۸..... ہندوپاک تعلقات

بین الاقوامی مسائل

- ۱۸۲..... کوسووا
- ۱۸۳..... مسئلہ فلسطین اور موجودہ صورت حال
- ۱۸۶..... چینیا کا مسئلہ

- ۱۸۸..... فلسطین پر اسرائیلی جارحیت
- ۱۹۰..... فلسطین
- ۱۹۱..... لبنان اور اسرائیلی جارحیت
- ۱۹۳..... غزہ پٹی کا محاصرہ اور اسرائیلی جارحیت
- ۱۹۵..... فلسطین
- ۱۹۷..... فلسطین ووٹ
- ۱۹۹..... عراق پر امریکی و برطانوی جارحیت کی مذمت
- ۲۰۱..... عراق میں شیعہ سنی تصادم فی الفور بند کیا جائے
- ۲۰۳..... ایران کا نیوکلیائی پروگرام
- ۲۰۵..... ایران پر معاشی پابندیوں کا مسئلہ
- ۲۰۷..... شام کی صورت حال
- ۲۰۹..... عالمی صورت حال
- ۲۱۱..... عالم عرب کی صورت حال
- ۲۱۳..... مصر میں تبدیلی کا خیر مقدم
- ۲۱۵..... عالم اسلام کی صورت حال
- ۲۱۹..... بنگلہ دیش میں سرکاری ظلم
- ۲۲۱..... شام کی پیچیدہ صورت حال
- ۲۲۳..... ’آ کیو پائی وال اسٹریٹ‘ تحریک
- ۲۲۵..... عالم اسلام کی صورت حال
- ۲۲۸..... عالم اسلام کی صورت حال
- ضمیمہ: مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کی ۱۵ جولائی ۱۹۶۱ سے ۷ جولائی ۱۹۹۷
- ۲۳۱..... تک کی قراردادوں کی فہرست

پیش لفظ

جماعت اسلامی ہند گزشتہ تقریباً پون صدی سے دین کی اقامت، عدل و انصاف کے قیام اور بنی نوع انسان کی ہمہ جہت خدمت انجام دے رہی ہے۔ مختلف میدانوں میں اس کے کاموں کا پھیلا ہوا دائرہ الحمد للہ غیر معمولی وسیع ہے، جس کا کچھ تعارف اخبارات و رسائل، متفرق کتب، رپورٹوں اور لیکچرانک ذرائع سے ہوتا رہتا ہے، لیکن جماعت ہی نہیں، کسی بھی تنظیم و جماعت کے مزاج و فکر اور دائرہ عمل سے واقفیت کا ایک مصدقہ ذریعہ وہ قراردادیں ہوتی ہیں جو پیش آمدہ حالات و مسائل کے سلسلے میں وہ جاری کرتی رہتی ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کا ریکارڈ اس سلسلے میں الحمد للہ تابناک، شان دار اور قابل مطالعہ ہے۔ ۱۹۴۸ء سے ۲۰۱۴ء تک کے طویل عرصے میں جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کی قراردادوں کی فہرست اور اس کے موضوعات پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر آسانی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ۱۹۴۸ء سے دین و ملت اور ملک و عالمی برادری کو پیش آنے والے دینی، سماجی، معاشرتی، معاشی، جنگ و جدال، ظلم و نا انصافی، فسطائیت و دہشت گردی وغیرہ جیسے مقامی، ملکی اور عالمی مسائل میں شاید کم ہی اہم عنوان ایسے ہیں جن پر جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے قراردادیں منظور کر کے ان کو عام نہ کیا ہو اور ان کے مطابق رائے عامہ کو بیدار کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ (ذمے داران جماعت کے صحافتی بیانات کے ذریعہ بھی اس فریضے کی انجام دہی کا سلسلہ جاری رہتا ہے)

اس طویل عرصے میں ۱۵ جولائی ۱۹۶۱ء سے ۷ جولائی ۱۹۹۷ء تک منعقد ہونے والے مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاسوں کی قراردادوں کا ایک مجموعہ ۱۹۹۷ء سے ہی مرکزی مکتبہ اسلامی

پبلشرز، نئی دہلی کے ذریعے شائع کیا جا رہا ہے۔ اب ۱۹۹۸ء سے ۲۰۱۳ء تک کی مجالس شوریٰ کی قرار دادوں کا یہ مجموعہ پیش خدمت ہے۔

قارئین کی آسانی اور دلچسپی کے لیے اس مجموعہ کے اختتام پر قرار دادوں کی ۱۹۶۱ء تا ۱۹۹۷ء تک (جلد اول) کی فہرست بھی شامل کر دی گئی ہے، جس کو پیش نظر جلد (دوم) کی قرار دادوں کی فہرست کے ساتھ دیکھنے سے اس طویل عرصے میں گزرے ہوئے واقعات پر جماعت اسلامی ہند کا موقف اور نقطہ نظر سامنے آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس طویل مدت میں منظور کی گئی قرار دادوں میں ذمہ داران جماعت کی دین و ملت اور عالم انسانیت کے لیے فکر مندی و اضطراب اور عزیمت و استقامت کے جو بے شمار پہلو بکھرے ہوئے ہیں ان کی وہ قدر افزائی فرمائے اور تحریک اسلامی ہند کو اسی جذبہ و حوصلے کے ساتھ سرگرم عمل رہنے کی توفیق سے نوازے۔

شعبہ تنظیم

مرکز جماعت اسلامی ہند

ملکی حالات و مسائل

دستورِ ہند پر نظر ثانی

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۳ اپریل ۲۰۰۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شمرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبد العزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری، جناب محمود خان، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب ٹی کے عبد اللہ، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، مولانا عبد الرشید عثمانی، جناب محمد عبد القیوم، مولانا نظام الدین اصلاحی اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے اور ڈاکٹر حسن رضا پٹی کی علالت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوئین خصوصی: مولانا کوثریزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی اور جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

دستور پر نظر ثانی کے سلسلے میں حکومت کے اعلان اور نو تشکیل شدہ کمیشن کے تقرر پر جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے کیوں کہ اول تو نظر ثانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ ترمیم یا ترمیمات کی جاسکتی ہیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے حکومت نے

اسے ضروری خیال کیا تو اسے چاہیے تھا کہ وہ نظر ثانی کی ضرورت کا واضح طور پر اعلان کرتی اور حزب مخالف کو بھی اعتماد میں لیتی اور اس کے لیے پارلیمانی کمیشن کا تقرر کیا جاتا۔ اسی طرح یہ بھی ضروری تھا کہ صاف صاف یہ اعلان کیا جاتا کہ جہاں تک شہریوں اور اسی طرح تہذیبی اکائیوں کے حقوق کا تعلق ہے وہ پوری طرح بحال و برقرار رہیں گے۔ ان میں کوئی ترمیم نہیں کی جائے گی۔ یہ اجلاس اپنے اس احساس کا اظہار کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ جو چیزیں حکومت کے لیے ہر طرح قابل لحاظ تھیں انہیں ملحوظ نہ رکھنے اور حکومت کے ذمہ داروں کے وقتاً فوقتاً بیانات نے ملک کے شہریوں اور حزب مخالف کو بجا طور پر تشویش اور شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس بنا پر یہ نہایت ضروری ہے کہ اس اجلاس نے جن امور کو ضروری قرار دیا ہے ان کے بارے میں حکومت بلا تاخیر صاف صاف اعلان اور ان کا اہتمام کرے۔



آئی ایس آئی کا خطرہ

اجلاس منعقد: ۲۵ تا ۲۶ نومبر ۲۰۰۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سران الحسن

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبد العزیز، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب الیس۔ ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب محمود خان، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری بیرون ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے ۷ نومبر کو شریک اجلاس ہوئے اور جناب ٹی کے عبداللہ بہ سبب علالت شریک اجلاس نہیں ہو سکے تھے۔

مدعوین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد اور جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

گزشتہ چند برسوں سے ملک میں تخریبی سرگرمیاں بلاشبہ بڑھتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ بازاروں اور عام مجموعوں میں ایسے واقعات ہوئے ہیں، جن میں بیسیوں بے گناہ جانوں کا اتلاف ہو چکا ہے۔ ضرورت تھی کہ ان واقعات کی تحقیقات کی جاتی اور جوئی الواقع ان کے ذمہ دار ہیں انہیں قرار واقعی سزا دلائی جاتی۔ لیکن زور اس پر صرف کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کی خفیہ تنظیم آئی

ایس آئی ملک اور خاص طور پر کچھ خاص علاقوں میں سرگرم ہے اور ناروا طور پر ان سے اقلیتوں کو ملوث کرنے اور ان کے کردار کو مشتبہ کرنے کی مسلسل کوشش کی جاتی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بعض اقلیتوں خاص طور پر مسلم جماعتوں کے خلاف پروپیگنڈا، دینی مدارس و مساجد اور اعلیٰ درس گاہوں مثلاً دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ پر قابل اعتراض چھاپے مارے گئے۔

اس صورتِ حال پر جو صرف اقلیتوں کے لیے ہی نہیں بلکہ پورے ملک کے لیے نقصان دہ اور باعث بدنامی ہے، مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس افسوس اور اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت اور اس کی مشنری کو متنبہ کرتا ہے اور اسے غلط پروپیگنڈا کرنے والے ذرائع ابلاغ کو ذمہ دارانہ طرزِ عمل کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے تمام رہنماؤں و ذمہ داروں کو بھی توجہ دلاتا ہے کہ اس قابل اعتراض طرزِ عمل کی اصلاح کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری ادا کریں اور ملت اسلامیہ سے خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ وہ حالات سے پوری طرح باخبر رہنے کی کوشش کریں اور اپنے اخلاق و اعمال اور داعیانہ کردار سے وہ ثبوت پیش کرنے کی کوشش کریں جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں شایان شان ہو۔



ملک کی موجودہ معاشی پالیسی کا عدم توازن

اجلاس منعقدہ: ۹ تا ۱۱ نومبر ۲۰۰۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس۔ ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب محمود خان، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے۔ اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری بیرون ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے ۷ نومبر سے شریک اجلاس ہوئے اور جناب ٹی، کے عبداللہ بہ سبب علالت شریک اجلاس نہیں ہو سکے تھے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد اور جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت ہند کی موجودہ معاشی پالیسی کے عدم توازن اور سماج کے افلاس زدہ اور کم آمدنی والے افراد اور گروہوں سے مجرمانہ غفلت پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

گلوبلائزیشن (عالم کاری) کے فوائد کا انکار نہیں ہے، تاہم گلوبلائزیشن کی طرف بے تحاشہ

دوڑ جاری ہے اور اصلاحی اقدامات کے متعلق حکومت کی طرف سے صرف اس کا خوش نما رخ سامنے لایا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ جدید ٹکنالوجی نے نہ صرف ملکوں کے زمینی فاصلے کم کر دیے ہیں بلکہ طلب و رسد اور پیداوار کے بازار کو عالمی سطح پر ایک وحدت بنا دیا ہے۔ اس لیے ملکی معیشت کی ترقی اور عمومی معاشی فلاح و بہبود کے لیے یہ ضروری ہے کہ ترقی یافتہ ممالک سے جدید ٹکنالوجی درآمد کی جائے تاکہ ایک طرف ملکی پیداوار میں اضافہ عالمی شرح اور رفتار سے ممکن ہو سکے اور دوسری طرف بیرونی سرمایہ بھی بڑے پیمانے پر حاصل کیا جاسکے۔ سرمایہ کی کمی کا ملک کو ہمیشہ سامنا رہا ہے اس کا مناسب حل ضروری ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ سرمایہ ٹکنالوجی اور مصنوعات کی درآمد اور برآمد پر سے تمام پابندیاں ختم کی جائیں۔

بہر حال موجودہ معاشی پالیسی پر بلا تاخیر نظر ثانی ضروری ہے لیکن اس پالیسی کے مضر اثرات سے عوام کو بے خبر رکھا جا رہا ہے۔ اس سے زیادہ تشویش ناک امر یہ ہے کہ پالیسی سازوں کو غالباً اس کا نہ علم ہے اور نہ فہم کہ گلوبلائزیشن درحقیقت سرمایہ داری اور سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی ایک دور رس چال ہے، دولت اور وسائل کی غیر منصفانہ عالمی تقسیم نے جس کی کامیابی کے امکانات آسان کر دیے ہیں۔ بیرونی ٹکنالوجی اور سرمایہ بیرونی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی شکل میں آتا ہے اور آتا رہے گا۔ سرمایہ کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں، جو ملکی عوام کے مفاد کے خلاف بھی ہو سکتی ہیں۔ اس وقت ہندوستان میں بین الاقوامی سرمایہ اور ٹکنالوجی جن میدانوں میں آ رہی ہے ان کو عامۃ الناس کی فلاح و بہبود سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ایک تہائی سے زیادہ آبادی کو پینے کا صاف پانی بھی میسر نہیں ہے۔ بلکہ اب تو نسبتاً خوش حال آبادی کو خرید کر پانی پینا پڑتا ہے۔ سڑکوں کی حالت خستہ ہے، سرکاری تعلیمی ادارے اور پرائمری اسکول ناگفتہ بہ حالت میں ہیں، سرکاری اسپتال اور نظام صحت و صفائی کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے، عوام کی ضروریات زندگی مثلاً مٹی کا تیل اور رسوئی گیس مہنگی ہوتی جا رہی ہیں جب کہ خوش حال طبقے کی ضروریات، کاروں وغیروں کا سلسلہ تیزی کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ مہنگے تعلیمی پروفیشنل ادارے دھڑا دھڑ کھل رہے ہیں۔ فائبرسٹار ہوٹل جو عوام کے تصور سے بالاتر ہیں برابر قائم ہو رہے ہیں۔ ضروریات زندگی کے جگہ فاسٹ فوڈ، جنک فوڈ کی سپلائی میں بیرونی سرمایہ لگ رہا ہے۔ حکومت سبسڈی کی نفع بخش پالیسی کو

ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے، جس کا اعلان بھی کیا جا رہا ہے۔ انفارمیشن سوپر ہائے وے پر آنے کی جدوجہد زور و شور سے کی جا رہی ہے۔ جب کہ ریاستیں طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہوتی جا رہی ہیں مثلاً آندھرا پردیش میں کسان خودکشی پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اڑیسہ اور مغربی بنگال میں تباہ کن طوفان کو روکنے کے لیے اور آفت زدہ انسانوں کو امداد پہنچانے کی طرف حکومت کی جو توجہ ہے وہ حد درجہ ناقص ہے۔

حکومت کی موجودہ پالیسی کا دوسرا اہم جز معاشی آزادی، نجی سرمایہ کاری اور بازار پر تکیہ کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کے لیے حکومت کی طرف سے یہ دلیل دی جا رہی ہے کہ نجی سرمایہ کاری فی نفسہ زیادہ افیکٹو (Effective) ہوتی ہے۔ بلاشبہ اس کے کچھ فوائد ضرور ہیں لیکن ساتھ ہی اس کے تباہ کن اثرات بھی ہیں، جن کے سلسلے میں حکومت کی توجہ نہیں ہے۔ ایک طرف تو حکومت عوام کی فلاح و بہبود سے رفتہ رفتہ اپنی ذمہ داریاں ختم کر کے ان تمام میدانوں کو نجی سرمایہ داروں کے حوالے کر رہی ہے جس کی چند مثالیں پیش کی جا چکی ہیں۔ چنانچہ حکومت تعلیم، صحت، وسائل آمدورفت کو رفتہ رفتہ مارکیٹ پر چھوڑ رہی ہے۔ دوسری طرف عوام کی ضروریات زندگی کے متعلق یہ پالیسی بنا چکی ہے کہ ان کی پیداوار اور تقسیم کو بھی مارکیٹ کے حوالے کر دیا جائے۔

اس معاشی پالیسی کی وجہ سے چھوٹی اور گھریلو صنعتیں تباہ ہو رہی ہیں۔ دولت اور آمدنی کا عدم توازن بڑھتا جا رہا ہے۔ جن کے مظاہر کلٹائل، زراعتی پیداوار، پلانٹیشن کی مصنوعات (مثلاً کیرالا اور سمندری علاقہ کے ناریل، کپاس، چمڑے کی تجارت) کی شکل میں سامنے آ رہے ہیں۔ سیکٹروں کی تعداد میں عام مصنوعات پر سے کنٹرول ہٹا دینے کی جو راہ اختیار کی جا رہی ہے اس کے یہی نتائج برآمد ہوں گے۔

گلوبلائزیشن اور نجی سرمایہ کاری کا ایک مہلک پہلو سودی سرمایہ دارانہ نظام کا بڑھتا ہوا تسلط ہے، جو سراسر ضرر رساں ہے۔ الغرض یہ تمام معاشی پالیسیاں غریبوں کو نظر انداز کرنے، عدل و انصاف اور عمومی فلاح کو مارکیٹ کے حوالے کرنے کے عزم کی نمایاں علامتیں ہیں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت اور پالیسی سازوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ عالم کاری اور نجی کاری کی بے محابا پالیسیوں پر نظر ثانی کی جائے۔ عوام کے فلاح و بہبود کے کاموں کو کلیتاً

مارکیٹ کے حوالے کرنے سے احتراز کیا جائے۔ دولت اور آمدنی کی ناہمواری کو دور کرنے کے لیے موثر پالیسیاں بنائی اور نافذ کی جائیں۔ بیرونی سرمایہ اور سودی سرمایہ کے بڑھتے ہوئے تسلط کے لیے کم از کم عوامی فلاح و بہبود کے میدانوں میں غیر سودی سرمایہ کو اپنی پالیسی کی بنیاد بنایا جائے۔ کمزور اور پسماندہ طبقوں اور فرموں کی فلاح کے لیے ان کو ٹارگیٹ بنا کر اسکیموں کا نفاذ کیا جائے۔ اور بیرونی سرمایہ پر غیر ضروری انحصار کو کم کرتے ہوئے ملکی وسائل کا صحیح اور متوازن استعمال کیا جائے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے پالیسی سازوں اور غیر جانب دار دانش وروں اور معاشی و سماجی مفکرین کو دعوت دیتا ہے کہ وہ ایک مبنی بر انصاف، ترقی پذیر اور ہم آہنگ سماج کی تشکیل کے لیے پوری سنجیدگی سے توجہ کریں اور اسلام کی معاشی اور معاشرتی تعلیمات پر غور کریں۔



ترقیاتی منصوبے اور عوام کی فلاح و بہبود

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۳ اپریل ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شُرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا عبد العزیز، جناب ٹی کے عبد اللہ، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب ایچ، عبد الرقیب، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر جاوید مکرم، جناب محمد جعفر (قیم جماعت)

مدعوین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی، جناب انتظار نعیم، ڈاکٹر نصرت اللہ خان آفندی، جناب محمد عبد العزیز، جناب رفیق احمد۔

قرارداد

شوریٰ کا یہ اجلاس ایسے تمام ترقیاتی منصوبوں کو جن کے فوائد سے عوام کو نظر انداز کیا اور انہیں محروم رکھا جاتا ہو، تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنے اس احساس کا اظہار کرتا ہے کہ ہر وہ ترقی جس کا فائدہ عوام کے محض ایک خاص طبقہ کو پہنچتا ہو اور دوسروں کی محرومی میں مزید اضافہ ہوتا ہو تو یہ نام نہاد ترقی سماج کے لیے مفید ہونے کے بجائے سخت نقصان دہ اور منتشر اور اضطراب کا

باعث ہوتی ہے۔

شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بیرونی کمپنیوں (MNC's) کے ان تمام پروجیکٹوں پر فی الفور روک لگائے، جن کی وجہ سے ماحولیاتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور سماج کے کمزور طبقات کو صحیح طور پر ان کے حقوق کا پاس و لحاظ کیے بغیر جائیدادوں اور کاروبار سے بے دخل کیا جا رہا ہے، جس کی ایک نمایاں اور بے چینی کو ہوا دینے والی مثال نرہدا ڈیم ہے۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ درپیش تمام ترقیاتی منصوبوں کے نفاذ سے قبل متاثرہ افراد کی متبادل باز آبدکاری کا معقول نظم کیا جائے۔



حالیہ مالیاتی بحران

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبد اللہ، ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمد جعفر، جناب سید غلام اکبر، مولانا محمد سراج الحسن، جناب ایچ عبدالربیب، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ایس امین الحسن، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔
انجینئر محمد سلیم اور سید سعادت اللہ حسینی اجلاس میں دوسرے دن سے دونوں روز شریک رہے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اپنی علالت اور جناب اعجاز احمد اسلم بچی کی شادی میں مصروفیت کے باعث اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

مدعوین خصوصاً: جناب محمد اشفاق احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب سید عبدالباسط انور، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس عالمی معاشی و مالیاتی بحران کو سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جس بحران کی وجہ سے پوری دنیا میں کساد بازاری، اشیاء کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ، غذائی بحران و بے روزگاری، افلاس، مالیاتی اداروں کو درپیش دیوالیہ پن

اور ملک کے غریب عوام پر اس کے تباہ کن اثرات پڑ رہے ہیں۔ اجلاس کا احساس ہے کہ سرمایہ داروں کی حرص و ہوس اور استحصال پر مبنی ذہنیت کے علاوہ سود اور سٹہ پر مبنی گمراہ معاشی پالیسیاں نیز عالمی سرمایہ دارانہ نظام (Global Capitalism) اس صورت حال کے لیے ذمہ دار ہیں۔ اس بحران نے سرمایہ دارانہ نظام کی مضرتوں اور قباحتوں کو نمایاں کر دیا ہے اور دنیا ایک بہتر متبادل کی تلاش میں ہے۔ اس کے صحیح اور دیر پا حل کے لیے دنیا اور ہمارے ملک کو سود اور سٹہ (Speculation) پر مبنی استعمار کی معاشی پالیسیوں سے پاک منصفانہ معاشی نظام کی طرف پیش قدمی کی ضرورت ہے۔

اجلاس یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ پلاننگ کمیشن کی راگھورا جن کمیٹی کی بلاسودی بنکاری کے حق میں قانون سازی کی سفارش فوری منظور کی جائے، جو دراصل اس طرح کے بحرانوں سے بچنے کا دیر پا حل ہے۔



بارہواں پنچ سالہ منصوبہ

اجلاس منعقدہ: ۲۸ تا ۳۱ مئی ۲۰۱۱ء، ویناڈ (کیرلا)

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے، اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ۔ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی۔ عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

مدعوین خصوصاً: محترمہ عطیہ صدیقیہ، محترمہ کے کے فاطمہ زہرہ۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس منصوبہ بندی کمیشن کے اس

اعلان کا خیر مقدم کرتا ہے کہ بارہویں پنچ سالہ منصوبہ کا اصل ہدف امیری اور غربتی کے فرق کو کم کرنا ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ فرق ہندوستان میں شرم ناک حد تک بڑھ چکا ہے اور اس کو کم کرنا تمام پالیسیوں کا اہم ترین ہدف ہونا چاہیے۔ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ پلاننگ کمیشن اس اعلان کو عملی

جامہ پہنانے کی سمت ٹھوس پیش رفت کرے اور ان پالیسیوں سے اجتناب کرے، جن سے اس اعلان کے برعکس نتائج پیدا ہونے کا امکان ہے۔

اس ذیل میں اجلاس کو خصوصیت کے ساتھ سطح غربت سے متعلق پلاننگ کمیشن کے موقف پر تشویش ہے۔ ۱۵ روپے روزانہ کی حقیر ماہانہ یافت کو غربتی کی سطح قرار دینا اور اس سے زیادہ آمدنی رکھنے والے غریب افراد کو فلاجی اسکیموں کے فائدوں سے محروم کر دینا نہایت بھونڈا مذاق ہے۔ کمیشن کا یہ موقف اس کے اعلان کے برعکس امیری اور غربتی کے فرق کو بڑھانے کا سبب بنے گا۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ کمیشن ہر اس شخص کو غریب تسلیم کرے جو بنیادی غذا، آسرا اور تعلیم و علاج کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔ اجلاس کو حق غذا سے متعلق قانون کے سلسلہ میں کمیشن کی مزاحمت پر بھی افسوس ہے۔ اب جب کہ خود حکومت نے اس سلسلہ میں قومی مشاورتی کونسل کی تجاویز قبول کرنے کا اعلان کیا ہے، اجلاس امید کرتا ہے کہ کمیشن اپنا رویہ بدلے گا اور حق غذا کے مجوزہ قانون کی منظوری اور اس کے نفاذ کے لیے ضروری سہولتیں فراہم کرے گا۔

اجلاس کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ کمیشن صرف شرح ترقی پر توجہ مرکوز نہ کرے بلکہ ترقی کے فائدوں کی منصفانہ تقسیم اور اس کے فائدوں کو محروم افراد و طبقات تک پہنچانے کا ہدف بنائے۔ اس غرض کے لیے زرعی و دیہی معیشت میں نمو کے اہداف بھی خصوصیت سے طے کیے جائیں اور ان کے حصول کے لیے منصوبے بنائے جائیں۔ گزشتہ سالوں میں زرعی اور دیہی معیشت سے جو بحرمانہ غفلت برتی گئی ہے ان کے ازالہ اور بھرپور تلافی کے بغیر غریبوں کی ترقی کا خواب محض ایک خوب صورت نعرہ بن کر رہ جائے گا۔

اجلاس کو توقع ہے کہ تعلیم پر جی ڈی پی کے کم از کم چھ فیصد اور صحت عامہ پر تین فیصد خرچ کا ہدف بارہویں پانچ سالہ منصوبہ کے دوران ضرور حاصل کر لیا جائے گا۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ گیارہویں منصوبہ کے دوران ان سماجی سیکٹرز میں خرچ مذکورہ اہداف سے بہت کم رہا ہے۔ ان اہداف کا حصول مرکزی حکومت کا ایک دیرینہ وعدہ ہے اور اس کی فوری تعمیل ہونی چاہیے۔ اس وعدہ کی تعمیل کے بغیر غریب و محروم افراد کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری وسائل کی دست یابی ناممکن ہے۔

شمولیاتی ترقی (Inclusive Growth) کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ملک کے ان طبقات پر خصوصی توجہ دی جائے جو ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ اجلاس کو خوشی ہے کہ کمیشن مسلمانوں اور دیگر طبقات سے سرگرم مشاورت کر رہا ہے۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ حکومت بارہویں پنچ سالہ منصوبہ میں مسلمانوں کے لیے درج فہرست ذاتوں اور قبائل کی طرز پر علیحدہ ذیلی منصوبہ Muslim Component Plan بنائے اور ترقیاتی اور فلاحی اسکیموں میں ان کے حصہ کا واضح تعین (earmarking) ہو۔ اور سپر کمیٹی کی دیگر فلاحی اور ترقیاتی تجاویز قبول کی جائیں اور انہیں منصوبہ میں جگہ دی جائے۔

اجلاس توانائی کی ضرورت سے متعلق کمیشن کے احساس کی قدر کرتے ہوئے۔ یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں منصوبہ بندی کرتے ہوئے کمیشن ملک کے عوام کے بعض حساس جذبات کو نظر انداز نہ کرے۔ نیوکلیئر توانائی کے لیے ملک کو اپنی آزادی و خود مختاری پر بعض مہنگے سودے کرنے پڑ رہے ہیں۔ منصوبہ بندی میں توانائی کے اس ذریعہ پر ہمارا انحصار نہیں ہونا چاہیے اور توانائی کی منصفانہ تقسیم پر بھی توجہ ہونی چاہیے۔

اجلاس ملک کے تمام خیر پسند افراد، دانش وران، سماجی کارکنان وغیرہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ تمام طبقات کی متوازن ترقی کے لیے ایک بہتر اور موثر منصوبہ بنانے میں کمیشن کی مدد کریں اور اس سلسلہ میں کمیشن کی جانب سے کیے جا رہے مشاورتی عمل میں بھرپور حصہ لیں۔



قانونِ حقِ غذا

(Food Security Bill)

اجلاس منعقدہ: ۳۰، ۳۱ دسمبر، ۲۰۱۱ء اور یکم جنوری ۲۰۱۲ء، چنئی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبد الرقیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد رفعت فلائٹ میں تاخیر کی وجہ سے پہلے دن کی دوسری نشست سے اجلاس میں شریک ہوئے۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نزدیک یہ بات خوش آئند ہے کہ حکومت نے طویل انتظار کے بعد حق غذا کے قانون کو منظور کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس ذیل میں ایک ڈرافٹ کا بینہ میں قطعیت پا چکا ہے۔ اجلاس کو یہ امید ہے کہ بجٹ سیشن میں یہ قانون منظور ہو جائے گا اور یوپی اے حکومت اپنے دیرینہ وعدے کی تکمیل کرے گی۔

جماعت اسلامی ہند کو اس بات پر افسوس ہے کہ اس قدر طویل انتظار اور مشاورت و مباحث کے لمبے سلسلے کے بعد جس مسودہ کو قطعیت دی گئی ہے وہ کئی پہلوؤں سے ناقص ہے اور

قانون منظور ہو جانے کے باوجود اس سے ہندوستان کے ہر شہری کو غذا کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ مجوزہ قانون میں ملک کے شہریوں کو مخصوص نشان زد (Targeted) اور عمومی (General) زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے اور حق غذا کی قطعی ضمانت صرف مخصوص طبقے تک محدود رکھی گئی ہے۔ اس سے اندیشہ ہے کہ نہ صرف ہندوستانی شہریوں کی بڑی تعداد بلکہ غریب عوام کی بھی بڑی تعداد اس ضمانت سے محروم رہے گی۔ اجلاس کے نزدیک یہ غریب عوام کے ساتھ نا انصافی ہے۔ مخصوص زمرے کے تعین کے لیے جو سماجی سروے کیا جا رہا ہے وہ بھی حیرت انگیز مغالطوں پر مبنی ہے۔ اطلاعات کے مطابق اگر کسی غریب بیوہ کو سولہ سال کا لڑکا ہے تو اسے غریب نہیں قرار دیا جائے گا۔ حالاں کہ دیہی روزگار ضمانت اسکیم میں روزگاری کم سے کم عمر ۱۸ سال قرار دی گئی ہے۔ اس طرح کے کئی تضادات اور نقائص کی اس سروے کے سلسلے میں سماجی تنظیموں نے نشان دہی کی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کو اس بات پر بھی تشویش ہے کہ عمومی زمرے کے شہریوں کو غذا کی فراہمی، پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم میں اصلاحات سے مشروط کی گئی ہے اور پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم میں اصلاحات کا جو نقشہ اس قانون کے ایک مستقل باب میں بیان کیا گیا ہے وہ سخت قابل اعتراض ہے۔ اس میں راست رقوم کی منتقلی، آدھار کارڈ کے ساتھ تقسیم کو وابستہ کرنے جیسے متنازعہ اقدامات بھی شامل ہیں۔ سپریم کورٹ نے گوداموں میں موجود فاضل غلہ کی تقسیم سے متعلق جو ہدایت دی ہے اس کی تکمیل کے ارادے کا بھی کوئی ذکر اس مجوزہ قانون میں نہیں ملتا۔

اجلاس کا مطالبہ ہے کہ حکومت بجٹ اجلاس سے قبل اس بل میں ضروری ترمیمات کرے اور ہر ہندوستانی کو ۳۵ کلو نائج اور دیگر غذائی اشیاء کی کم قیمت پر دستیابی کو لازمی قرار دے۔

اجلاس اس مطالبہ کی بھی تائید کرتا ہے کہ بچوں کے صحت بخش تغذیہ، حاملہ خواتین کی غذائی ضروریات اور بیمار افراد کی خصوصی غذائی ضرورتوں کی تکمیل کی ضمانت بھی قانون میں ملنی چاہیے۔

شوری کا اجلاس یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ غذا، کپڑے، مکان، تعلیم اور علاج معالجہ کی سہولتوں پر مبنی حق ضروریات زندگی (Right to Livelihood) کو ہندوستانی عوام کے حق کے طور پر دستور ہند میں تسلیم کر لیا جائے۔

قومی سلامتی سے متعلق وزارتی گروپ کی رپورٹ

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۳ اگست ۲۰۰۱ء، حیدرآباد

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع منس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب اعجاز احمد اسلم، مولانا محمد یوسف اصلاحی، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب ایس ایم ملک، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب سید غلام اکبر، جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

قرارداد

قومی سلامتی سے متعلق وزارتی گروپ کی رپورٹ یہ نہایت غلط تاثر دیتی ہے کہ مسلمان، ان کی جماعتیں اور مدارس ملک کی سلامتی کے لیے ایک بڑا خطرہ ہیں۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس رپورٹ کے ان بے بنیاد اور شرانگیز مندرجات پر سخت تشویش کا اظہار اور اس کی مذمت کرتا ہے۔

اجلاس کو حیرت ہے کہ وزیر اعظم نے مسلمانوں کے ایک وفد کی ملاقات میں کہا کہ مدارس کے خلاف کوئی بات رپورٹ میں نہیں ہے۔ وزیر اعظم کے اس بیان پر اجلاس کے نزدیک حیرت کے ساتھ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے سامنے پوری رپورٹ لائی بھی گئی ہے یا نہیں؟

شورئى کا یہ اجلاس وزیر اعظم کو رپورٹ کے پیرا گراف 2:29 کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس پیرا گراف میں مدارس سے قومی سلامتی کے لیے خطرہ کا اظہار ہوتا ہے۔ مجلس شورئى کا یہ اجلاس اس حقیقت کا پر زور طریقے سے اظہار کرتا ہے کہ مسلمانوں، مدارس اور جماعتوں کے خلاف الزامات سراسر غلط ہیں۔ اجلاس کو اس بات پر بھی سخت تعجب ہے کہ رپورٹ میں جماعت اسلامی پر یہ تہمت لگائی گئی ہے کہ وہ نوجوانوں کو اسلحے کی ٹریننگ دے رہی ہے۔ یہ اجلاس اس حقیقت کا اعادہ ضروری سمجھتا ہے کہ جماعت اسلامی ہند ہمیشہ سے پرامن اور تعمیری طریقہ کار پر قائم ہے۔ اس کے پروگرام میں اسلحہ کی ٹریننگ کی سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

مجلس شورئى کے اس اجلاس کا یہ واضح احساس ہے کہ یہ رپورٹ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فرقہ پرستانہ ذہنیت کی اور عالمی صہیونی سازش کی عکاسی کرتی ہے، اس سازش کی عکاسی جو آئی ایس آئی کے نام پر مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے ایک عرصے سے جاری ہے اور جس میں میڈیا کا ایک طاقت ور عنصر بھی شریک ہے، جس کے باعث فسطائی طاقتوں کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ رپورٹ کی ایک حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ اسلحہ کی اس عام ٹریننگ اور ترشول کی تقسیم کا اس میں سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے جس کا مظاہرہ فرقہ پرست فسطائی طاقتوں کی جانب سے جگہ جگہ علی الاعلان کیا جاتا ہے اور جو ملک کی سلامتی کے لیے فی الواقع نہایت سنگین خطرہ ہے۔ اس اجلاس کے نزدیک مناسب بات یہ تھی کہ رپورٹ کو عام کرنے سے پہلے اسے پارلیمنٹ کے اجلاس میں پیش کیا جاتا تاکہ بحث و مباحثہ کے نتیجے میں حقائق سامنے آتے اور قابل اعتراض حصوں کو حذف کیا جاتا۔ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ رپورٹ نے جو غلط فہمیاں پیدا کی ہیں بلا تاخیر انہیں دور کیا جائے۔

امن و امان کی ضرورت اور ملک کی موجودہ صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۷ تا ۹ نومبر ۲۰۰۱ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مولس، مولانا عبد العزیز، ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب صدیق حسن، مولانا عبد الرشید عثمانی، جناب محمد عبد القیوم، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب سید غلام اکبر، جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مدعوین خصوصاً: ڈاکٹر کوثر یزدانی، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

۱۱ ستمبر کے بعد دہشت گردی سے متعلق مختلف خیالات و رجحانات کا جو اظہار ہوتا آ رہا ہے اس کا ایک خوش آئند پہلو تو یہ ہے کہ دہشت گردی کی خطرناکی کے انداد پر غور ہونے لگا ہے لیکن ساتھ ہی خیالات کی جذباتیت سے آئے دن بیانات کی تبدیلی اور خاص طور پر میڈیا کے یک رن اور مضر رساں پروپیگنڈے نے ملک کی فضا پر برا اثر ڈالا ہے۔ مختلف خیالات کی وجہ سے کشمکش بڑھتی گئی اور آخر کار پولس کی ناروا فائرنگ اور فرقہ وارانہ فسادات تک نوبت پہنچی۔ مالیگاؤں اور اس کے مضافات (مہاراشٹر)، گونڈہ اور سرانے میر (ترپردیش) کے فسادات اس

کی مثالیں ہیں۔ اس خراب صورتِ حال کے پیش نظر جماعتِ اسلامی ہند کی مجلسِ شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت، ذرائعِ ابلاغ، ملک کی مختلف جماعتوں اور عوام ہر ایک کو توجہ دلاتا ہے اور توقع ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں گے اور غیر دانش مندانہ بیانات سے اجتناب کریں گے جو ملک کے مختلف فرقوں کے درمیان شکوک و شبہات اور منافرت کے جذبات کو بڑھانے کا باعث ہوتے ہیں اور صحیح بنیادوں پر بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ اجلاس مسلمانوں سے خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ وہ جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے رویوں سے متاثر نہ ہوں۔ پوری طرح صبر و تحمل سے کام لیں اور ان عناصر کے عزائم کو کامیاب نہ ہونے دیں جو فرقہ وارانہ منافرت اور کشمکش پیدا کرنا چاہتے ہیں۔



نکلسلی تحریک اور حکومت کا تصادم

اجلاس منعقدہ: ۱۳ تا ۱۸ اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرئیب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے، جناب ایس امین الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔

مولانا محمد سراج الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اور سید سعادت اللہ حسینی بہ سب علالت شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملّا، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

ملک کے مختلف حصوں میں ماؤ نوازوں اور حکومت کے ٹکراؤ کے بڑھتے ہوئے واقعات ملک کے لیے بہت بڑا چیلنج ہیں۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے انتظامیہ جو طریقے اختیار کر رہی ہے، یعنی آپریشن گرین ہنٹ اور سلوا جوڈم کے نام سے جوابی تشدد، یہ مسئلہ کا حل نہیں ہے۔

حکومت کے لیے ضروری ہے کہ ان اسباب کا پتہ لگائے جو قبائلی اور آدی باسی علاقوں میں عوامی بے چینی کے پیچھے پائے جاتے ہیں۔ حالات کا حقیقت پسندانہ جائزہ بتاتا ہے کہ عوامی بے چینی کے لیے سرکاری پالیسیاں بڑی حد تک ذمہ دار ہیں۔ بڑے پیمانے پر غیر ملکی کمپنیوں کی آمد اور پھر ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں کو خصوصی اقتصادی زون (ZEZ) کے نام پر آدی باسی علاقوں میں اراضی کا الاٹمنٹ، اس بے چینی کا ایک بڑا سبب ہے۔ قبائلیوں کے یہ اندیشے بالکل بجا ہیں کہ حکومت انہیں ان کی زمینوں سے بے دخل کرنا چاہتی ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ حکومت:

- ۱- قبائلی علاقوں کے باشندوں کے ان اندیشوں کو دور کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔
- ۲- غیر ملکی کمپنیوں سے جو معاہدات (MOU) کیے جائیں ان کی تفصیلات سے عوام کو باخبر کرے۔
- ۳- زمینوں پر کسانوں اور قبائلیوں کے حقوق کو تسلیم کرے۔
- ۴- سلوا جوڈم (چھتیس گڑھ) جیسی غیر قانونی ایجنسیوں کو، جو ماؤ وادیوں پر قابو پانے کے لیے سرکاری امداد اور حمایت سے کھڑی کی جا رہی ہیں، ختم کرے اور ایسے اقدامات نہ کرے جو تشدد کی سرپرستی اور حقوق انسانی کی خلاف ورزی پر مبنی ہوں۔
- ۵- متاثرہ علاقوں میں انسانی گروپوں اور کارکنوں کو کام کرنے کی پوری پوری آزادی اور سہولت فراہم کرے۔

مرکزی شوریٰ نے ماؤ وادیوں کو بھی توجہ دلائی کہ وہ اس حقیقت کا اعتراف کریں کہ تشدد و خون ریزی مسئلے کا حل نہیں ہے اور نہ ہی اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ انہیں پر امن جدوجہد کے اور حکومت سے گفتگو اور مشاورت کے ذریعے اپنے مسائل کا حل نکالنا چاہیے۔



سیکورٹی (Security) کے مسائل اور ملکی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۱۳ تا ۱۸ اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرہیب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے، جناب ایس امین الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔

مولانا محمد سراج الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اور سید سعادت اللہ حسینی بہ سبب علالت شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملا، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

ملک کے مختلف حصوں میں تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر انٹرنل سیکورٹی کے سلسلہ میں حکومت کی تشویش بجائے لیکن اس سلسلہ میں جو اقدامات کیے جا رہے ہیں اور جو

پالیسیاں وضع کی جا رہی ہیں وہ بجائے خود تشویش ناک ہیں۔ مختلف سرکاری شعبوں میں غیر ملکی خصوصاً امریکی اور اسرائیلی ایجنسیوں کا عمل دخل بڑھتا جا رہا ہے جو اپنے مخصوص زاویہ نظر سے اور اپنے مفادات کے تحت کام کر رہی ہیں۔ چیکنگ اور تلاش کے نام پر ہر جگہ عام شہریوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے۔ دہشت گردی کے خطرات اور نکسلی تشدد کی روک تھام کے بہانے شہریوں کے بعض طبقات کو خاص طور سے ہدف بنایا جا رہا ہے۔ اس عمل میں ٹیکس دہندگان کی کمائی کا ایک معتدبہ حصہ صرف ہو رہا ہے۔ چیکنگ کے جدید اور انتہائی مہنگے آلات و وسائل درآمد کیے جا رہے ہیں۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس صورتِ حال کو خطرناک سمجھتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ مرکزی وزارت داخلہ اندرونی سلامتی کی صورتِ حال کا جائزہ حقیقت پسندانہ طریقے سے لے اور اپنے وسائل سے اسے بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ سیکورٹی جیسے نازک اور حساس مسئلہ میں غیر ملکی ایجنسیوں پر اعتماد و انحصار مناسب نہیں ہے۔



انسداد غیر قانونی سرگرمیوں کے قانون (UAPA) میں ترمیم

اجلاس منعقدہ: ۳۰ نومبر تا ۳ دسمبر ۲۰۱۲ء، کوڑی کوڈ، کیرلا

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرہیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری کی رحلت کی وجہ سے ایک نشست خالی ہو گئی تھی۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس یو پی اے حکومت کے ذریعہ عجلت میں اور بغیر کسی بحث و مباحثہ کے انسداد غیر قانونی سرگرمیوں کے قانون (یو اے پی اے) میں ترمیمات کو، جس نے اسے اور زیادہ سخت اور وحشیانہ بنا دیا ہے لوک سبھا سے منظور کرانے پر اپنی

گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔

یوپی اے حکومت نے ۲۰۰۴ء میں برسر اقتدار آنے کے بعد پوٹا (POTA) کو تو منسوخ کر دیا تھا لیکن اس کی تمام ظالمانہ اور وحشیانہ دفعات کو غیر قانونی سرگرمیوں کے قانون UAPA میں داخل کر کے اسے ایک کالے اور ظالمانہ قانون میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اس بات کے وافر ثبوت موجود ہیں کہ انسدادِ دہشت گردی اور ماؤ ازم کے نام پر حکومت، خفیہ ایجنسیوں اور پولس نے اس قانون کو بڑی بے دردی کے ساتھ اور غلط طریقہ پر استعمال کیا، جس کے نتیجے میں آج سیکڑوں کی تعداد میں معصوم اور بے گناہ افراد جیل کی سلاخوں کے پیچھے کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں، انہیں وحشیانہ طریقہ سے زد و کوب کیا جاتا ہے اور ان افراد کے اہل خانہ سخت تکلیف اور پریشانی میں زندگی گزار رہے ہیں۔ حکومت اور ایجنسیوں کی بربریت کا سب سے زیادہ نشانہ مسلم نوجوان بن رہے ہیں۔ پرامن، جمہوری اور آئینی طریقوں سے کام کرنے والی مسلم تنظیموں پر اس قانون کے ذریعہ متعدد بار پابندیاں عائد کی گئیں، جس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ان حالات نے مسلم طبقہ بالخصوص اس کی نئی نسل کو خوف و دہشت میں مبتلا کر رکھا ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ حالیہ ترمیمات جس نے حکومت کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ کسی بھی تنظیم پر غیر قانونی سرگرمیوں کے الزام میں دو کے بجائے پانچ سال تک پابندی عائد کر سکتی ہے، اسی طرح اقتصادی جرائم اور جعلی کرنسی کے معاملات کو بھی اس قانون میں شامل کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں نام نہاد دہشت گردانہ سرگرمیوں کی براہ راست یا بالواسطہ پشت پناہی کے الزام میں کسی بھی فرد یا کاروباری کمپنی پر ہاتھ ڈالنا آسان ہو گیا ہے۔ فرد یا کمپنی پر بھاری جرمانہ ہی نہیں بلکہ جائیدادوں کی قرقی کا اختیار بھی حکومت کو مل گیا ہے۔ ہندو غیر منقسم خاندان کو اس دفعہ سے مستثنیٰ قرار دے کر اسے خالص فرقہ وارانہ رنگ بھی دے دیا گیا ہے۔ مجلس شوریٰ کو اندیشہ ہے کہ اس ترمیم کے بعد، پولس اور خفیہ ایجنسیاں کاروباری طبقہ بالخصوص مسلم تاجروں اور اہل ثروت افراد کو ہراساں اور بلیک میل کر سکتی ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ سمجھتی ہے کہ دہشت گردی اور اس نوعیت کے دیگر جرائم اور سرگرمیوں کی روک تھام اور انسداد کے لیے ملک کے قانون (Cr.Pc) میں موجود دفعات اس

مقصد کے لیے کافی ہیں۔ ایمان داری کے ساتھ اگر ان کا استعمال کیا جائے تو اس طرح کے تمام خطرات اور جرائم پر بہ آسانی قابو پایا جاسکتا ہے۔ مزید برآں حالات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ٹاڈا، پونا، کلوکا، یو اے پی اے اور افسیا جیسے کالے قوانین دہشت گردی اور غیر قانونی سرگرمیوں کے انسداد میں نہ صرف بری طرح ناکام ہوئے ہیں بلکہ حقوق انسانی اور دستوری تحفظات کی پامالی کا ایک بڑا ذریعہ بھی بن گئے ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ یو اے پی اے قانون میں حالیہ ترمیمات کی سخت مذمت کرتی ہے اور حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ یو اے پی اے سمیت تمام کالے قوانین کو فی الفور منسوخ کرے۔ مجلس شوریٰ ملک کے انصاف پسند عوام، حقوق انسانی کی تنظیموں اور مسلمانان ہند و دیگر محروم و مظلوم طبقات کو آواز دیتی ہے کہ وہ ان کالے اور وحشیانہ قوانین کی منسوخی کے لیے ملک گیر تحریک چلائیں۔



کسانوں کی خودکشی کے بڑھتے واقعات

اجلاس منعقدہ: ۱۷ تا ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، مولانا محمد شفیع تونس، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس امین الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب نصرت علی (قیم جماعت)

مدعوین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اقبال ملا۔

جناب مجتبیٰ فاروق درمیان کے دوروز اجلاس میں شریک رہے۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس زرعی معیشت کی تباہی اور کسانوں کی خودکشی کے واقعات پر رنج و افسوس اور تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ بات سخت افسوس ناک ہے کہ ایک طرف تیز رفتار معاشی ترقی کے دعوے ہیں اور دوسری طرف ملک کی اس کثیر آبادی کی پریشانیوں، جو

زراعت پر منحصر ہے، مسلسل بڑھتی جا رہی ہیں۔ رپورٹوں کے مطابق گزشتہ چند سالوں میں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ کسان ملک کے مختلف علاقوں، بالخصوص آندھرا پردیش اور مہاراشٹر میں خودکشی کر چکے ہیں۔

اجلاس کا احساس ہے کہ اس مسئلہ کی جڑیں ملک کی بنیادی معاشی پالیسیوں میں پیوست ہیں۔ حکومت کی نئی زرعی پالیسی جو زراعت پر عوام کا انحصار کم کرنے اور کارپوریٹ زراعت کو فروغ دینے کی بات کرتی ہے، حکومت کے حقیقی عزائم کو بے نقاب کرتی ہے۔ عالمی معاشی اداروں کے دباؤ میں بننے والی یہ پالیسیاں ہی کسانوں کی صورت حال کے لیے اصلاً ذمہ دار ہیں۔

اجلاس نے ان رپورٹوں کی خصوصیت کے ساتھ نوٹ کیا ہے کہ حکومت ہند کی جانب سے قرضوں کی معافی کے اعلان کے بعد بھی اب تک صرف دو در بھ میں ۳۰۰ سے زائد کسان خودکشی کر چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرضوں کی معافی کا پیکیج اس مسئلہ کا حل نہیں ہے۔

قرض کی معافی کے لیے دو ہیکٹر سے کم زمین کی شرط خصوصاً دو در بھ کے بنجر علاقہ میں بہت سے نادار کسانوں کو اس پیکیج سے محروم کر دیتی ہے۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ حکومت نے اس سلسلہ میں زر خیز اور غیر زر خیز نیز آبپاشی کی سہولتوں سے آراستہ اور محروم زمینوں میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ دوسری طرف کسانوں کی بڑی تعداد جس نے خانگی Money Lenders سے قرض لے رکھا ہے، خصوصاً آندھرا پردیش کے کسان جن کی ۷۰ فیصد سے زیادہ تعداد نے خانگی Money Lenders سے قرض لے رکھا ہے، اس کے مسئلہ کا کوئی حل بھی اس پیکیج میں موجود نہیں ہے۔

اجلاس کا مطالبہ ہے کہ قرض کی معافی کے لیے بجائے زمین کے رقبہ کے قرض کی رقم کو بنیاد بنایا جائے اور پچاس ہزار روپیوں تک کے سارے قرضے معاف کیے جائیں۔

اجلاس کا موقف یہ ہے کہ قرضوں کی معافی ایک مختصر المیعا حل ہے۔ اس پر انحصار کرنے کی بجائے حکومت کو اس مسئلہ کا دیر پا حل تلاش کرنے اور رادھا کرشنا کمیٹی کی سفارشات پر توجہ دینی چاہیے۔ اس کے علاوہ زرعی اجناس کی قیمتوں کے استحکام، مستقبل کے سودوں پر پابندی، بیجوں، کھاد اور جراثیم کش ادویہ تیار کرنے والی کمپنیوں پر سخت کوآپریٹو کنٹرول وغیرہ جیسے مطالبات بھی فوری پورے کیے جائیں۔

اس مسئلہ کا ایک بڑا سبب سودی قرضوں کا جال ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا ایتقان ہے کہ سود معیشت کے ہر سیکٹر میں تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ Private Money Lenders کے ذریعے سودی قرضوں کے غیر قانونی کاروبار کی روک تھام اور سود کی ظالمانہ شرحوں پر کنٹرول کے لیے قرضوں سے متعلق موجود قوانین کی Money Lending Acts سختی سے تنفیذ کی جائے اور سخت گیر قوانین بنائے جائیں۔ کارپوریٹ ذراعت کے نام پر کسانوں کو روایتی فصلوں سے دور کرنے اور قرضوں کے جال میں پھنسانے کی کوششوں پر بھی روک لگائی جانی چاہیے۔

اجلاس کا یہ بھی احساس ہے کہ خوردہ فروشی (Retail Business) میں بڑے پیمانے پر بڑے سرمایہ داروں کی آمد اور خاص طور پر ملنی نیشنلز کا نفوذ کسانوں کے مسئلہ کو اور پیچیدہ بنائے گا اس لیے اس پالیسی پر فوری نظر ثانی کی جانی چاہیے۔



خواتین ریزرویشن بل

اجلاس منعقدہ: ۱۴ تا ۱۸ اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبد اللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرئیب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے، جناب ایس امین الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔

مولانا محمد سراج الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اور جناب سید سعادت اللہ حسینی بہ سبب علالت شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملا، جناب سید عبد الباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ خواتین کو قانون ساز اداروں میں ۳۳ فیصد ریزرویشن دیے جانے سے متعلق راجیہ سبھا سے منظور کیے گئے بل کی موجودہ شکل کو درست نہیں

سمجھتی۔ مسلمانوں اور دیگر پسماندہ طبقات کا یہ اندیشہ درست ہے کہ اس سے مسلمانوں اور دیگر پس ماندہ طبقات کی قانون ساز اداروں میں نمائندگی مزید گھٹ جائے گی۔ مجلس شوریٰ مسلمانوں اور پسماندہ طبقات کے اس مطالبہ کو حق بہ جانب تصور کرتی ہے اور اس کی تائید کرتی ہے کہ اس بل میں مسلمانوں اور پس ماندہ طبقات کی خواتین کے لیے ان کی آبادی کے تناسب سے کوٹا مقرر کیا جائے۔



آدھارا اسکیم

اجلاس منعقدہ: ۳۰، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۱ء اور یکم جنوری ۲۰۱۲ء، چنئی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب نصرت علی (قیم جماعت)

ڈاکٹر محمد رفعت فلائٹ میں تاخیر کی وجہ سے پہلے دن کی دوسری نشست سے اجلاس میں شریک ہوئے۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کا شدید احساس ہے کہ آدھارا اسکیم کے تحت باشندگان ملک کو جو یونک آئی ڈی ٹیٹی کارڈ نمبر دیے جا رہے ہیں اس کے مقاصد اور طریق کار نے پورے ملک میں شکوک و شبہات کی فضا پیدا کر دی ہے۔ شہریوں کو آئی ڈی ٹیٹی کارڈ اشو کیے جانے کا فیصلہ این ڈی اے حکومت کے دوران گروپ آف منسٹرس کی میٹنگ میں کیا گیا تھا، جس کا مقصد یہ تھا کہ ملک میں ہورہی غیر قانونی گھس پیٹھ کو روکا جائے اور اس مقصد کے لیے

شہریوں کو شناختی کارڈ دیے جائیں۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ آدھار اور UID کارڈ شہریت کا ثبوت نہیں ہوگا۔

آدھار اسکیم باشندگان ملک کے شہری حقوق، قانون کی حکمرانی اور دستور ہند کے عطا کردہ بنیادی حقوق کو نہ صرف پامال کر رہی ہے بلکہ معاشی استحصال، غریب اور پس ماندہ طبقات کی محرومی میں اضافہ اور ریاست کے ذریعے افراد کی نگرانی، شخصی زندگی کے تحفظ کے حق کی پامالی اور باشندگان ملک کو خدمات اور سہولیات کے حصول سے محروم کرنے کا ذریعہ بن رہی ہے۔ اس طرح اس اسکیم کے ذریعے ملکی و بین الاقوامی ایجنسیوں، مالیاتی اداروں، تجارتی کمپنیوں اور انٹرنس ایجنسیوں کو فائدہ پہنچایا جا رہا ہے۔

UID پروجیکٹ کی جو تفصیلات سامنے آئی ہیں ان کے مطابق اس پروجیکٹ پر ۵۰ ہزار کروڑ روپیوں کا صرفہ آئے گا۔ اتنی بڑی رقم ملک کے غریب عوام کے ٹیکس سے ادا کی جائے گی۔ اتنے بڑے پروجیکٹ کو لاگو کرنے سے قبل نہ تو پارلیمنٹ میں باضابطہ بحث کے بعد اسے منظور کیا گیا اور نہ ہی کوئی قانون بنایا گیا۔

کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ ایک اختیاری چیز ہوگی لیکن متعدد خدمات اور سہولیات سے اسے جوڑ دینے کے بعد یہ پہچان کارڈ اور نمبر لازمی بن جائے گا۔ جس شخص کے پاس یہ نمبر اور کارڈ نہیں ہوگا وہ ان سہولیات اور خدمات سے محروم ہوگا۔ اسی بنا پر قومی حقوق انسانی کمیشن نے اس اسکیم کو غلط اور لوگوں کو اپنے حقوق سے محروم کرنے والی اسکیم قرار دیا ہے۔

یونک آئی ڈی ٹی بی نمبر کو فرد کی ذاتی زندگی کے ہر مسئلہ سے جوڑ دینے کے بعد سسٹم کے ذریعے اس کی شخصی زندگی اور سرگرمیوں میں جھانکنا نہ صرف حکومت بلکہ ان تمام اداروں اور ایجنسیوں کے لیے ممکن ہو جائے گا جن کا تعلق اس نمبر سے ہوگا۔ اس طرح لوگوں کی شخصی زندگی کے تحفظ کا بنیادی حق بری طرح متاثر ہوگا۔

انسانی حقوق کے کارکنوں اور ماہرین قانون نے اس اندیشے کا بھی اظہار کیا ہے کہ اس سے ریاست کے لیے باشندگان ملک، بالخصوص محروم طبقات اور اقلیتوں کی نگرانی کا راستہ کھل جائے گا، جس سے ان کی سلامتی کے متاثر ہونے کا خطرہ ہے۔

یونک آئی ڈی ٹیٹی کارڈ اتھارٹی نے ملک اور بین الاقوامی کمپنیوں، مالیاتی اداروں سے معاہدے کیے ہیں جس میں انہیں آدھار اسکیم سے جوڑا جاسکے گا۔ حالاں کہ اس کے لیے کوئی قانونی جواز اتھارٹی کے پاس نہیں ہے۔ اب قانون کا جو مسودہ تیار کیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ اس سلسلے میں جو معاہدے اور سرگرمیاں اتھارٹی کے ذریعے قانون کے منظور ہونے تک کی گئی ہوں گی ان سب کو گزشتہ تاریخ سے جواز حاصل ہوگا۔

UID اتھارٹی نے یہ بھی کہا ہے کہ تمام فلاحی اور سماجی، بہبود کی اسکیموں کو آدھار سے جوڑا جائے گا۔ اتنی عظیم آبادی والے ملک میں، جس میں ابھی تک لوگوں کو ووٹر کارڈ بھی میسر نہیں آسکے، آدھار کارڈ اور نمبر کا دستیاب ہونا انتہائی مشکل امر ہے۔ لہذا اس بات کا اندیشہ ہے کہ ملک کی غریب عوام آدھار کارڈ نہ ملنے کے سبب ان فلاحی اسکیموں سے محروم رہ جائیں گے، جیسے راشن کارڈ، دیہی روزگار یوجنا وغیرہ۔

مرکزی شوریٰ کو اس بات پر تعجب ہے کہ جب امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا جیسے ملکوں نے اس طرح کی اسکیموں کو غیر معمولی اخراجات اور لوگوں کے شخصی زندگی کے تحفظ کے حق کے متاثر ہونے کے سبب ختم کر دیا ہے، ہندوستان جیسا غریب ملک ۵۰ ہزار کروڑ روپے کے اخراجات کے اتنے بڑے بوجھ کو کیسے اٹھاپائے گا۔

حکومت نے آدھار اسکیم کو بروئے کار لانے کے لیے ۲۰۹ نجی کمپنیوں کی خدمات حاصل کی ہیں، جو نہ صرف اس سے ماڈی فائدہ اٹھا رہی ہے بلکہ لوگوں کی شخصی معلومات تک بھی ان کی رسائی ہو جائے گی۔ جس سے اندیشہ ہے کہ مستقبل میں اسے یہ کمپنیاں اپنے ماڈی اور دیگر فائدوں کے لیے استعمال کرے گی۔ اسی طرح جن ملکی اور بین الاقوامی کمپنیوں سے سو فٹ ویئر خریدے گئے ہیں اس نے بھی معلومات کی غیر قانونی ترسیل کا راستہ ہموار کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے دانش ور اور ماہرین قانون نے اس اسکیم کی سخت مخالفت کی ہے اور اسے غیر قانونی اور غیر دستوری قرار دیتے ہوئے اسے فی الفور واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

آدھار اسکیم کے لیے بچوں کے نشانات اور آنکھوں کی تصاویر (Biometric) کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے، جب کہ اپنے شہریوں کے ساتھ اس طرح کے سلوک کا کوئی قانونی جواز

نہیں ہے۔ بالعموم ان چیزوں کی ضرورت مجرموں کی شناخت کے لیے ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا تمام اندیشوں اور خدشات کے پیش نظر جماعتِ اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ فی الفور اس اسکیم پر روک لگائے۔ حکومت اس پر عوامی بحث اور پارلیمنٹ میں ڈیبیٹ کے بعد اس اسکیم سے متعلق اندیشوں کو رفع کرنے، اس کی اہمیت اور افادیت پر ماہرین کی رائے لینے، شخصی زندگی کے تحفظ سے متعلق قانون بنانے اور عوام کو اعتماد میں لینے کے بعد اگر وہ کوئی قابل عمل اور اندیشوں سے پاک اسکیم لائے تو بہتر ہوگا۔ بصورت دیگر اس پوری اسکیم کو لپیٹ دیا جانا چاہیے۔



عوام کو درپیش بنیادی مسائل اور آئندہ اسمبلی و پارلیمانی انتخابات

اجلاس منعقدہ: ۱۹ تا ۲۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکوہ: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاجی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب وی کے علی، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب سید سعادت اللہ حسینی فلائٹ میں تاخیر کی وجہ سے ۱۱ بجے سے شریک اجلاس ہوئے اور آخری دن شام 5:45 بجے تک شریک رہے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی نے بیرون ملک ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں فرمائی۔ جناب ایس ایم ملک، جناب کے اے صدیق حسن اور ڈاکٹر حسن رضا اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب اقبال ملاء، جناب محمد احمد،

جناب محمد شیخ مدنی۔

قرارداد

اس وقت پورے ملک پر انتخابی ماحول طاری ہے۔ نومبر کے اواخر اور دسمبر کے اوائل میں پانچ ریاستوں میں انتخابات ہو رہے ہیں اور اس کے چند ماہ بعد ملک میں عام انتخابات کا انعقاد ہوگا۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ ملک کو جن سنگین مسائل کا سامنا ہے اور عوام جن مشکلات اور مصائب سے دوچار ہیں ان کی طرف کسی بھی سیاسی پارٹی کی توجہ نہیں ہے۔ مجلس شوریٰ سمجھتی ہے کہ وطن عزیز کو جن سنگین مسائل کا سامنا ہے ان میں کرپشن اور بدعنوانی کا بڑھتا ہوا سیلاب، کمر توڑ مہنگائی، مغربی استعمار کے بڑھتے ہوئے اثرات، اخلاقی بگاڑ اور مغرب کی تہذیبی یلغار، فرقہ وارانہ کشیدگی اور فسادات کی نئی لہر، فسطائیت کا فروغ، علاقائی تعصبات، ذات پات اور نسل پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحانات سرفہرست ہیں۔

ملک کی اقلیتیں، محروم و مظلوم طبقات اور ملک کی آدھی آبادی یعنی خواتین شدید عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ نئی نسل اپنے مستقبل کے سلسلے میں شدید مایوسی میں مبتلا ہے اور تفریحی مشاغل، منشیات، شراب اور جنسی بے راہ روی میں اپنا سکون تلاش کر رہی ہے۔ دہشت گردی کے بے بنیاد الزامات، نوجوانوں کی بے جا گرفتاریوں، پولس اور خفیہ ایجنسیوں کی دست درازیوں نے جہاں مسلمانان ہند کو ہراساں و پریشان کر رکھا ہے وہیں ان کے حقیقی مسائل سے حکومتوں اور سیاسی پارٹیوں کی بے اعتنائی بھی تشویش کا باعث ہے۔ سخت قوانین اور حکومتوں کے تمام تر دعوؤں کے باوجود خواتین کی عفت و عصمت پر حملے رکنے کا نام نہیں لے رہے ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ اپنا یہ احساس درج کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ ملک کا قومی میڈیا بھی حقیقی مسائل کو ابھارنے، ان پر سنجیدہ بحث چھیڑنے، حکومتوں اور سیاسی پارٹیوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلانے اور ان کا احتساب کرنے کے بجائے اپنی TRP اور ریڈر شپ بڑھانے، نیز کاروباری مفادات کی غرض سے سنسنی خیز، اشتعال انگیز اور تفریحی و سطحی صحافت کو فروغ دے رہا ہے۔ شوریٰ یہ سمجھتی ہے کہ ایک بڑے جمہوری ملک کے میڈیا کو ذمہ دارانہ صحافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام

کے حقیقی مسائل کو اجاگر کرنے، اس کے لیے رائے عامہ ہموار کرنے، سیاسی پارٹیوں اور برسرِ اقتدار جماعتوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلانے پر زیادہ قوت صرف کرنی چاہیے۔

مرکزی مجلس شوریٰ مرکزی و ریاستی حکومتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ عوام کے حقیقی اور بنیادی مسائل پر توجہ دیں بالخصوص ملک کے کم زور و محروم طبقات اور اقلیتوں کو درپیش مشکلات و مصائب سے انہیں چھٹکارا دلانیں۔ برسرِ اقتدار پارٹیوں نے اپنے منشور میں عوام سے جو وعدے کر رکھے ہیں انہیں فی الفور پورا کریں۔ مرکزی حکومت کو چاہیے کہ وہ آئندہ پارلیمانی اجلاس میں انسدادِ فرقہ وارانہ مسائل، وقف جائیدادوں کے انخلاء کا قانون اور مشراکیمیشن کی سفارشات کو منظور کرے اور سچر کمیٹی کی تمام سفارشات کو عملاً نافذ کرے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ ملک کی عوام سے اپیل کرتی ہے کہ انتخابات کے موقع پر فرقہ پرست جماعتوں کے ذریعے ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی پھیلا کر ووٹوں کو پولرائز (Polarize) کرنے کی کوششوں کو ناکام بنادیں۔ ہر صورت میں امن و امان قائم رکھیں، فرقہ وارانہ کشیدگی اور طبقاتی کشمکش کے ذریعے ملک کی فضا کو پر آگندہ ہونے سے بچائیں۔ شوریٰ اہل ملک سے یہ اپیل بھی کرتی ہے کہ وہ عوام کو درپیش مسائل اور حقیقی اشوز پر سیاسی پارٹیوں اور حکومتوں کا احتساب کریں، نیز انتخابات میں ایسے افراد اور پارٹیوں کی حمایت کریں جو ملک سے ظلم و استحصال، نا انصافی اور حق تلفیوں کا خاتمہ کر سکتی ہوں، ملک میں امن و امان قائم کر سکتی ہوں اور عوام کے حقیقی مسائل حل کرنے کی صلاحیت اور داعیہ اپنے اندر رکھتی ہوں، جنہیں سرمایہ دار طبقہ اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مقابلہ میں ملک کی غریب عوام کا مفاد زیادہ عزیز ہو۔ عوام کو بہر صورت فرقہ پرست اور فسطائی جماعتوں کو مسترد کرنا چاہیے۔

ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۳۱ مئی تا ۳ جون ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب وی کے علی، جناب تجتبی فاروق، جناب ایس امین الحسن، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب سید سعادت اللہ حسینی بھائی کے آپریشن کی وجہ سے ایک دن کی تاخیر سے اجلاس میں شریک ہوئے۔ جناب کے اے صدیق حسن بہ سبب علالت اور جناب ٹی کے عبداللہ کمزوری صحت کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی امریکہ میں ہونے کے باعث اور جناب ایس ایم ملک فلائٹ چھوٹ جانے کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصاً: جناب محمد شفیع مدنی، جناب محمد احمد۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ۲۰۱۳ء کے انتخابات کے بعد ہونے والی تبدیلی کو ایک اہم سیاسی تبدیلی تصور کرتا ہے۔ اس تبدیلی سے جہاں ایک طبقہ کا یہ خیال

ہے کہ ملک میں ترقی اور بہتر انتظامیہ کا ایک نیا دور شروع ہوگا، وہیں بعض دوسرے طبقات اور گروہوں کو حکومت کے سرمایہ دارانہ رجحانات اور تہذیبی جارحیت کے عزائم کی وجہ سے تشویش بھی لاحق ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ حکومت کو یہ یاد دلانا چاہتی ہے کہ اس نے بنیادی طور پر یہ دوٹ ترقی و خوش حالی، بہتر اور کارگر انتظامیہ اور ملک کے تمام شہریوں کے ساتھ یکساں اور منصفانہ سلوک کے نام پر حاصل کیا ہے۔ مجلس شوریٰ یہ توقع رکھتی ہے کہ این ڈی اے حکومت اپنے ان وعدوں اور اعلانات پر توجہ مرکوز رکھے گی اور ان اندیشوں کو غلط ثابت کرے گی جو بعض طبقات کو اس کے سلسلے میں لاحق ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ آزاد مملکت ہند کی تشکیل ایک جمہوری آئین اور شہریوں کے درمیان غیر جانب داری کے اصول کے تحت ہوئی ہے۔ یہ آئین مذہب، قوم، ذات برادری، علاقے، زبان اور کلمچر کی بنیاد پر کسی طبقے کے ساتھ بے جا امتیاز نہیں کرتا۔ تقسیم وسائل اور عدل و انصاف کے سلسلے میں مملکت کے تینوں ستون: مقتدہ، انتظامیہ اور عدلیہ بھی امیروں اور غریبوں کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ یہ اور بات ہے کہ گزشتہ ۶۵ برسوں کے دوران برسر اقتدار طبقات سے اس سلسلہ میں کوتاہیاں سرزد ہوتی رہی ہیں۔ شہریوں کے مختلف طبقات کو بہت سی شکایات بھی ہیں لیکن بحیثیت مجموعی اس ملک میں آئین و قانون کی حکمرانی قائم ہے، اس لیے امید رکھنی چاہیے کہ موجودہ حکومت بھی اسی نظام کے تحت اپنی ذمہ داریاں ادا کرے گی اور ایسے اقدامات سے گریز کرے گی، جن سے شہریوں کے مابین بدگمانیاں پیدا ہو سکتی ہوں یا کشمکش کا ماحول بن سکتا ہو۔

شوریٰ کا اجلاس ملک کے تمام شہریوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے مل جل کر جدوجہد کریں۔ مذہب، علاقہ اور زبان وغیرہ کی بنیاد پر اپنے درمیان تفریق نہ پیدا ہونے دیں۔ اپنی صفوں میں ایسے مفاد پرست عناصر کو در آنے کا موقع نہ دیں، جو جذباتی نعروں سے معاشرہ کی خوشگوار فضا کو مسموم کر کے اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کرنا چاہتے ہوں۔ سماج میں ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کریں جہاں امن و امان اور قانون کی حکمرانی ہو۔ کسی پر ظلم ہو تو

سب مل کر اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔ بھلائیوں کے فروغ اور برائیوں کے ازالہ کے لیے ایک دوسرے کا تعاون کریں۔ اخلاق اور جمہوری اقدار کا پاس و لحاظ ہو اور سب کے حقوق کا احترام اور تحفظ ہو۔ ایک جمہوری ملک میں عوام کو بیدار اور متوجہ رہنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ان کے منتخب کردہ نمائندے اور حکومت اپنی ذمہ داری صحیح طور پر ادا کرے اور اگر وہ ملک کے دستور اور عوامی مفادات کے خلاف کوئی کام کرے تو جمہوری طریقوں سے اسے روکنے کی بھی کوشش کی جائے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مسلمانان ہند کو متوجہ کرتا ہے کہ حالات چاہے کتنے ہی غیر متوقع یا سنگین کیوں نہ ہوں، انہیں سنجیدگی و متانت، ثابت قدمی اور دانش مندی کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ وہ اللہ کے دین کی حامل امت ہیں۔ اس کا اڈلین تقاضا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹیں، عہد بندگی کو تازہ کریں، اپنا بے لاگ محاسبہ کریں، حق گوئی کو اپنا شعار بنائیں، ظلم کے آگے نہ جھکیں، انصاف کے علم بردار بنیں اور جذباتی و انتہا پسند رویوں نیز مایوسی و شکست خوردگی سے بچیں۔ اس کے لیے امت کو خود اعتمادی اور عزم و حوصلہ کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مسلمانوں، ان کی تنظیموں اور رہنماؤں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسلامی بنیادوں پر اپنے اندر اتحاد و اتفاق پیدا کریں، اخوت اسلامی کو فروغ دیں، انتشار اور تفرقہ پیدا کرنے والی ہر کوشش سے دور رہیں، مسلمانوں کے متحدہ فورس اور اجتماعی اداروں کو موثر بنائیں اور کوشش کریں کہ متحد ہو کر ملک کے حالات پر اثر انداز ہو سکیں۔

مجلس شوریٰ کے نزدیک اس وقت ایک اہم کام یہ ہے کہ امت ملک کے سماجی اور سیاسی حالات پر مثبت اثرات ڈالنے کے لیے مربوط کوششوں کا آغاز کرے۔ مسلمانوں کو اپنے تحفظ اور دفاع تک محدود رہنے کے بجائے پورے ملک اور تمام باشندگان ملک کی فلاح و بہبود کے لیے فکر مند اور سرگرم عمل ہونا چاہیے اور اپنے عملی رویوں سے اسلام کی شہادت دینی چاہیے۔



خواتین پر بڑھتے مظالم

اجلاس منعقدہ: ۳۱ مئی تا ۳ جون ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: محترم مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب وی کے علی، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب ایس امین الحسن، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

سید سعادت اللہ حسینی بھائی کے آپریشن کی وجہ سے ایک دن کی تاخیر سے اجلاس میں شریک ہوئے۔ جناب کے اے صدیق حسن بہ سبب علالت اور جناب ٹی کے عبداللہ کمزوری صحت کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی امریکہ میں ہونے کے باعث اور جناب ایس ایم ملک فلائٹ چھوٹ جانے کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد شفیع مدنی، جناب محمد احمد۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ یہ اجلاس گزشتہ دنوں یوپی کے شہر بدایوں میں دو بجیوں کی آبروریزی اور بہیمانہ قتل کی پر زور مذمت کرتا ہے اور حکومت اتر پردیش سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ تمام تر قانون سازی، حکومتی اقدامات اور یقین دہانیوں کے باوجود خواتین کی عصمت دری اور اغوا کے واقعات اور ان پر نوع بہ نوع مظالم کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ ان معاملات میں قانون کے محافظین بھی ملوث پائے گئے ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ محض قانون سازی اور وقتی اقدامات خواتین پر ہونے والے وحشیانہ مظالم کا سدباب نہیں کر سکتے، جب تک کہ ان تمام اسباب و محرکات کو سختی سے نہ کچلا جائے جو ان حوادث کے لیے ذمہ دار ہیں۔

خواتین پر ہونے والے جنسی مظالم کے لیے بڑھتی ہوئی جنسی بے راہ روی، فحاشی و عریانی، مغربی تہذیب کی نقالی، شراب و منشیات، لیوان ریش شپ اور ایسی قانون سازی ہے جو آزادانہ جنسی تعلق کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں تجتہ گری کو قانونی جواز حاصل ہے جو ملک کی ایک بڑی انڈسٹری بن گئی ہے۔ مختلف علاقوں سے غریب بچیوں کا اغوا کر کے جبراً انہیں اس جہنم میں جھونک دیا جاتا ہے۔

مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ جنسی بے راہ روی کے جرائم کو پروان چڑھانے میں پرنٹ، الیکٹرانک میڈیا اور فلموں کے بعد انٹرنیٹ، میڈیا اور فحش سائٹس کا بہت بڑا رول ہے۔ مجلس شوریٰ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ فی الفور جرائم کے ان تمام سوتوں اور سوراخوں کو بند کرے۔ میڈیا میں فحاشی و عریانی کی روک تھام کے لیے سخت قانون سازی کرے اور ہندوستان میں تمام پورن سائٹس اور فحش فلموں اور پروگراموں پر پابندی عائد کرے۔ مجلس شوریٰ خواتین کی تنظیموں اور سول سوسائٹی موومنٹ سے بھی اپیل کرتی ہے کہ محض احتجاجات اور سخت سزاؤں کا مطالبہ کافی نہیں ہے بلکہ اسے مذکورہ بالا تمام اقدامات کے لیے حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہیے۔

ملکی صورتِ حال اور موجودہ مرکزی حکومت

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۴ نومبر ۲۰۱۲ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقیب، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب وی کے علی، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب ایس امین الحسن، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک اپنی علالت کے باعث اور جناب کے اے صدیق حسن بہ سبب علالت امریکہ میں زیر علاج ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ ڈاکٹر حسن رضا سفر حج پر ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد شفیع مدنی، جناب محمد احمد، جناب مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اقبال ملا، جناب محمد اشفاق احمد۔

قرارداد

مرکز میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی قیادت والی حکومت کے اب تک کے طرزِ عمل سے محسوس ہوتا ہے کہ لوک سبھا کی انتخابی مہم کے دوران اس پارٹی نے ترقی اور عوامی فلاح و بہبود کے جو اعلانات اور وعدے کیے تھے، اپنی مخصوص معاشی اور سماجی پالیسیوں کی وجہ سے اب وہ ان سے

صرف نظر کر رہی ہے۔ اگرچہ سوچہ بھارت، عوامی روابط، لوک سبھا کے ہر حلقے میں ایک گاؤں کو مثالی ترقی دینے اور عوام سے وزیر اعظم کے براہ راست خطابات جیسے کام یقیناً قابل قدر ہیں، لیکن سرکاری کاموں میں سرمایہ داروں کی بڑھتی ہوئی حصہ داری قابل تشویش ہے۔ گزشتہ پانچ ماہ کے دوران مہنگائی کی شرح میں اضافہ ہوا ہے، مہلک اور پیچیدہ امراض کی دوائیں، جو زیادہ تر ملٹی نیشنل کمپنیاں بناتی ہیں، ضابطے کی فہرست سے ہٹائی (ڈی ریگولرائز کی) جا رہی ہیں۔ اب ان کی قیمتیں مزید بڑھ کر غریب طبقے کی پہنچ سے باہر ہو جائیں گی۔ انتخابی مہم کے دوران بیرونی ملکوں سے کالے دھن کی واپسی کا بہت شور تھا، مگر نئی مرکزی حکومت اس معاملے میں پس و پیش کر رہی ہے اور ایک طرح سے اس نے سرینڈر کر دیا ہے۔ سابقہ حکومت کی ایک مفید اسکیم منریگا (Manrega) کو کم زور کر کے غیر موثر بنا دیا گیا ہے۔ ایف ڈی آئی کے سلسلے میں این ڈی اے کی موجودہ سرکار گزشتہ یو پی اے سرکار سے بھی زیادہ آگے بڑھ کر اقدامات کر رہی ہے۔ ملک کے دفاعی شعبے (Defence) جیسے اہم اور حساس سیکٹر میں ایف ڈی آئی کو فروغ دینا تو بہت ہی تشویش ناک ہے۔ پلاننگ کمیشن اور ججوں کے تقررات کے کالجیٹم سسٹم جیسے اہم جمہوری اور دستوری اداروں کو ختم کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح سماجی اور اخلاقی سطح پر بھی صورت حال پہلے جیسی بلکہ بعض پہلوؤں سے بدتر ہوئی ہے۔ گاؤں اور قصبوں میں دلت برادریوں اور کم زور طبقوں کے افراد پر مظالم میں اضافہ ہوا ہے۔ ملک میں مغربی کلچر کے اثرات بدکورکنے کے لیے نہ صرف یہ کہ کوئی عملی کوشش نہیں کی جا رہی ہے بلکہ سرمایہ دارانہ معاشی پالیسیوں کی وجہ سے ان میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔ خواتین کمیشن کی سربراہ کا سپریم کورٹ سے یہ کہنا کہ عصمت فروشی کو قانونی منظوری دے دی جائے، نئی حکومت کے دور کی انتہائی تشویش ناک بات ہے جو ملک کو اخلاقی گراؤ کی طرف لے جانے والی ہے۔

جہاں تک ملک کی مسلم ملت کا تعلق ہے، ہر چند کہ وزیر اعظم یا کسی بڑے ذمہ دار حکومت نے ان کے خلاف کوئی غیر ذمہ دارانہ بیان نہیں دیا اور کسی تشویش ناک فیصلہ کا اعلان نہیں کیا ہے، تاہم حکومت کے بعض عملی اقدامات اور حکم ران پارٹی سے تعلق رکھنے والی تنظیموں کے ذمہ داروں کی جانب سے کئی بیانات اور مطالبات ایسے آئے ہیں، جو صرف مسلم شہریوں کے

لیے ہی نہیں بلکہ تمام شہریوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔ آراہیں الیس کے سربراہ نے تاریخ کو ازسرنو لکھنے کی ضرورت پر علانیہ زور دیا ہے۔ بی جے پی کی زیر حکومت ریاستوں میں تعلیم و ثقافت کے بھگوا کرن کا عمل پہلے سے زیادہ تیز ہو گیا ہے۔ ایک مخصوص دھرم کی اقدار کو زندگی کے ہر شعبے میں فروغ دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں جو دستور ہند کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مرکزی حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ سب سے پہلے اس حقیقت کا ادراک کرے کہ وہ پورے ملک اور یہاں کے تمام باشندوں کی انتظامیہ ہے، لہذا اسے تمام شہریوں کے مفادات کا خیال رکھنا ہوگا۔



ریاستوں کے حالات و مسائل

اتر پردیش پبلک مذہبی عمارات و مقامات ریگولیشن بل ۲۰۰۰ء

اجلاس منعقدہ: ۱۰/۱۲ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب محمود خان، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، جناب عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، مولانا نظام الدین اصلاحی اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے اور ڈاکٹر حسن رضا پگنی کی علالت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

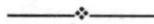
مدعوین خصوصاً: مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی اور جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

مذہبی مقامات، عبادت گاہوں اور مدارس وغیرہ کو ضابطے کی شکل دینے کے نام پر گزشتہ ماہ جنوری میں اتر پردیش کی اسمبلی اور کونسل نے جو بل منظور کیا جماعت اسلامی ہند کی

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا اور اس کی مذمت کرتا ہے اور صدر مملکت سے درخواست کرتا ہے کہ اس بل کو منظوری نہ دی جائے۔ اسمبلی نے اس کے سلسلے میں صرف یہ کہا ہے کہ اس کا مقصد امن و امان کو بحال رکھنا ہے۔ اس کے بعد بعض مواقع پر اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ اور اس کے بعض دوسرے وزراء نے اپنے بیانات میں کہا کہ ہند نپال سرحد پر مدارس اور مساجد کی تعمیر کی آڑ میں آئی ایس آئی یہاں اپنے قدم جمانے کا منصوبہ رکھتی ہے اس کے ارادوں کو ناکام بنانا اس بل کا بنیادی مقصد ہے۔ دراصل اس بل کے اس دعوے کے پیش نظر حکومت کا کوئی ایسا اقدام سامنے نہیں آیا جو کسی درجے میں بھی اس کے دعوے کا ثبوت ہو۔ کسی ایسے مدرسے یا مسجد کی نشان دہی نہیں کی گئی جو آئی ایس آئی کا اڈہ ہو یا جسے بجا طور پر اس سے منسوب کیا جاسکے، نہ کسی مسجد اور مدرسے کے خلاف کوئی کارروائی سرکاری ریکارڈ میں موجود ہے۔ اس بل سے پورے طور پر واضح ہے کہ مختلف مقامات خاص طور پر دیہی مقامات پر مساجد و مدارس کی تعمیرات اور عبادات و تعلیمات کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے اور اس بنا پر اقلیتوں خاص طور پر مسلمانوں میں خوف و ہراس پیدا کرنے کے علاوہ اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

یہ اجلاس ملک کی تمام اقلیتوں اور خاص طور سے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ اس بل کے خلاف اپنی آواز اٹھانے اور اسے واپس کرانے کے سلسلے میں وہ پرامن جدوجہد جاری رکھیں اور صبر و تحمل سے کام لیں اور اپنی طرف سے بجا طور پر کوئی ایسی بات نہ ہونے دیں جو قابل اعتراض ہو، جیسا کہ انہوں نے اب تک کے اپنے طرز عمل سے ثبوت دیا ہے۔



حکومت راجستھان کا تبدیلی مذہب بل

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۳ اپریل ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، جناب ایس ایم ملک، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا محمد یوسف اصلاحی، مولانا محمد سراج الحسن، جناب اعجاز احمد اسلم، مولانا عبدالعزیز، جناب ایچ عبدالرہیب، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر قاسم رسول الیاس، ڈاکٹر احمد سجاد، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر جاوید مکرم، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مدعوین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب محبتی فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی، جناب انتظار نعیم، ڈاکٹر نصرت اللہ خاں آفندی، جناب محمد عبدالعزیز، جناب رفیق احمد۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس حکومت راجستھان کے تبدیلی مذہب پر موجودہ بل کو شہریوں کے بنیادی حقوق اور دستور ہند میں ان کی تسلیم کی گئی مذہبی آزادی کے منافی قرار دیتا ہے۔

اس بل کی متعدد دفعات انتہائی خطرناک ہیں، جن سے قوی اندیشہ ہے کہ انہیں بطور

خاص اقلیتوں کو ہر اسامی کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکے گا۔ اس بل کے منظور ہو جانے سے ریاستی حکومت اور فرقہ پرست عناصر کو من مانی کرنے کی کھلی چھوٹ مل جائے گی اور ریاست کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو شدید خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ اس بنا پر یہ اجلاس ریاستی گورنر اور صدر جمہوریہ ہند سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس بل پر اپنے دستخط کر کے اسے منظور نہ کریں۔



اڑیسہ کا سمندری طوفان

اجلاس منعقدہ: ۱۵ تا ۱۸ نومبر ۱۹۹۹ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مؤنس، مولانا عبد العزیز، جناب محمود خان، ڈاکٹر حسن رضا، مولانا عبد الرشید عثمانی، جناب محمد عبد القیوم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری، جناب ایس ایم ملک، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر احمد سجاد اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب توفیق اسلم خان اور امرائے حلقہ جات میں جناب رحمت اللہ شریف، جناب عبد الباسط انور، جناب عبد الرقیب، جناب نصرت علی، جناب انجینئر محمد سلیم، جناب محمد شفیع مدنی، جناب سید ظہور الحسن، ڈاکٹر محمد رئیس الدین اور جناب محمد اقبال ملا شریک اجلاس رہے۔

ارکان شوریٰ میں جناب ٹی کے عبداللہ اور مولانا نظام الدین اصلاحی اور امرائے حلقہ میں جناب قمر الہدیٰ اپنی خرابی صحت کی بنا پر اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ جناب محمد عبدالرؤف نے بہ سبب علالت تاخیر سے شرکت کی۔

قرارداد

ریاست اڑیسہ کے ساحل پر ۲۹/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو سمندری طوفان نے جو قیمت خیزی

کی ہے، وہ صدی کی سب سے بڑی تباہی کا منظر پیش کرتی ہے، جسے بجا طور پر قومی آفت (National Calamity) کہا جاسکتا ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس عظیم جانی و مالی نقصان پر اپنے گہرے رنج و غم اور اجڑے ہوئے خاندانوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اس سانکھون نے جو تباہی مچائی ہے اس میں ساحل سے تقریباً ۲۵ کلومیٹر تک سمندری پانی خشکی میں آ گیا اور اس کی بعض لہریں دس دس میٹر تک اونچی اٹھیں۔ اس تباہی کا کچھ اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۱۸ اضلاع میں لاکھوں گھر اس طوفان سے متاثر و تباہ ہوئے اور لاکھوں جانور فوت ہو گئے۔ سرکاری اعداد و شمار کی رو سے بھی دس ہزار سے زائد جانیں تلف ہوئیں۔ جو افراد اس سے خانماں برباد اور بری طرح متاثر ہوئے وہ لگ بھگ ایک کروڑ تھے۔ بجلی اور موصلاتی نظام کی تنصیبات اور سرکاری عمارتوں وغیرہ کو جو غیر معمولی نقصان پہنچا ہے وہ اس کے علاوہ ہے، جس کی بحالی کے لیے بھی اربوں روپے درکار ہوں گے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ شدید احساس ہے کہ اس قیامت خیز طوفان سے جو خاندان بری طرح متاثر ہوئے ہیں ان کے مسائل کا حل اور ان کے لیے ایشیائے ضروریہ کی فراہمی سے متعلق ضرورتیں فوری طور پر توجہ کی طالب ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی باز آباد کاری سب سے اہم مسئلہ ہے، جس کے لیے حکومت کو تو اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہی ہوگی۔ لیکن ملک کے عوام اور مختلف جماعتوں کو بھی اس زبردست آفت کے موقع پر اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہونا چاہیے۔

جہاں تک جماعت اسلامی ہند کا تعلق ہے ان مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد اور خدمت کے لیے جو کچھ کر رہی ہے توقع ہے کہ اسے اپنے دینی فریضہ کے صحیح احساس کے ساتھ بحسن و خوبی انجام دے گی۔ اس موقع پر مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس اپنے اس احساس کا اظہار بھی ضروری خیال کرتا ہے کہ اس طرح کے مواقع جب لوگوں کے آفات و مسائل میں قدرت کا ہاتھ صاف نظر آ جاتا ہے تو لوگوں کو متنبہ اور متوجہ ہونے کے لیے اسے بالکل کافی ہونا چاہیے کہ لوگ اپنے حقیقی رب کی طرف پورے یقین اور عاجزی کے ساتھ رجوع کریں اور اپنے اخلاق و کردار کا احتساب کریں اور خطاؤں اور گناہوں کی رب العالمین سے معافی مانگیں اور اس کی رضا جوئی کا اہتمام کریں۔

محکمہ موسمیات نے جیسا کہ بتایا گیا، پانچ روز قبل ہی اس اندیشہ کا اظہار کیا تھا کہ خلیج بنگال سے شدید سانکھون ابھرنے کے آثار ہیں اور جس سے زبردست نقصانات ہو سکتے ہیں۔ مرکزی مجلس شوریٰ کے نزدیک یہ احساس بالکل بجا اور درست ہے کہ اس تنبیہ کے باوجود حکومت کی جانب سے موثر اور بروقت قدم نہیں اٹھایا گیا اور نہ انسانی جانوں اور مویشی کے نقصانات اتنے بڑے پیمانے پر نہ ہوتے۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت اڑیسہ کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا اور یہ امید کرتا ہے کہ اب طوفان کے متاثرین کے امدادی کام، ان کی باز آباد کاری اور خاص طور پر وباؤں کی روک تھام کے سلسلہ میں کوتاہی نہیں کی جائے گی۔



اتر پردیش میں سیاسی تبدیلی

اجلاس منعقدہ: ۱۲ تا ۱۵ اپریل ۲۰۱۲ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شُرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرہیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاچی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

جناب سید سعادت اللہ حسینی اپنی دفتری مصروفیات کے باعث دوسرے دن سے اجلاس میں شریک ہوئے۔ جناب ایس امین الحسن فلائٹ میں تاخیر کی وجہ سے اجلاس کی پہلی نشست میں شرکت نہ کر سکے۔ جناب ٹی عارف علی اپنی بیٹی کی شادی کی مصروفیات کے باعث صرف پہلے دو روز کارروائی میں شریک ہوئے۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اپنے اس احساس کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ حال میں جن پانچ ریاستوں میں اسمبلی انتخابات ہوئے، ان میں اتر پردیش میں مسلم رائے دہندگان نے غیر معمولی طور سے سوجھ بوجھ کا ثبوت دیا، جس سے ریاست میں سیاسی تبدیلی ممکن ہو سکی۔

حالات کہ ریزرویشن وغیرہ کے سوال پر دوسری پارٹیوں کے بعض لیڈروں کے مختلف اور متضاد بیانات سے پیچیدہ صورت حال پیدا ہو گئی تھی، لیکن مسلم رائے دہندگان نے بہر حال دورانِ اندیشی سے کام لیا اور بیشتر حلقوں میں اپنی قوت تقسیم نہیں ہونے دی۔ مجلس شوریٰ کا یہ بھی احساس ہے کہ مسلم پارٹیوں میں باہم تال میل نہ ہونے کی وجہ سے ان کی کارکردگی موثر نہیں رہی۔ اگر تال میل ہوتا تو نہ صرف ریاستی اسمبلی میں مسلم نمائندگی مزید بہتر ہوتی بلکہ اقدار پر مبنی سیاست کی راہ بھی ہموار ہوتی۔ مجلس شوریٰ سمجھتی ہے کہ اتر پردیش میں دونوں بڑی نیشنل پارٹیوں کی شکست نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جذباتی اور پرفریب نعرے بلند کر کے یہ پارٹیاں عوام کو دھوکا نہیں دے سکتیں۔ بہوجن سماج وادی پارٹی اور اس کی رہنمائی کو ۲۰۰۷ء میں رائے دہندگان نے ایک موقع دیا تھا، مگر انہوں نے ریاست کے وسائل کو غیر ضروری اور غیر مفید منصوبوں پر صرف کر کے عوام کا اعتماد کھو دیا۔ جس کا نتیجہ اقتدار سے بے دخلی کی صورت میں ان کے سامنے آ گیا۔ بی ایس پی کے اس انجام میں کرپشن اور بدعنوانی کے سنگین معاملات کا بھی دخل ہے۔ یوپی میں ان انتخابات کے نتائج سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس ریاست میں مسلمان ایک سیاسی قوت ہیں اور کانگریس کی بدترین شکست میں ان کا خاص رول ہے۔ دہشت گردی جیسے سنگین مسئلہ پر کانگریس کا جو غیر واضح رویہ رہا، مسلم رائے دہندگان نے اس کی سزا سے دے دی۔

مجلس شوریٰ کو توقع ہے کہ سماج وادی پارٹی اور اس کے رہنما ملٹ سٹگہ یاد اور وزیر اعلیٰ کھلیش یاد اپنے وہ وعدے پورے کریں گے جو انتخابی مہم کے دوران انہوں نے عوام بالخصوص مسلمانوں سے کیے تھے۔ نیز عوام نے جو تنبیہ مس مایاوتی کے عبرت ناک انجام کے ذریعے کی ہے وہ اسے ذہن میں رکھیں گے۔ وزیر اعلیٰ بننے کے بعد مسٹر کھلیش یاد نے اس سلسلے میں جن اقدامات کا اعلان کیا ہے ان پر وہ فوری طور سے عمل کریں، جن مسلم نوجوانوں کو دہشت گردی کے الزامات کے تحت ماخوذ کیا گیا ہے، انہیں فی الفور رہا کیا جائے اور ان کی باز آباد کاری کے سلسلے میں انہیں معقول معاوضہ دیا جائے۔

جماعت اور انتخابات و سیاست

ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۳۰ مارچ تا ۳۱ اپریل ۱۹۹۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب کے اے صدیق حسن، جناب جمیل احمد، جناب الیس ایم ملک، جناب محمود خاں، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمد عبدالقیوم، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر کوثر یزدانی ندوی، مولانا عبدالرشید عثمانی اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری اپنی علالت کے سبب شریک نہ ہو سکے اور ڈاکٹر احمد سجاد نے یکم اپریل ۱۹۹۸ء سے شرکت فرمائی۔

مدعوین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، ڈاکٹر محمد رفعت اور جناب سید غلام اکبر۔

قرارداد

آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے گجرا ل حکومت سے اپنی حمایت واپس لینے کا جو نا عاقبت اندیشانہ رویہ اختیار کیا اس کی وجہ سے ملک کو دو سال کے اندر ہی وسط مدتی پارلیمانی انتخابات کا سامنا کرنا پڑا۔ کسی بھی سیاسی پارٹی کو اپنی حکومت بنانے کے لیے اکثریت حاصل نہ ہو سکی۔ اس

کے نتیجے میں مختلف نظریات و خیالات کی حامل اٹھارہ چھوٹی بڑی جماعتوں کے اشتراک و تعاون سے بی جے پی کو مخلوط حکومت قائم کرنے کا موقع مل گیا لیکن اس حکومت کے قیام میں مختلف پارٹیوں اور گروپوں سے سودے بازی کے لیے جس انداز سے اخلاقی اقدار کی پامالی ہوئی ہے اس سے سیاسی پارٹیوں کی اخلاقی بلند یوں کا رہا سہا بھرم بھی پوری طرح کھل کر سامنے آ گیا۔ چنانچہ مختلف اطراف و جوانب سے بجا طور پر یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اس حکومت کا اپنے داخلی و خارجی عوامل کی بنا پر کسی وقت بھی خاتمہ ہو سکتا ہے۔

بعض نام نہاد سیکولر پارٹیوں نے جس طرح رخ بدل بدل کر حکومت کی ہم نوائی کی غلط راہ اختیار کی اس سے ایک طرف تو ملک کے جمہوریت پسند عناصر، بالخصوص اقلیتوں کو سخت دھکا لگا ہے اور دوسری طرف ابھی سے یہ نظر آنے لگا ہے کہ حکومت میں شریک مختلف پارٹیوں کی اپنی اپنی بولیاں ملک کو انتشار اور افراتفری کی سنگین صورتحال سے دوچار کر سکتی ہیں۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کی اس بگڑتی ہوئی صورت حال کو تشریح کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور سیاسی موقع پرستی جن خود غرضانہ رجحانات کو پروان چڑھا رہی ہے انہیں ملک کی اخلاقی اور سماجی زندگی کے لیے مہلک اور تباہ کن سمجھتا ہے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس شریک اقتدار مختلف پارٹیوں کو متوجہ کرتا ہے کہ حکومت کوئی ایسا اقدام نہ کرے جو عام باشندگان ملک کے لیے ضرر رساں اور اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی اور لسانی تشخص کو نقصان پہنچانے والا ہو۔ اس سلسلے میں عام باشندگان ملک کو ان کی ذمہ داری یاد دلاتا ہے کہ وہ حالات پر برابر نگاہ رکھیں، نیز یہ اجلاس مسلمانان ہند کو یاد دلاتا ہے کہ وہ اللہ کی اس زمین پر حق و انصاف کے علم بردار اور ملک اور اہل ملک کے حقیقی خیر خواہ کا منصب رکھتے ہیں جس کا تقاضا ہے کہ وہ اہل ملک کو برابر حق و راستی کی راہ دکھاتے رہیں۔

حکومت کابینہ کا ایجنڈا

اجلاس منعقدہ: ۳۰ مارچ تا ۳۱ اپریل ۱۹۹۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سران الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب کے اے صدیق حسن، جناب جمیل احمد، جناب ایس ایم ملک، جناب محمود خاں، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمد عبدالقیوم، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر کوثر یزدانی ندوی، مولانا عبدالرشید عثمانی اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری اپنی علالت کے سبب شریک نہ ہو سکے اور ڈاکٹر احمد سجاد نے یکم اپریل ۱۹۹۸ء سے شرکت فرمائی۔

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، ڈاکٹر محمد رفعت اور جناب سید غلام اکبر۔

قرارداد

مرکز کی موجودہ مخلوط حکومت نے کابینہ کا ایجنڈے کے نام سے اپنے لیے جو پروگرام منظور کیا ہے اس میں عمومی امور و مسائل کے سلسلے میں کوئی خاص اور نئی بات نظر نہیں آتی۔ معیشت، ایٹمی توانائی، خواتین وغیرہ کے حقوق سے متعلق پرانی باتیں دہرائی گئی ہیں۔ البتہ دستور

ہند پر نظر ثانی کی غرض سے کمیشن کے قیام کی جو بات کہی گئی ہے وہ بہت معنی خیز معلوم ہوتی ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ بات مخلوط حکومت کی سب سے بڑی پارٹی بی جے پی کی ایماء پر شامل کی گئی ہوگی جو اس سے قبل بھی دستور میں ترمیم اور بعض مسائل کے لیے نئی قانون سازی کا عزم ظاہر کرتی رہی ہے۔ ہر چند کہ بی جے پی کی حلیف پارٹیوں نے اجودھیا، یکساں سول کوڈ اور دفعہ ۳۷۰ جیسے حساس مسائل کو ایجنڈے سے الگ رکھ کر ایک اچھا کام کیا ہے تاہم دستور پر نظر ثانی کی بات تسلیم کر لینے کو کوئی درست بات قرار نہیں دیا جاسکتا۔

نیشنل ایجنڈے میں یہ بات واضح نہیں ہے کہ نئی حکومت کس نوعیت کا دستور چاہتی ہے لیکن بی جے پی کے عزائم اور سابقہ بیانات و اعلانات کے پیش نظر بخوبی سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ دستور ہند کو اپنی دیرینہ امتگوں کے مطابق ڈھالنا چاہتی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ کسی طرح بھی ملک و عوام کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کی حزب اختلاف سے اپیل کرتا ہے کہ اس صورت حال پر گہری نظر رکھی جائے اور خود بی جے پی کی حلیف پارٹیوں سے اپیل کرتا ہے کہ اس مسئلے کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔



سیاست میں اخلاقی اقدار

اجلاس منعقدہ: ۲، ۳ نومبر ۱۹۹۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا شفیع مولنس، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب جمیل احمد، ڈاکٹر کوشیز دانی ندوی، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر احمد سجاد اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد عبدالقیوم اور جناب سید غلام اکبر۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند چاہتی ہے کہ سیاست کو اخلاقی قدروں اور اصولوں پر مبنی ہونا چاہیے، جس کے لیے ضروری ہے کہ سیاسی جماعتوں، الیکشن کے امیدواروں اور رائے دہندگان سب کے اندر آماجی پیدا ہو اور اس آماجی کے لیے مسلسل کوشش کی جاتی رہے۔

جہاں تک ماہ رواں میں ہونے والے چار ریاستوں کے اسمبلی انتخابات کا تعلق ہے۔ جماعت چاہتی ہے کہ فسطائیت اور فرقہ پرستی کی مخالف اور جمہوریت کی حامی تمام سیاسی جماعتوں کے درمیان مناسب انداز میں سمجھوتے یا کم از کم نشستوں کی تقسیم کے لیے مفاہمت ہو جائے تاکہ ان کی کامیابی کی توقع کی جاسکے۔

جماعت کی قرارداد کے اہم نکات یوں ہیں:

- (۱) ہر ایک حلقہ انتخاب کے لیے جمہوریت کی حامی تمام جماعتوں کا ایک ہی صاف ستھرا مشترک امیدوار ہو۔ ایسا امیدوار جس کی کامیابی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ متوقع ہو۔
- (۲) جس حلقہ انتخاب میں کسی وجہ سے جمہوریت کی حامی ایک سے زائد جماعتوں کے امیدوار کھڑے ہو جائیں وہاں وہ امیدوار قابل ترجیح ہوگا، جس کا کردار بھی بہتر ہو اور جس کی کامیابی کے زیادہ امکانات ہوں۔

(۳) اگر کسی حلقہ انتخاب میں جمہوریت کی حامی جماعتوں کے ایک سے زائد امیدوار اپنے صاف ستھرے کردار اور کامیابی کے اعتبار سے یکساں درجہ رکھتے ہوں تو وہاں اُس جماعت کا امیدوار قابل ترجیح ہوگا جو ریاست میں حکومت تشکیل کرنے کی پوزیشن میں ہو اور جن کی اعلان شدہ پالیسی و منشور میں کیے گئے وعدوں اور دوسرے متعلقہ امور پر رائے دہندگان کو فی الجملہ اعتبار ہو۔



ملک کی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: یکم جون تا ۹ جون ۱۹۹۹ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا محمد شفیع مونس، مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا عبدالعزیز، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمود خاں، جناب الیس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب کے ایس صدیق حسن، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

جناب ٹی کے عبداللہ اپنی خرابی صحت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد

اشفاق احمد۔

قرارداد

ملک کا موجودہ سیاسی انتشار جو روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اسے جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ نے ان عوامل کا لازمی نتیجہ قرار دیا ہے جو ایک عرصے سے ملک کو زوال و انحطاط کی طرف لے جا رہے ہیں۔ سیاسی پارٹیوں کے پاس ملک کی تعمیر و ترقی کا ایسا کوئی نقشہ نہیں ہے، جس کی ترتیب میں فی الواقع باشندگان ملک کی فلاح و بہبود اور عدل و انصاف کو پیش نظر رکھا گیا

ہو۔ یہ وہ نظریاتی افلاس ہے جو بڑھتی ہوئی مفاد پرستی کا اور تمام اخلاقی اقدار اور اصولوں کی پامالی کا باعث ہو رہا ہے۔ اپنے گروہی مفاد اور اقتدار کے حصول کی خاطر اصولوں کو نظر انداز کر کے وہ گٹھ جوڑ کرنے لگی ہیں اور جن نظریات اور منصوبوں کو وہ خود آئے دن خطرناک قرار دیتی رہتی ہیں ان کے علم برداروں تک کا ساتھ دینے میں ان کو ذرا بھی تامل نہیں ہوتا۔ اس صورتِ حال کا ایک خاص قابلِ افسوس پہلو یہ بھی ہے کہ اپنے علاقائی، گروہی اور ذاتی مفاد کے لیے افراد اور پارٹیوں کی خریداری کے سلسلے میں کوئی پس و پیش نہیں کیا جاتا۔ اقتدار حاصل کرنے کے لیے ملکی مفادات تک کا نقصان گوارا کر کے گروہی، طبقاتی، لسانی و علاقائی تعصبات کو ہوا دی جاتی ہے اور میدانِ سیاست میں ایسے ایسے بدکردار اور جرائم پیشہ افراد درآمد کیے جاتے رہتے ہیں، جنہیں اپنی امنگوں کے لیے ملک اور سماج کو ہر طرح کا نقصان پہنچانے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ ان خرابیوں نے جو غیر یقینی صورتِ حال پیدا کر دی ہے اس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ انتخابات کا بار بار انعقاد ناگزیر ہو گیا ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ اپنے اس احساس کا اظہار ضروری خیال کرتی ہے کہ ان بگڑتے ہوئے حالات میں ملک کی تعمیر و ترقی اور باشندگان ملک کی فلاح و بہبود کے کام کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اصلاحِ حال کے لیے یہ اشد ضروری ہے کہ سیاسی پارٹیاں اپنے طرزِ عمل کا سنجیدگی سے احتساب کریں اور اخلاقی قدروں اور اصولوں کو ان کا صحیح مقام دے کر اسے پوری طرح ملحوظ رکھیں اور اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ باشندگان ملک کے شعور کو بیدار کیا جائے اور ایک ایسی خدا پرست قیادت کی ضرورت کا احساس پیدا کیا جائے جو خیر پسندی کی بنیاد پر ملک کی حقیقی فلاح و بہبود کا جذبہ اور تعمیر و ترقی کا واضح منصوبہ رکھتی ہو۔ ملک کا عوامی شعور اس درجہ بیدار ہونا چاہیے کہ میدانِ سیاست میں بدکردار، جرائم پیشہ اور مفاد پرست افراد کو پوری طرح رد کر دیا جائے اور ان کے لیے کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ کسی ایسی سیاسی جماعت کی حرکات کو گوارا نہ کیا جائے جو باشندگان ملک کے اندر ناروا جذبات کو بھڑکانے اور قابلِ نفرت تعصبات کو ہوا دے کر ان کے درمیان تفریق پیدا کرنے والی ہوں۔

ملکی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۱۵-۱۸ نومبر ۱۹۹۹ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرگاہ: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، جناب محمود خان، ڈاکٹر حسن رضا، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب ایس ایم ملک، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر احمد سجاد اور جناب محمد جعفر (قیم بہاعت)۔

مدعوئین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب توفیق اسلم خان، اور امرائے حلقہ جات میں جناب رحمت اللہ شریف، جناب عبدالباسط انور، جناب عبدالرقیب، جناب نصرت علی، انجینئر محمد سلیم، جناب محمد شفیع مدنی، جناب سید ظہور الحسن، ڈاکٹر محمد رئیس الدین اور جناب محمد اقبال ملا۔

ارکانِ شوریٰ میں جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا نظام الدین اصلاحی اور امرائے حلقہ میں جناب قمر الہدیٰ اپنی خرابی صحت کی بنا پر اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ جناب محمد عبدالرؤف نے بہ سبب علالت تاخیر سے شرکت کی۔

قرارداد

تازہ پارلیمانی الیکشن کے جو نتائج سامنے آئے ہیں اس کے منظر نامہ سے صاف نظر آرہا ہے کہ ملکی سیاست دو بڑے خیموں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ایک خیمہ وہ ہے جس میں کانگریس

اور سیکولر کہلانے والی دوسری کچھ جماعتیں اور گروپس ہیں۔ دوسرا خیمہ وہ ہے جسے فسطائی طاقتوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس کی قیادت بی جے پی کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کانگریس نے ہندوستان کے پس ماندہ گروہوں اور اقلیتوں کے مفادات اور ان کے مسائل کے حل کے سلسلے میں صحیح معنوں میں اپنے وعدے پورے نہیں کیے اور اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں بڑی کوتاہی کی ہے بلکہ اس کے بعض اقدامات سے تو نقصان ہی پہنچا ہے۔ لیکن بی جے پی اور اس کی ہم نوا پارٹیوں کی جانب سے جو کچھ ہو رہا ہے اس سے تو یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ وہ تو رہی سہی کسر کو بھی مٹا دینے کے درپے ہے۔ موجودہ حکومت کی جانب سے قومی ایجنڈے کو نمایاں کرنے کے باوجود بی جے پی کی جانب سے جو اقدامات ہو رہے ہیں مثلاً تعلیمی پالیسی میں فرقہ وارانہ نقطہ نظر، نصابِ تعلیم میں قابل اعتراض اجزاء کی شمولیت وغیرہ، ان میں تو اسی ایجنڈے کی جھلک صاف طور پر نظر آتی ہے جو خود بی جے پی اور اس کی ہم نظریہ دوسری پارٹیوں کا ایجنڈہ ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نزدیک یہ نہایت افسوس ناک اور قابل مذمت صورت حال ہے اور یہ وہ چیز ہے جسے بجا طور پر اقلیتیں، پس ماندہ طبقے اور وہ تمام لوگ تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو ملک کی سالمیت اور یک جہتی کو ٹھیک طور پر برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعض اعلانات مثلاً دستور میں اصلاح کے نام پر اس کی تبدیلی اور خاص طور پر تہذیبی اکائیوں کو ان کے تسلیم شدہ حقوق سے محروم کر دینے کے ناپاک عزائم نے لوگوں کی تشویش کو بدرجہا بڑھا دیا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اپنے اس شدید احساس کا اظہار کرتا ہے کہ فسطائیت کی خطرناکی کو پوری طرح محسوس کیا جائے اور جمہوریت کی بحالی و برقراری کی وہ تمام مناسب تدابیر اختیار کی جائیں جو ملک کی سالمیت و یکجہتی کے لیے نہایت ضروری ہیں۔

پارلیمانی انتخابات ۲۰۰۳ کے نتائج

اجلاس منعقدہ: ۲۸ تا ۲۳ مئی ۲۰۰۳ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شمرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع تونس، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا عبد العزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب کے اے صدیق حسن، مولانا محمد یوسف اصلاحی، ڈاکٹر جاوید مکرم، انجینئر محمد سلیم، جناب محمد جعفر (قیم جماعت) جناب ٹی کے عبداللہ خرابلی صحت کے باعث شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب شیخ مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اللہ رب العزت کے بے پایاں فضل و رحمت پر شکر و امتنان کا اظہار کرتا ہے کہ وطن عزیز کو حالیہ پارلیمانی انتخابات میں فسطائی اور فرقہ پرست قوتوں کے اقتدار سے نجات ملی اور اہل ملک کی ان کوششوں کو کامیابی حاصل ہوئی جو جمہوری فضا کی بحالی کے لیے انجام دی گئی تھیں۔ یہ اجلاس ملک کی جمہوریت پسند اور حقوق

انسانی کی حامی قوتوں کو قابل مبارک باد سمجھتا ہے جنہوں نے کیسوئی کے ساتھ جمہوریت کی بحالی اور برقراری کے لیے کامیاب مہم چلائی۔ ہندوستانی عوام قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے جمہوریت کے استحکام کے لیے فرقہ و مذہب اور ذات پات وغیرہ کے اختلافات سے بالاتر ہو کر اتحاد و یک جہتی کا ثبوت دیا۔ اس انتخاب میں نوجوانوں اور خواتین نے یکسو ہو کر فسطائیت اور فرقہ پرستی کو رد کیا اور ملک کے روشن مستقبل کی تیاری کے لیے مثبت رول ادا کیا۔ اس سے اس خیال کو بھی تقویت ملی ہے کہ پست حال اور کمزور اقلیتیں اگر عزم و حوصلہ سے کام لیں تو وہ ملک کے سیاسی مستقبل کی تعمیر میں نہایت قابل قدر رول ادا کر سکتی ہیں۔

حالیہ الیکشن کے مثبت نتائج کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ جمہوری طاقتوں نے عدل و انصاف کے قیام، معاشی ظلم و استحصال کے ازالہ اور سرمایہ دارانہ گرفت سے نجات دلانے کے جن وعدوں پر اپنی مہم چلائی تھی ہندوستان کی عوام نے ان کا خیر مقدم کیا۔ مجلس شوریٰ نئی حکومت کو یاد دلانا چاہتی ہے کہ وہ اپنے وعدوں کو عملی جامہ پہنائے، عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرے، غریبوں، پسماندہ طبقات اور اقلیتوں کے حالات کی درنگی و بہتری پر خصوصی توجہ دے، یک جہتی اور خوش گوار تعاون کے فروغ کے لیے موثر اقدامات کرے۔



بنیادی حقوق کی پامالی

اسلامی دہشت گردی

اجلاس منعقدہ: ۱۵/۱۸ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۹ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن صاحب

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، جناب محمود خان، ڈاکٹر حسن رضا، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر عبدالحق انصاری، جناب ایس ایم ملک، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، جناب محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر احمد سجاد اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب توفیق اسلم خان اور امرائے حلقہ جات میں جناب رحمت اللہ شریف، جناب عبدالباسط انور، جناب عبدالرہیب، جناب نصرت علی، انجینئر محمد سلیم، جناب محمد شفیع مدنی، جناب سید ظہور الحسن، ڈاکٹر محمد رئیس الدین اور جناب محمد اقبال ملا۔

ارکان شوریٰ میں جناب ٹی کے عبداللہ اور مولانا نظام الدین اصلاحی اور امرائے حلقہ میں جناب قمر الہدیٰ اپنی خرابی صحت کی بنا پر اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ جناب محمد عبدالرؤف نے بہ سبب علالت تاخیر سے شرکت کی۔

قرارداد

آج کل ذرائع ابلاغ میں ایک نہایت گھناؤنی اصطلاح ”اسلامی دہشت گردی“ کا

استعمال کچھ اس طرح کیا جا رہا ہے گویا اسلام کے نزدیک دہشت گردی ایک پسندیدہ اور مطلوب چیز ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح کے کچھ پر تشدد واقعات کو مسلمانوں سے منسوب کر کے اسے اس مذموم اصطلاح کا نام دیا جا رہا ہے اور اسلام کو دہشت گردی کے رشتے سے جوڑا جا رہا ہے۔ ہمارے ملک کے کچھ اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن بلکہ بعض سیاست داں تک بھی سوچنے سمجھنے کا صحیح انداز اختیار نہیں کرتے اس کے بجائے وہ اس من گھڑت اصطلاح کا استعمال کرتے ہیں۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کی طرح قدرتی بات ہے کہ مسلمانان ہند کے لیے بھی یہ چیز انتہائی تکلیف دہ ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس صورت حال پر انتہائی غم و افسوس کا اظہار کرتا ہے اور واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اسلام دین رحمت ہے، یہ محبت اور خیر خواہی اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتا ہے، انسانی جان اس کے نزدیک قیمتی اور اہم چیز ہے، کسی معصوم شخص کے جان و مال کو نقصان پہنچانا بڑا گناہ ہے۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے کہ ”اسلامی دہشت گردی“ اسلام اور مسلمانوں سے عناد رکھنے والوں کی گھڑی ہوئی اصطلاح ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصطلاح پورے اہتمام کے ساتھ غیر مسلم دنیا کو اسلام سے بدگمان اور خوف زدہ کرنے کی غرض سے عام کی جا رہی ہے۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ پوری طرح محتاط رہیں، اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ ذمہ دارانہ طرز عمل اختیار کریں اور ان سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہونے پائے، جس کی وجہ سے اسلام دشمنی کی بنا پر کسی کو بدنام کرنے کا موقع ملے۔

رنگ ناتھ مشرا کمیشن کی سفارشات

اجلاس منعقدہ: ۱۴ تا ۱۸ اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شورکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مولس، جناب محمد جعفر، جناب کے
اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد
اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبد الرقیب، ڈاکٹر محمد رفعت،
ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے، جناب ایس امین
الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔ مولانا محمد سراج
الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اور جناب سید سعادت اللہ حسینی بہ سبب علالت شریک
اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملّا، سید عبد الباسط
انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے
کہ وہ رنگ ناتھ مشرا کمیشن کی ان سفارشات کو فی الفور منظور کرے، جن میں سرکاری ملازمتوں اور

سرکاری تعلیمی اداروں میں مسلمانوں کو دس (۱۰) اور دیگر اقلیتوں کو پانچ (۵) فی صد ریزرویشن دینے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

مرکزی شوریٰ اس متبادل تجویز کو درست نہیں سمجھتی جس کے تحت او بی سی کے ۲۷ فیصد کوٹے میں سے اقلیتوں کے ایک سب کوٹا (Sub Quata) مقرر کرنے کی بات کہی گئی ہے۔ سچر کمیٹی کی رپورٹ اس بات کا دستاویزی ثبوت ہے کہ مسلمان بحیثیت مجموعی مختلف اسباب کی بنا پر بقیہ ملک سے کافی پیچھے رہ گئے ہیں۔ لہذا دستور کی دفعہ (4) 15 اور (4) 16 کے تحت جیسا کہ مشرا کمیشن کی سفارشات میں کہا گیا ہے کہ ان کی پس ماندگی کی بنیاد پر انہیں ریزرویشن دیا جائے۔ حکومت ایسا کر کے اپنے وعدے کو پورا کرنے کے ساتھ عدل و انصاف کے تقاضوں کو بھی پورا کرے گی۔

مرکزی مجلس شوریٰ مسلمانوں کی تعلیمی پس ماندگی دور کرنے سے متعلق مشرا کمیشن کی دیگر سفارشات کو بھی فی الفور لاگو کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔



قرآن پاک کی بے حرمتی کے افسوس ناک واقعات

اجلاس منعقدہ: ۱۶ تا ۱۷ اپریل ۲۰۰۱ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکر کا: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع تونس، مولانا محمد یوسف اصلاحی،

مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمود خان، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب

الس ایم ملک، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی،

ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب سید غلام اکبر، مولانا

عبدالعزیز، جناب کے اے صدیق حسن، جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

جناب ٹی کے عبداللہ طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے شریک اجلاس نہیں ہو سکے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد

اشفاق احمد اور جناب توفیق اسلم خاں۔

قرارداد

حال ہی میں راجدھانی دہلی اور پنجاب کے امرتسر اور پٹیالہ شہروں میں قرآن کریم کی

بے حرمتی کے جو افسوس ناک واقعات پیش آئے، جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ

اجلاس ان پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مذمت کرتا ہے۔ اجلاس کا احساس ہے

کہ اس گھناؤنی شہ پندی کا محرک صرف مسلمانوں کی دل آزاری اور ان کو مشتعل کرنے کی سازش

ہے۔ افغانستان میں مجتہدوں کی مسامحہ پر احتجاج تو محض ایک بہانہ تھا۔ اس حقیقت سے کوئی باخبر

شخص ناواقف نہیں ہو سکتا کہ مسلمان قرآن پاک سے کس درجہ شدید و الہانہ عقیدت و محبت رکھتے

ہیں۔ اس کی بے حرمتی ان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ مگر اس کے باوجود بے حرمتی کے ان سنگین اور اشتعال انگیز واقعات اور مرکزی حکومت کی ناقابل فہم بے توجہی کے باوجود مسلمانان ہند نے بحیثیت مجموعی جس صبر و ضبط کا ثبوت دیا وہ ہر ایک صاف ذہن رکھنے والے افراد کے نزدیک قابل قدر ہے مگر یہ بھی ایک افسوس ناک واقعہ ہے کہ بعض شہروں میں ان کے پر امن احتجاج کو بھی فسطائی عزائم رکھنے والے ناعاقبت اندیش عناصر نے برداشت نہیں کیا اور کان پور میں تو ان پر پولیس نے بے جواز فائرنگ کر کے متعدد افراد کو ہلاک ہی کر ڈالا۔ یہ اجلاس بے جواز فائرنگ کی مذمت کرتا اور ان جاں بحق ہونے والے افراد کے حق میں مغفرت کی دعا اور پسماندگان سے اظہارِ ہمدردی کرتا ہے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس حقیقت کو بہ خوبی واضح کر دینا چاہتا ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو ہر صاحب ایمان کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے اور اس موقع پر تمام معزز شہریوں کو قرآن مجید اور دوسری مذہبی کتابوں کے واجب احترام ہونے کی جانب توجہ دلاتا ہے اور ان سے شریفانہ طرزِ عمل کی توقع کرتا ہے اور ساتھ ہی مرکزی حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ جو افراد قرآن کی بے حرمتی کے ذمہ دار ہیں قانون کے مطابق ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ اور انہیں فرار و واقعی سزا دلانی جائے۔ یہ اجلاس اس بات پر سخت حیرت کا اظہار کرتا ہے کہ اتنے دن گزر جانے کے باوجود اس جرم کا ارتکاب کرنے والے افراد کے خلاف مقدمات قائم نہیں کیے گئے ہیں۔ یہ اجلاس ذرائع ابلاغ (Media) کی ناروا خاموشی اور ان میں سے بعض ذرائع کے فرقہ پرستانہ رول پر افسوس اور ملال کا اظہار کرتا ہے۔

شوریٰ کے اس اجلاس نے مرکزی حکومت اور پنجاب کی ریاستی حکومت کے رویوں میں فرق کو اچھی طرح محسوس کیا ہے اور پنجاب کے عوام، وہاں کی مذہبی اور سیاسی جماعتوں اور خود ریاستی حکومت اور سرکاری حکام کی اس فرض شناسی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو انہوں نے شہر پسندی کے خلاف اختیار کی۔

مسلم تعلیمی اداروں کے
کردار و زبان کا تحفظ

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا سانحہ

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرگاہ: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب محمود خان، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، مولانا نظام الدین اصلاحی اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے اور ڈاکٹر حسن رضا بچی کی علالت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا کوثریز دانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد، مولانا محمد رفیق اور جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ۹، ۱۰ اپریل کی درمیانی شب میں اجازت کے بغیر پولس کے جامعہ کیمپس میں داخلے اور طلباء کے خلاف ظلم و زیادتی اور ہاسٹل میں توڑ پھوڑ پر جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اپنے رنج و افسوس کا اظہار اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت

سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ طلباء کے خلاف جو الزامات و مقدمات ہیں انہیں واپس لیا جائے تاکہ وہ امتحانات میں پوری یکسوئی کے ساتھ شریک ہو سکیں۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ پولس کے رول کی عدالتی تحقیقات کرائی جائے اور پولیس کے جو اہلکار ظلم و زیادتی کے مرتکب ہوئے ہیں ان کے خلاف بلا تاخیر کارروائی کی جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جامعہ کیمپس سے پولس کو فوری طور پر ہٹا دیا جائے۔ کیوں کہ اس طرح کے حالات میں پولس کی وہاں موجودگی اشتعال کا باعث ہوتی رہتی ہے نیز طلباء اور ان کے سرپرستوں سے خاص طور پر یہ اپیل ہے کہ وہ پوری طرح صبر و تحمل سے کام لیں جیسا کہ اب تک انہوں نے کیا ہے اور امن و امان بحال کرانے میں پورا پورا تعاون کریں۔



مسلم تعلیمی اداروں کا اقلیتی کردار

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۳ اپریل ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع موٹس، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا عبدالعزیز، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب ایچ عبدالرہیب، جناب کماے صدیق حسن، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر جاوید کرم، جناب محمد جعفر (قیم جماعت) مدعوین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی، جناب انتظار نعیم، ڈاکٹر نصرت اللہ خاں آفندی، جناب محمد عبدالعزیز، جناب رفیق احمد۔

قرارداد

شورویٰ کا یہ اجلاس اس امر پر اطمینان کا اظہار کرتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اقلیتی کردار کی بحالی کے لیے حکومت نے پارلیامنٹ میں بل پیش کرنے کا اعلان کیا ہے۔ مسئلے کی غیر معمولی اہمیت کی بنا پر یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ یہ بل جلد از جلد پارلیامنٹ میں پیش کر دیا جائے تاکہ اس عظیم ادارے کا تاریخی کردار بلا تاخیر بحال ہو سکے اور موجودہ غیر یقینی صورت حال کا خاتمہ ہو۔

اس تجویز کے پیش نظر کہ تمام مرکزی یونیورسٹیوں میں OBC (دیگر پس ماندہ طبقات)

کے لیے سیٹیں ریزرو کی جائیں، یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کو اس تجویز سے مستثنیٰ رکھا جائے۔ یہ اجلاس اقلیتی تعلیمی اداروں کے اقلیتی کردار کی بقا کے لیے ضروری قرار دیتا ہے کہ اس اقلیت سے متعلق طلباء کی ایک معقول تعداد اس ادارے میں موجود ہو۔ دیگر پس ماندہ طبقات کے لیے سیٹیں ریزرو کر دینے کی صورت میں اس کا موقع نہیں ملے گا۔ چنانچہ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اقلیتی تعلیمی اداروں کے اقلیتی کردار کے تحفظ و بقا کو بہر صورت یقینی بنایا جائے اور ہر نئی قانون سازی میں اس کی رعایت ہو۔



جامعہ ملیہ اسلامیہ کا مسلم اقلیتی کردار

اجلاس منعقدہ: ۱۷ تا ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب ایچ عبدالربیب، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس امین الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب سید سعادت اللہ حسینی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

مدعوین خصوصاً: جناب محمد اشفاق احمد، سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اقبال ملّا۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ مطالبہ کرتی ہے کہ حکومت ہند واضح اور صریح الفاظ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کو ”مسلم اقلیتی ادارہ“ تسلیم کرے اور سپریم کورٹ کی ہدایت کے مطابق اس کو OBC ری زرویشن کے نئے قانون سے مستثنیٰ قرار دے۔

مجلس اس پر تعجب اور افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ حکومت ایک طرف مسلمانوں کی تعلیمی

پس ماندگی کا اعتراف کرتی ہے اور کچھ وعدے بھی کرتی ہے لیکن دوسری جانب وہ خود مسلمانوں کے قائم کردہ اداروں کے مسلم کردار کو تسلیم کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتی ہے۔ پچھلے تین برسوں میں جامعہ کے اساتذہ و طلباء، جامعہ برادری نیز مسلمانوں کے باخبر حلقوں نے متعدد مرتبہ حکومت ہند اور وزارتِ فروغِ انسانی وسائل سے مطالبہ کیا ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کو واضح اور صریح الفاظ میں ”مسلم اقلیتی ادارہ“ تسلیم کیا جائے۔ لیکن حکومت نے اب تک اس مطالبے کے جواب میں ٹال مٹول کی روش اختیار کی ہے۔

یہ معروف حقیقت ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کو تحریکِ آزادی کے دوران مولانا محمود الحسن، مولانا محمد علی جوہر، ان کے رفقاء اور دیگر موقر مسلمان زعماء نے قائم کیا تھا۔ نیز جامعہ کے چارٹر میں درج اغراض و مقاصد سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ادارہ ہندوستانی مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات کی تکمیل کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اتنی واضح تاریخی حقیقت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ مجلس مطالبہ کرتی ہے کہ اس معاملے میں مزید تاخیر کے بغیر حکومت ہند جامعہ ملیہ اسلامیہ کو اقلیتی ادارہ قرار دے اور اس ادارے میں OBC ریزرویشن کا نیا قانون نافذ نہ کیا جائے۔



قانون کا بے جا استعمال
انتظامیہ اور پولیس کا رول

مسلمانوں پر حکومتی مشنری کے مظالم

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۲ اپریل ۲۰۰۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب ایچ عبدالرہیب، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس امین الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، سید سعادت اللہ حسینی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب مجتبیٰ فاروق درمیان کے دوروز اجلاس میں شریک رہے۔

مدعوین خصوصاً: جناب محمد اشفاق احمد، سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق

قاسمی، جناب محمد اقبال ملّا۔

قرارداد

حکومت کی مشنری، پولیس، سیکورٹی ایجنسیوں اور S.T.F نے مسلمانوں کو اور خصوصاً نوجوانوں کو بلا کسی معقول بنیاد کے گرفتار کرنے، ان پر اور ان کے اہل خاندان پر مختلف قسم کے مظالم ڈھانے کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے، جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس کی سخت مذمت کرتی ہے اور اس کو انتہائی غیر معقول اور غیر دانش مندانہ اور ناعاقبت اندیشانہ طرز عمل قرار دیتی ہے۔ مذکورہ ایجنسیاں بلا کسی معقول وجہ کے افراد کو گرفتار کرتی ہیں۔ کبھی اس کے لیے قانونی طریق کار اختیار کیا جاتا ہے اور کبھی افراد کو یوں ہی اغوا کر لیا جاتا ہے اور ہفتوں کے بعد گرفتاری

کی اطلاع دی جاتی ہے۔ گرفتار افراد کو ایذا رسانی اور تعذیب کے ذریعے ناکردہ گناہوں کے اعتراف پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس دوران افرادِ خاندان کو خوف زدہ اور ہراساں کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ میڈیا بلا تحقیق کے اُن الزامات کو درست تسلیم کر لیتا ہے جو ان افراد پر لگائے جاتے ہیں اور ان کی تشہیر کر کے مسلمانوں کے خلاف ایک عام ماحول بناتا ہے۔ اس جذباتی ماحول میں عدالتی طریق کار عملاً بے معنی ہو جاتا ہے۔ اس پر مستزاد بار کونسلوں کے غیر دستوری اور غیر قانونی فیصلے جن کے تحت ملزمین کی پیروی سے دکلا کو روکا جا رہا ہے، مظلومین کے لیے انصاف کے حصول کو ناممکن بنا رہے ہیں۔ یہ مجموعی صورت حال ایسی ہے جو اس مسلم دشمن ذہنیت کو مزید فروغ دیتی ہے جو بد قسمتی سے ملک کے اندر پہلے سے موجود ہے۔

مجلس شوریٰ مطالبہ کرتی ہے کہ مظالم کا یہ سلسلہ بند کیا جائے، گرفتار شدگان کو بلاتاخیر رہا کیا جائے، بلا کسی معقول و کافی بنیاد کے کسی فرد کو گرفتار نہ کیا جائے، تمام ملزمین کے انسانی حقوق کا احترام کیا جائے اور اُن کو تعذیب و ایذا رسانی سے محفوظ رکھا جائے، افرادِ خاندان جو بہر حال بے قصور ہیں، انہیں ہراساں نہ کیا جائے اور تمام افراد کے لیے قانونی چارہ جوئی اور حصولِ انصاف کو ممکن بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ مجلس یہ بھی مطالبہ کرتی ہے کہ پولیس اور حکومتی ایجنسیاں غیر قانونی طریق کار سے احتراز کریں، تمام ضوابط کی نیز سپریم کورٹ کی ہدایات کی پابندی کریں اور مسلمانوں کی Witch Hunting سے باز آئیں۔

مجلس اس امر کو انتہائی افسوس ناک قرار دیتی ہے کہ اس مسلم دشمن طرزِ عمل کا بعض سیاسی پارٹیوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا ہے اور اپنی خاموشی سے گویا اس کی تائید کی ہے۔ باشندگانِ ملک کے ایک بڑے طبقے کو مجرم قرار دینے کی یہ روش ملک کے لیے فال نیک نہیں ہے۔ مجلس مطالبہ کرتی ہے کہ سیاسی پارٹیاں اپنی ذمہ داری محسوس کریں اور حکومتی مشنری کو عادلانہ طرزِ عمل کا پابند بنائیں۔

مجلس، میڈیا کے ذمہ داروں کو متوجہ کرتی ہے کہ وہ بلا تحقیق، پولیس کے معتبورین کو مجرم قرار نہ دیں اور پولیس کے نقطہ نظر کے ترجمان بننے کے بجائے غیر جانب دارانہ اور منصفانہ رپورٹنگ کریں، نیز ملک میں باہمی دشمنی کے بجائے خیر سگالی کے جذبات کو فروغ دیں۔

غربت، مہنگائی، بدعنوانی اور
روزگار کے مسائل

بڑھتی ہوئی مہنگائی

اجلاس منعقدہ: ۱۷ تا ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب ایچ عبدالرئیب، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس امین الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب سید سعادت اللہ حسینی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب مجتبیٰ فاروق درمیان کے دوروز اجلاس میں شریک رہے۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اقبال ملّا۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس بڑھتی ہوئی مہنگائی اور اس کے نتیجہ میں عام لوگوں کی مشکلات اور مسائل پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ مہنگائی کی شرح گزشتہ چار سالوں میں بڑھتے بڑھتے 7.41 فی صد تک پہنچ گئی ہے، جب کہ بعض تجزیہ نگار حقیقی شرح اس سے کہیں زیادہ بتاتے

ہیں۔ ضروری غذائی اشیاء، اناج، دال، تیل اور سبزیوں کی قیمتوں میں اضافہ کی شرح تو انتہائی تشویش ناک حد تک بڑھ گئی ہے۔

یہ افسوس کی بات ہے کہ یوپی اے حکومت جو عام آدمی کے مسائل کو اہمیت دینے کے اعلان سے اقتدار میں آئی تھی، عام آدمی کے مسائل کو مستقل نظر انداز کر رہی ہے۔ عالمی معاشی قوتوں کے دباؤ میں بننے والی معاشی پالیسیاں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ ایک طرف جی ڈی پی میں مسحور کن اضافہ کے دعوے ہیں تو دوسری طرف غریب شہریوں کے مسائل میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔

اجلاس کا احساس ہے کہ مہنگائی میں اضافہ سے متعلق حکومت کے تجزیے مکمل طور پر درست نہیں ہیں اور اس ذیل میں کیے جا رہے اقدامات بھی سمت کی درستگی چاہتے ہیں۔ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کم سے کم بنیادی زرعی اشیاء میں مستقبل کے سودوں (Future Trading) پر فوری امتناع عائد کیا جائے۔ ذخیرہ اندوزی (Hoarding) کو کنٹرول کرنے کے لیے سخت گیر اقدامات کیے جائیں، ریاستی حکومتوں کو قانون اشیاء ضروریہ (Essential Commodities Act) کے موثر نفاذ پر متوجہ کیا جائے اور تیل کے ٹیکسوں پر نظر ثانی کی جائے۔ نیز اشیاء ضروریہ کی درآمد کے سلسلے میں اور درآمدی محصولات (Import Duties) کم کرنے کے سلسلے میں اقدامات کیے جائیں۔

مہنگائی کا ایک بنیادی سبب زرعی معیشت سے غفلت کی وہ عالمی روش ہے جو جدید سرمایہ کاری کا خاصہ ہے۔ اس مسئلہ کا حل بنیادی پالیسی میں تبدیلی چاہتا ہے۔ یہ بات تجزیوں میں آ رہی ہے کہ ملک میں مہنگائی کی بڑھتی ہوئی شرح کا ایک بڑا سبب وہ عالمی معاشی بحران ہے، جس کا سبب امریکہ میں سودی قرضوں کی بہتات اور نتیجتاً پیدا ہونے والا Subprime Crisis ہے، جس کی وجہ سے ورلڈ بینک کے مطابق اس سال زرعی اشیاء کے عالمی داموں میں تہتر (۷۳) فی صد اضافہ ہوا ہے۔ جس کے سبب میکسیکو جیسے ملکوں میں غذائی فسادات ہو چکے ہیں اور یورپ، افریقہ اور جنوب مغربی ایشیا کے کئی ملکوں میں غذائی بحران پیدا ہو چکے ہیں۔ بد قسمتی سے ہمارا ملک بھی اندھا دھند سرمایہ دارانہ نظام کی تقلید میں لگا ہوا ہے۔ اسی طرح اس مہنگائی کا ایک سبب قمار پر مبنی سودے (Speculations) بھی ہیں جنہوں نے خصوصاً تیل کے داموں میں مصنوعی اضافہ پیدا کر

دیا ہے۔

اجلاس اس موقع پر اہل ملک اور اقوامِ عالم کی توجہ اس امر کی جانب بھی مبذول کرانا چاہتا ہے کہ معاشی معاملات میں خدائی ہدایات سے بے نیازی اور خصوصاً سود کی لعنت نے دنیا کی معیشت کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔

اسلام کی معاشی تعلیمات سود سے پاک ایک ایسے معاشی نظام کو وجود بخشتی ہیں، جن میں اس طرح کے بے درد استحصال اور مصنوعی مہنگائی کے کوئی امکانات نہیں ہوتے۔ اجلاس کو امید ہے کہ خصوصاً Subprime Crisis سے پیدا شدہ صورتِ حال اہل عالم کو اسلام کی تعلیمات کی طرف متوجہ کرے گی۔



بڑھتی ہوئی مہنگائی

اجلاس منعقدہ: ۱۳ تا ۱۸ اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبد اللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبد الرقیب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے۔ جناب ایس امین الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔ مولانا محمد سراج الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اور جناب سید سعادت اللہ حسینی بہ سبب علالت شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملا، سید عبد الباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک میں غیر معمولی طور پر بڑھتی ہوئی مہنگائی اور اشیائے اشیائے ضروریہ کی بے قابو ہوتی قیمتوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ شوریٰ کا یہ احساس ہے

کہ مہنگائی کے لیے جہاں ایک طرف حکومت کی غلط معاشی پالیسیاں ذمہ دار ہیں وہیں اس کو روکنے کے لیے حکومت کی جانب سے کی جانے والی کوششیں اور اقدامات بھی ناکافی اور غیر موثر ہیں۔ مرکزی شوریٰ کا احساس ہے کہ سامراجی سرمایہ دارانہ عناصر کا دباؤ، سٹہ پر مبنی تجارت اور ذخیرہ اندوزی قیمتوں میں اضافہ کا ایک سبب ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ مطالبہ کرتی ہے کہ حکومت اپنی معاشی پالیسیوں سے رجوع کرے اور ایسی پالیسیاں وضع کرے جو ملک کی عوام کی فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھ کر بنائی جائیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں، ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے دباؤ میں ملک کے غریب عوام کی ان دیکھی نہ کی جائے۔ حکومت اپنی شاہ خرچیوں بالخصوص وزرا اور سرکاری افسروں پر ہونے والے بے جا مصارف کو ختم کرے۔ مرکزی اور ریاستی سطح پر ان ٹیکسوں میں تخفیف کرے، جن کا اثر راست قیمتوں پر پڑتا ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ اگر حکومت نے بہت جلد ہوش ربا مہنگائی پر قابو نہیں پایا تو عوام میں تیزی سے بڑھ رہی بے اطمینانی اور غصہ ملک کے امن و سکون کو غارت کر سکتا ہے۔



لوک پال بل

اجلاس منعقدہ: ۳۰، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۱ اور یکم جنوری ۲۰۱۲ء، چنی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

ڈاکٹر محمد رفعت فلائٹ میں تاخیر کی وجہ سے پہلے دن کی دوسری نشست سے اجلاس میں شریک ہوئے۔

قرارداد

ملک میں بدعنوانی کے خاتمے کے لیے لوک پال کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی ایسی اتھارٹی لازماً ہونی چاہیے جو اعلیٰ سطح پر بدعنوانیوں اور بے قاعدگیوں کی روک تھام کر سکے۔ ابتدا میں لوک پال کا تصور یہی تھا لیکن بعد میں یہ مسئلہ بھی سیاسی رنگ اختیار کر گیا۔ گزشتہ ایک سال سے اس مسئلہ پر جو شور و ہنگامہ ہو رہا ہے اور سیاسی دائرے میں کھیلے جا رہے ہیں اس

سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملک کی دونوں بڑی سیاسی پارٹیوں، کانگریس اور بھارتیہ جنتا پارٹی کو اصل مسئلہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ صرف اپنے ایجنڈے کے مطابق بالترتیب اقتدار چھانے اور اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اس معاملے میں دیگر سیاسی پارٹیوں اور غیر سرکاری تنظیموں کا طرز عمل بھی اچھا نہیں ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت اور تمام سیاسی پارٹیوں اور غیر سرکاری تنظیموں سے اپیل کرتا ہے کہ انتخابی سیاست اور وقتی مفادات سے بالاتر ہو کر اس مسئلہ کو حل کریں اور ایک ایسے لوک پال کے تقرر کے لیے فضا ہموار کریں جو قانونی طور پر بھی باختیار ہو اور اس میں وزیر اعظم، سی بی آئی تمام ذمہ دار افراد، پارلیمنٹ، ریاستی اسمبلیوں اور کونسلوں کے ممبران، کارپوریٹ سیکٹر اور غیر سرکاری اداروں (NGOs) کا احاطہ ہو، نیز اس منصب پر ایسے فرد کا تقرر کیا جائے جو تعلیمی قابلیت اور قانونی مہارت کے علاوہ صاف ستھرے اور دیانت دارانہ کردار کا حامل ہو اور سوسائٹی میں اسی حیثیت سے معروف ہو۔ مرکزی شوریٰ کا مطالبہ ہے کہ لوک پال کے سلیکشن کے لیے جو کمیٹی بنائی جائے اس میں پس ماندہ ذاتوں اور اقلیتوں کے نمائندوں کو لازماً شامل کیا جائے۔

اس کے ساتھ ہی یہ اجلاس حکومت اور سیاست دانوں اور عوام کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ کرپشن، بدعنوانی اور بھرتشا چارجیسی برائیاں محض قانون سازی سے دور نہیں کی جاسکتیں، قوانین پر دیانت داری سے عمل کرنا بھی ضروری ہے اور یہ عمل اسی صورت میں ممکن ہے جب افراد کے دلوں میں خدا کا خوف ہو، انہیں یقین ہو کہ ان کا خالق و مالک انہیں دیکھ رہا ہے اور وہ جو کچھ کر رہے ہیں اس کا حساب انہیں خدا کے سامنے دینا ہے۔

ایف ڈی آئی اور ڈائریکٹ سبسڈی

اجلاس منعقدہ: ۳۰ نومبر تا ۳ دسمبر ۲۰۱۲ء، کوزی کوڈ، کیرلا

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری کی رحلت کی وجہ سے ایک نشست خالی ہو گئی تھی۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس قومی مفاد کے حامل اہم شعبوں میں خصوصاً خردہ فروشی میں راست بیرونی سرمایہ کاری کی سخت مخالفت کرتا ہے۔ اجلاس کے نزدیک یہ سرمایہ کاری غریب عوام کے مفاد پر کاری ضرب لگاتی ہے۔

خردہ فروشی میں بیرونی سرمایہ کاری کی اجازت سے متعلق حالیہ فیصلہ میں 100 ملین ڈالر سرمایہ کاری کی جو شرط لگائی گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فیصلے وال مارٹ اور اس جیسی

دیگر بڑی کمپنیوں کے لیے راہیں ہموار کرنے کے مقصد سے کیے گئے ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں ان کمپنیوں کے تجربات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کی آمد سے تجارت میں ایک ہی کمپنی کی بالادستی (Monopoly) پیدا ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں قیمتوں اور کوالٹی میں مسابقت ختم ہو جاتی ہے۔

اس طرح اس سرمایہ کاری سے جہاں غریب خوردہ فروش تاجروں کے بڑے پیمانے پر بے روزگار ہو جانے کا اندیشہ ہے، وہیں غریب صارفین کے لیے مناسب قیمت پر اشیاء کی دست یابی بھی دشوار ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ اجلاس کو یہ بھی اندیشہ ہے کہ غریب کسانوں اور چھوٹے صنعت کاروں کو اشیاء کی فروخت کے نام پر یہ کمپنیاں نہایت کم قیمت ادا کریں گی اور ان کے مفادات بھی اس فیصلہ سے متاثر ہوں گے۔ اس اندیشے کی تائید بھی عالمی تجربات سے ہوتی ہے۔

اجلاس کے نزدیک یہ فیصلہ دولت کے ارتکاز اور بیرونی کمپنیوں کے ہاتھوں قومی وسائل کی منتقلی کے رجحان کو تقویت دے گا اور ملک میں غربت کو مزید بڑھانے کا ذریعہ بنے گا۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اشیاء صرف میں سبسڈیز کے بجائے نقد رقومات کی راست ادائیگی کے فیصلے کی بھی مخالفت کرتا ہے۔ یہ فیصلہ بھی مہنگائی کے مار سے پریشان غریب افراد کی پریشانیوں میں اضافے اور دولت مند سرمایہ داروں کے فائدہ کا باعث بنے گا۔

یہ تبدیلی کرپشن کی راہیں ہموار کرے گی۔ غریب افراد کی ایک بڑی تعداد کو بنیادی ضروریات تک سے محروم کر دے گی اور افراط زر کے نتیجہ میں متعین نقد رقوم بے حیثیت ہو کر رہ جائیں گی۔ اجلاس کے نزدیک یہ فیصلہ سبسڈیز کے پورے نظام کو بے اثر بنا دینے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ اس فیصلہ کو فی الفور واپس لیا جائے اور یونیورسل پبلک ڈسٹری بیوشن کے نظام کو یقینی بنایا جائے اور اسے مستحکم کیا جائے۔

سی بی آئی کی آزادانہ حیثیت اور کرپشن کے معاملات

اجلاس منعقدہ: ۱۱ تا ۱۳ مئی ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ
عبدالرہیب، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی
فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، مولانا محمد یوسف
اصلاحی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک فلائٹ چھوٹ جانے کی وجہ سے دوپہر کے سیشن سے شریک
ہوئے۔ ڈاکٹر حسن رضوانے اپنے میڈیکل چیک اپ کے باعث اور ڈاکٹر سید قاسم
رسول الیاس نے بیرون ملک سفر سے واپسی میں تاخیر کی وجہ سے دوسرے روز سے
اجلاس میں شرکت فرمائی۔ جناب ٹی کے عبداللہ، جناب کے اے صدیق حسن اور جناب
وی کے علی اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

قرارداد

ملک میں کرپشن اور بدعنوانی کا مسئلہ انتہائی سنگین اور خوف ناک شکل اختیار کر چکا ہے۔
تشویش ناک امر یہ ہے کہ مرکزی و ریاستی حکومتیں، برسر اقتدار سیاسی پارٹیاں، وزراء اور بیوروکریٹس

سرکاری خزانے کی بے تحاشا لوٹ میں بری طرح ملوث پائے گئے ہیں۔ حالیہ دنوں میں مرکزی سطح پر کرپشن کے جو بڑے بڑے اسکینڈل سامنے آئے ہیں، اس نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ مزید تکلیف دہ بات یہ ہے کہ ملک کے غریب عوام کے لیے جو فلاحی اسکیمیں بنائی جاتی ہیں، بدعنوانی کے بنا پر ان کا فائدہ بھی عام آدمی تک نہیں پہنچ پاتا ہے۔ مریگا، سرو اسکشا ابھیان، اندرا آواس یوجنا، ملٹی سیکٹورل ڈیولپمنٹ پروگرام، ٹڈے میل، پی ڈی ایس، رورل ہیلتھ مشن اور دیگر دیہی ترقیات اسکیمیں بدترین نوعیت کے کرپشن کا شکار ہیں۔ اس صورت حال نے جہاں ایک طرف ملکی معیشت کو تہہ وبالا کر دیا ہے وہیں غریب اور مفلوک الحال عوام کی محرومی میں مزید اضافہ کیا ہے۔

مرکزی تفتیشی ادارے سینٹرل بیورو آف انوسٹی گیشن (سی بی آئی) کے ڈائریکٹر رنجیت سنہا کے سپریم کورٹ میں حلف نامے نے اس ادارے کی آزادانہ حیثیت پر سوال کھڑا کر دیا ہے۔ سی بی آئی ڈائریکٹر نے اپنے حلف نامے میں یہ اعتراف کیا کہ تفتیشی ایجنسی اپنا الگ کوئی وجود نہیں رکھتی۔ اس انکشاف نے اس ایجنسی کے ذریعے بدعنوانی کے ان تمام بڑے معاملات کی تفتیش (اسکینڈل) کو جن میں براہ راست مرکزی حکومت یا اس کے وزراء ملوث ہیں ایک مذاق بنا دیا ہے۔ اس لیے کہ جب یہ ایجنسی حکومت اور نظام کا بھی عملاً ایک حصہ بن کر رہ گئی ہے تو اس سے اس بات کی توقع رکھنا کہ وہ آزادانہ تحقیق کر پائے گی، عبث ہے۔

لہذا جب تک اس ادارہ کی خود مختارانہ حیثیت کو قانون میں ضروری ترمیمات کر کے بحال نہیں کیا جاتا اس پر اعتماد کا بحال ہونا ممکن نہیں ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ اگر حالات میں ابتری اسی رفتار سے بڑھتی رہی تو ملک اور سماج آئندہ سنگین نتائج سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ مرکزی مجلس شوریٰ شدت کے ساتھ محسوس کرتی ہے کہ صورت حال کی تبدیلی اسی وقت ممکن ہے جب سماج کے اچھے اور دیانت دار افراد اس کے تدارک کے لیے آگے آئیں، ملکی سیاست کو کرپٹ اور بدعنوان سیاست دانوں سے پاک کیا جائے۔ سیاست کو اقتدار کا پابند بنایا جائے اور مرکزی سطح پر لوک پال اور ریاستی سطح پر لوک آیوکت کا مضبوط اور بااختیار ادارہ قائم کیا جائے، جس کے دائرے میں وزیر

اعظم، مرکزی وزراء، وزرائے اعلیٰ، ریاستی وزراء، بیورو کریٹس، سی بی آئی، پارلیمنٹ و ریاستی اسمبلیوں اور کونسلوں کے ممبران، کارپوریٹ اور پبلک سیکٹر کے افراد کو بھی شامل کیا جائے۔ لوک پال اور لوک آئی کت کے مناصب پر انتہائی قابل اور دیانت دار افراد کا تقرر ایک بااختیار اور آزاد ادارہ کرے۔ ان کے تقرر میں مرکزی ریاستی حکومتوں کا کوئی دخل نہ ہو۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے عوام کو اس حقیقت کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتا ہے کہ کرپشن اور بدعنوانی جیسی برائی کو محض قانون سازی کے ذریعہ دور نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ ذمہ دارانہ مناصب پر فائز افراد کے دلوں میں خوفِ خدا نہ ہو، انہیں اس بات کا یقین نہ ہو کہ ان کا خالق و مالک انہیں دیکھ رہا اور اس کے حضور حاضر ہو کر انہیں ہر عمل کا حساب دینا ہے۔ خدا کے سامنے جواب دہی کا یہ احساس ہی دراصل افراد کو غلط کاری اور غلط راستوں پر جانے سے روکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سخت قانون سازی، اہم مناصب پر باکردار افراد کی تقرری، سیاست کو اقدار کا پابند بنانے کے ساتھ ساتھ ملک کے عوام و خواص کو ان کے اخلاق و کردار کی تعمیر کی طرف بھی توجہ کی جائے۔



تہلکہ ڈاٹ کام کے انکشافات

اجلاس منعقدہ: ۱۶ تا ۱۷ اپریل ۲۰۰۱ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مولنس، مولانا محمد یوسف اصلاحی،

مولانا نظام الدین اصلاحی، جناب ایس ایم ملک، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر محمد

عبدالحق انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبدالرشید عثمانی،

جناب محمد عبدالقیوم، جناب سید غلام اکبر، مولانا عبدالعزیز، جناب کے اے صدیق

حسن اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

جناب ٹی کے عبداللہ طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے شریک اجلاس نہیں ہو سکے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد

اشفاق احمد اور جناب توفیق اسلم خاں۔

قرارداد

گزشتہ ماہ تہلکہ ڈاٹ کام کے ذریعے دفاعی شعبہ تک میں بدعنوانی (Corruption) کے انکشافات سے بجا طور پر ملک کے عوام و خواص میں سخت تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کے نزدیک یہ واقعات موثر ترین توجہ اور عملی اقدامات کا تقاضا کرتے ہیں۔ اگرچہ حکومت اور سرکاری حکام ایک طرف ان انکشافات کو حکم راز پارٹیوں کو بدنام کرنے

کی سازش قرار دے رہے ہیں مگر دوسری طرف خود انہیں کے بعض بیانات اور کچھ عملی اقدامات کے ذریعے بدعنوانی کی موجودگی کا کھلا کھلا اعتراف بھی کیا جا رہا ہے۔ سیاسی لیڈروں اور وزیروں کے استعفیٰ اس کا واضح ثبوت ہیں۔ خود وزیر اعظم نے کہا کہ تہملکہ کے معاملے نے ہمیں خواب غفلت سے بیدار کیا ہے۔ انہوں نے خود احتسابی کی دعوت دی ہے اور کہا کہ ہمیں اب پورے سرکاری نظام کا از سر نو جائزہ لینا چاہیے۔

ان حقائق اور وزیر اعظم کے صاف صاف اعتراف کے پیش نظر شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت اور خاص طور پر خود وزیر اعظم کو ان کی ذمہ داری یاد دلاتا اور متوجہ کرتا ہے کہ وہ حقائق کی جلد سے جلد تحقیقات مکمل کرائیں اور جو افراد اس سنگین خرابی میں ملوث ہیں اور جن کے اوپر اس سلسلے کی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ان سب کے خلاف بلا تاخیر سخت کارروائی کی جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دلائی جائے۔

اس موقع پر مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اپنے اس واضح احساس کا اظہار کرتا ہے کہ تہملکہ کے ذریعے منکشف ہونے والا یہ تشویش ناک معاملہ کوئی اتفاقی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ دراصل اس اخلاقی بگاڑ کا ہی ایک فطری نتیجہ ہے جو بدقسمتی سے آج سماج کے ہر شعبہ میں برابر بڑھتا ہوا صاف نظر آ رہا ہے اور جس نے یکے بعد دیگرے سماج کے تمام شعبوں کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ یہ اجلاس ملک کے خیر خواہ، باشعور ذمہ دار شہریوں کو صورت حال کی سنگینی کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہے اور ان سے اپیل کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ توقع بھی رکھتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ٹھیک طور پر محسوس کریں گے اور اخلاقی قدروں کے فروغ کے لیے بلا تاخیر آگے آئیں گے اور سب سے پہلے ملک کی سیاست اور سیاسی نظام پر توجہ دیں گے اور اسے اس بنیادی خرابی سے پاک کرنے کی سعی و جہد کریں گے کیوں کہ ان درپیش خرابیوں کی سب سے بڑی ذمہ داری سیاسی صورت حال اور موجودہ سیاسی و مالیاتی نظام پر ہی ہے جو پوری طرح نمایاں ہے۔

فرقہ پرستی، فسطائیت اور دہشت گردی

بی جے پی اور اقلیتیں

اجلاس منعقدہ: ۵: ۹۳ نومبر ۲۰۰۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مؤنس، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب محمود خان، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب عبدالرشید عثمانی، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری بیرون ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے ۷ نومبر کو شریک اجلاس ہوئے اور جناب ٹی کے عبداللہ بہ سبب علالت شریک اجلاس نہیں ہو سکے تھے۔

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد اور جناب توفیق اسلم خاں۔

قرارداد

بھارتیہ جنتا پارٹی کے نئے صدر بنگارو لکشمین نے اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو پارٹی سے قریب آنے کی جو دعوت دی تھی اس کے بعد اقلیتوں کے بارے میں سنگھ پر یوار کے بیانات میں تیزی آگئی ہے۔ اس سلسلے میں بظاہر آرا ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیموں کے مابین اختلاف نظر آنے لگا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اقلیتوں کے خلاف جب بھی کچھ کہا جاتا ہے تو مسٹر بنگارو لکشمین

اور ان کی طرح کے بعض لوگوں کی آواز کچھ ہوتی ہے اور آرائیں ایس اور اس کی ذیلی تنظیموں کے دوسرے ذمہ داران کچھ اور کہتے ہیں۔ آرائیں ایس کے صدر کے ایس سدرشن نے صاف صاف کہا ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا بھارتیہ کرن کیا جانا چاہیے جیسا کہ انڈونیشیا کے مسلمان رام اور کرشن کو اپنا پورا روح مانتے ہیں۔ مسٹر ایل کے اڈوانی اور دوسرے لیڈروں کے بیانات بھی حسب سابق سامنے آتے رہتے ہیں کہ جن تنازعہ مسائل کو ”قومی ایجنڈا“ سے خارج رکھا گیا ہے وہ بدستوران کی اپنی پارٹی کے ایجنڈے میں شامل ہیں۔ اسی طرح ایک طرف ان کے بعض ذمہ دار افراد کی جانب سے کہا گیا تھا کہ عدالت کی جانب سے اچھوتوں کا جو فیصلہ سامنے آئے گا سبھی کو تسلیم کرنا پڑے گا مگر دوسری طرف ان جماعتوں کی طرف سے وشو ہندو پریشد کی جانب سے بار بار رام مندر کی تعمیر کے اعلان کی تردید میں کچھ نہیں کہا جاتا۔

اس صورت حال میں مجلس شوریٰ کے اجلاس کا یہ واضح احساس ہے کہ یہ ان لوگوں کی مختلف باتیں ہیں جو صاف ذہن سے نہیں کہی جاسکتیں اور جن کا واقعیت و معقولیت سے کوئی تعلق نہیں ہے اس بنا پر وہ قابل اعتبار قرار نہیں پاسکتیں اور نہ وہ فی الواقع اپنے اندر ایسی کشش رکھتی ہیں جو اقلیتوں خاص طور پر مسلمانوں کے لیے توجہ کا باعث ہو سکتی ہوں۔



نظامِ تعلیم کا مخصوص تہذیبی رنگ

اجلاس منعقدہ: ۱۲ تا ۱۶ اپریل ۲۰۰۱ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع منوں، مولانا محمد یوسف اصلاحی، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمود خاں، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب ایس ایم ملک، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبد الرشید عثمانی، جناب محمد عبد القیوم، جناب سید غلام اکبر، مولانا عبد العزیز، جناب کے اے صدیق حسن اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔
جناب ٹی کے عبداللہ طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے شریک اجلاس نہیں ہو سکے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد اور جناب توفیق اسلم خاں۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس وزارتِ فروغ و مسائل انسانی کی جانب سے نظامِ تعلیم کو مخصوص تہذیبی رنگ میں رنگنے کی مسلسل کوششوں کی خدمت کرتا ہے۔ یہ کوششیں مذکورہ وزارت کے کئی اقدامات سے واضح ہیں۔ انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ پر بحیثیت چیئر مین مسٹر بی آر گروور کی تقرری جن کی سنگھ پر یوار سے وابستگی معلوم و معروف ہے، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل

ریسرچ اینڈ ٹریننگ میں ڈاکٹر کے جی رستوگی جیسی شخصیت کی تقرری جس نے اپنی آپ بیتی میں فخریہ طور پر اس بات کا اعتراف کیا کہ تقسیم ہند کے دنوں میں اس نے ایک مسلم عورت کو شوٹ کر دیا تھا۔ ریاست اتر پردیش میں سرسوتی وندنا اور وندے ماترم کی لڑکھیاں، تارخ کی کتابوں کی اپنے مخصوص نظریات کے تحت ترتیب نو وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

یہ اجلاس گزشتہ نومبر میں نیشنل کونسل فار ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (NCERT) کی جانب سے جاری کردہ اسکولی تعلیم کے نصاب کا قومی خاکہ (National Curriculum Framework for School Education) کے بعض مشتملات پر بھی سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ خاکہ میں دیسی (Idigenous)، روایتی (Traditional) اور تمدنی (Civilisational) علوم پر جو ضرورت سے زیادہ زور دیا گیا ہے، اجلاس کو اندیشہ ہے کہ اس کے ذریعہ نظام تعلیم کو مخصوص مذہبی رنگ دینے کی راہیں ہموار ہوں گی۔

سنسکرت زبان پر حد سے زیادہ اصرار کو بھی اجلاس تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اجلاس کا احساس ہے کہ زندہ مادری زبانوں کو فروغ دیا جانا چاہیے۔ سنسکرت کو راست یا بالواسطہ طریقوں سے تھوپنے کی کوشش ملک کے ہمہ تہذیبی اور سماجی ڈھانچے کے لیے سخت مضر ثابت ہو سکتی ہے۔

ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے مادری زبان کی اہمیت مسلمات میں سے ہے، اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود اس نصابی خاکے میں جہاں مادری زبان اور علاقائی زبانوں میں فرق ہے ان ریاستوں کے لیے تیسرے درجے سے علاقائی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی سفارش کی گئی ہے، اس کا راست اثر اردو بولنے والوں پر پڑے گا اور یہ سفارش دستور میں دی گئی ضمانتوں کے خلاف ہے، اس لیے فی الفور اس کو واپس لیا جائے۔

اقدار کی تعلیم کی جو بات خاکہ میں کہی گئی ہے اس کے تعلق سے اجلاس یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر ضروری احتیاطی تدابیر اختیار نہ کی جائیں تو یہ فیصلہ مخصوص مذہب کے پرچار کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ اقدار کی تعلیم کے ذیل میں جو بھی فیصلے کیے جائیں اور جو نصاب تعلیم اور درسی مواد تیار کیا جائے، اسے مختلف مذہبی گروہوں کے معتبر افراد کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد

ہی نافذ کیا جائے۔ اجلاس کی سفارش ہے کہ مختلف مذاہب کے قابل اعتماد نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جس کی منظوری اقدار کی تعلیم اور مذہبی فلسفوں کی تعلیم سے متعلق فیصلوں کے نفاذ کے لیے ضروری ہو۔

جس جلد بازی میں طے شدہ اور روایتی طریقہ کار سے ہٹ کر اس خاکہ کو جاری کیا گیا ہے، اس سے بھی جاری کرنے والوں کے ارادے مشکوک ہو جاتے ہیں۔ اجلاس کی تشویش کا ایک بڑا سبب اس خاکے کے تیار کرنے اور اسے جاری کرنے والوں کے مخصوص تہذیبی نظریات ہیں جو اس سے قبل بھی ظاہر ہوتے رہے اور ابھی حالیہ دنوں وزارت کے جریدہ Journal of value Education کے مضامین میں بڑی وضاحت کے ساتھ ظاہر کیے گئے ہیں۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ وزارت اس خاکے پر نظر ثانی کرے اور اسے ہندوستان کی تمام تہذیبی اکائیوں کے لیے قابل قبول بنائے۔

اجلاس یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) کے اس حالیہ سرکلر کی بھی سخت مخالفت کرتا ہے، جس میں 'جیو تیر و گیان' اور 'وستو شاستر' کو یونیورسٹی کی سطح پر سائنسی مضامین کی حیثیت دینے کی بات کہی گئی ہے اور اس کے لیے UGC نے مالی امداد فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اجلاس کے لیے یہ امر بھی باعث حیرت ہے کہ کئی یونیورسٹیاں ان کورسز کو جاری کرنے کے لیے بے چین ہیں، بغیر اس کا خیال کیے کہ وہ کیا پڑھانے جارہی ہیں۔ اجلاس کا خیال ہے کہ اس طرح کے غیر مصدقہ علوم کو سائنسی مضامین کا درجہ دینے سے ہندوستان میں سائنس اور ہندوستانی یونیورسٹیوں کا وقار مجروح ہوگا۔

اجلاس کا یہ احساس ہے کہ ان اقدامات کے ذریعے حکومت درپردہ اپنے پوشیدہ ایجنڈے کو رو بہ عمل لارہی ہے۔ حکومت میں شریک دیگر جمہوری پارٹیوں سے اجلاس یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان باتوں کا فوراً نوٹس لیں اور حکومت کو ان اقدامات سے بعض رکھیں۔ یہ اجلاس امت مسلمہ اور اس کے قائدین سے بھی درخواست کرتا ہے کہ وہ بیدار مغزی کا ثبوت دیں اور اس سلسلے میں ضروری اقدامات کریں۔

تعلیمی نظام کو فرقہ پرستانہ رنگ دینے کی کوششیں

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۳ اگست ۲۰۰۱ء، حیدرآباد

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا محمد عبدالعزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب اعجاز احمد اسلم، مولانا محمد یوسف اصلاحی، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب الیس ایم ملک، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

قرارداد

”وزارتِ فروغ و مسائل انسانی“ اپنے مختلف اقدامات کے لیے تعلیمی نظام کو فرقہ پرست طاقتوں کے منصوبے کے مطابق ایک خاص تہذیبی و رجعت پسندانہ رنگ دینے کا جو کام کر رہی ہے، یہ اجلاس اس کو قابلِ مذمت اور ملک کی فلاح و سلامتی کے لیے انتہائی مضرت رساں قرار دیتا ہے۔ نصاب کی ترتیب نو، اخلاقی تعلیم کے نام پر ایک مخصوص کلچر کے فروغ، نصاب میں

جیوتروگیان، واستو جیسے غیر سائنسی مضامین کا اضافہ اور ایک خاص ذہنیت کے افراد کی تعلیمی میدان کے کلیدی مناصب پر تقرر یوں پر بجاطور سے ملک کے مختلف طبقوں کی جانب سے تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مختلف سیاسی پارٹیوں کے علاوہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں کے نمائندہ تعلیمی کانفرنس (منعقدہ ۲۱ جولائی ۲۰۰۱ء) نے وزارت مذکور کے اقدامات پر احتجاج کرتے ہوئے انہیں ناقابل قبول قرار دیا ہے۔ ماہرین تعلیم، ۱۱ ریاستوں کے وزرائے تعلیم، ممتاز دانشوروں اور سائنس دانوں نے تعلیمی نظام میں مجوزہ غیر معقول مضامین کی نصاب میں شمولیت کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ نے وزارت مذکور کے مجوزہ نصاب تعلیم کے اعلان کے فوراً بعد اپنے اجلاس منعقدہ اپریل ۲۰۰۱ء میں بھی ذمہ داران حکومت اور باشندگان ملک کو اس مسئلے کی جانب توجہ دلائی تھی لیکن یہ امر حیرت انگیز اور افسوس ناک ہے کہ حکومت اور وزارت تعلیم کے ذمہ داروں نے ان تمام تنقیدوں، مشوروں اور مظاہروں کے باوجود اپنی اس غلطی کی اصلاح کے لیے نہ کوئی قدم اٹھایا ہے اور نہ ہی اس جانب کسی ارادے کا اظہار کیا ہے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ نظام تعلیم کو ایک مخصوص تہذیبی رنگ دینے کی کوششیں فوری طور پر ترک کر دی جائیں اور اس کے بہ جائے مناسب تعلیمی نظام کو فروغ دیا جائے جو ملک کی تمام تہذیبی اکائیوں کے لیے قابل قبول ہو۔ یہ اجلاس ملک کے تمام باشعور شہریوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں تاکہ حکومت ان ناروا اقدامات سے باز رہے۔

دہشت گردی - ایک قابل مذمت حرکت

اجلاس منعقدہ: ۷ تا ۹ نومبر ۲۰۰۱ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرہاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مؤنس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر حسن رضا، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مدعوین خصوصی: ڈاکٹر کوثر یزدانی ندوی، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کی دانست میں دہشت گردی ایک قطعی ظالمانہ حرکت ہے۔ شوریٰ کا یہ اجلاس اسے ہر طرح قابل مذمت قرار دیتا ہے خواہ اس کا ارتکاب کسی فرد کی جانب سے ہو یا کسی جماعت یا حکومت کی جانب سے، بلا لحاظ اس کے کہ کس کے خلاف کیا گیا ہے۔ ناروا جذبات رکھنے والے کچھ افراد دہشت گردی کا جوڑ مذہب سے لگاتے ہیں حالانکہ مذہبی نقطہ نظر اس کا شدید مخالف ہے اور جہاں تک دین اسلام کا تعلق ہے اس کے نزدیک تو کسی ایک بے گناہ کا قتل تمام ہی نوع انسانی کا قتل ہے اور کسی ایک شخص کو بچا لینا گویا تمام

انسانوں کی حفاظت کے ہم معنی ہے۔

۱۱ ستمبر کا وہ حملہ جو امریکہ کے دو شہروں پر ہوا اس اجلاس کے نزدیک انتہائی قابل مذمت ہے اور جو افراد اس حملہ سے متاثر ہوئے ان کے خاندانوں کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کرتا ہے اور اس عمل کو نہایت ضروری خیال کرتا ہے کہ اس کی ذمہ داری سے متعلق ٹھیک ٹھیک تحقیق کی جائے تاکہ جو فی الواقع ذمہ دار ہوں انہیں قرار واقعی سزا دلائی جائے۔ اس اجلاس کے نزدیک یہ نہایت غلط اور غیر منصفانہ حرکت ہے کہ بغیر ثبوت کے کسی فرد یا افراد کے خلاف کارروائی کر ڈالی جائے۔ چنانچہ اس بنا پر امریکہ کا افغانستان پر حملہ یقیناً ایک قطعی بے جواز ظالمانہ اور دہشت گردانہ حرکت ہے جو ہر طرح قابل مذمت ہے، جہاں روزانہ بے گناہوں کی ہلاکتیں ہو رہی ہیں اور نہیں کہا جاسکتا کہ اس جارحیت کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔

شورلی کا یہ اجلاس امریکہ، اس کے حمایتیوں اور اقوام متحدہ سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ بے گناہ افغانیوں کے قتل و غارت کا سلسلہ فی الفور روکا جائے اور اس کے خلاف جو جنگ جاری ہے اسے بلا تاخیر بند کیا جائے تاکہ دوسرے بعض ملکوں میں امریکہ کی دھمکیوں کی وجہ سے عالمی سطح پر جس اضطرات و بے چینی کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے اس کا خاتمہ ہو سکے۔



انسدادِ دہشت گردی آرڈیننس

اجلاس منعقدہ: ۷/۹ تا ۹ نومبر ۲۰۰۱ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب صدیق حسن، جناب عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مدعوئین خصوصی: ڈاکٹر کوثریز دانی ندوی، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

حکومت ہند کی جانب سے انسدادِ دہشت گردی کے نام پر ۲۳ اکتوبر کو جو آرڈیننس جاری کیا گیا ہے جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس اس کو پارلیمانی روایات اور شہریوں کے بنیادی حقوق کو بری طرح متاثر کرنے والا سمجھتا ہے۔ عام طور پر آئین و قانون کے ماہرین اور دانش وروں نے بھی اس کے خلاف رائیں ظاہر کرتے ہوئے اسے ٹاڈا سے بھی زیادہ سخت قرار دیا ہے اور اپوزیشن پارٹیوں نے بھی رد عمل کی صورت میں اس کی مخالفت کی ہے۔

اس اجلاس کے نزدیک ملک کے عام قوانین پوری طرح اس قابل ہیں کہ اگر صحیح ذہن،

منصفانہ طرز عمل اور موثر تداویر سے کام لیا جائے تو حالات کو ٹھیک طور پر کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ غیر عادلانہ قوانین شہریوں کی جانب سے شدید رد عمل کا باعث ہوتے ہیں اور حکومت اور عوام کے درمیان نامطلوب کشمکش برپا ہو جاتی ہے جو کسی پہلو سے بھی ملک اور سماج کے لیے مفید نہیں ہوتی ہے۔ اس آرڈیننس میں یوں تو کئی چیزیں ہیں، جو عدل و انصاف کے نقطہ نظر سے کھٹک پیدا کرتی ہیں البتہ خاص طور پر درج ذیل نکات قابل توجہ ہیں:

۱- آرڈیننس کی مدت ختم ہونے کے بعد بھی تفتیش، قانونی کارروائی، جانبداری کی ضابطی کا اختیار بدستور حاصل رہے گا۔ گویا کہ آرڈیننس کے عمل کی مدت لامحدود ہے۔

۲- Unlawful Activities Act کے تحت کسی ادارے پر پابندی کے لیے Tribunal قائم کیا جاتا ہے جو پابندی کی صحت کے بارے میں سماعت کر کے پابندی کی صحت یا عدم صحت کے بارے میں رائے قائم کرتا ہے لیکن اس آرڈیننس کو اس سے محروم رکھا گیا ہے۔

۳- خصوصی عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ملزم اور اس کے وکیل کی غیر حاضری کی صورت میں بھی کارروائی جاری رکھ کر گواہوں کی شہادتیں درج کر سکتی ہے۔

۴- ادارہ کے ساتھ تعاون کرنے کا ارادہ بذات خود عمل دہشت گردی مانا جائے گا۔

جماعت کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ یہ آرڈیننس بلا تاخیر واپس لیا جائے اور ساتھ ہی اپوزیشن پارٹیوں کو بھی توجہ دلاتا ہے کہ وہ اس معاملے میں پوری سنجیدگی سے اپنی ذمہ داری ادا کریں۔



بے قصور مسلمانوں کی گرفتاری

اجلاس منعقدہ: ۲۰/۲۳ تا ۲۰/۲۳ اپریل ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، جناب ایس ایم ملک، مولانا محمد شفیع مونس،
مولانا محمد یوسف اصلاحی، مولانا محمد سراج الحسن، جناب اعجاز احمد اسلم، مولانا عبد
العزیز، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب کے اے صدیق حسن،
ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، ڈاکٹر احمد سجاد، انجینئر محمد سلیم،
ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر جاوید مکرم، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر
(قیم جماعت)

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب مجتبیٰ
فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی، جناب انتظار نعیم، ڈاکٹر نصرت اللہ خاں
آفندی، جناب محمد عبدالعزیز، جناب رفیق احمد۔

قرارداد

شوری کا یہ اجلاس ملک کے مختلف حصوں میں بے قصور مسلمانوں کی گرفتاری پر اپنے غم
وغصہ کا اظہار کرتا ہے۔ ”دہشت گردی“ کا خلاف واقعہ الزام لگا کر افراد کو گرفتار کر لیا جاتا ہے اور
پھر پولیس ایڈارسانی کے ذریعہ ان سے ناکردہ جرم کا اقبال کرا لیتی ہے۔ یوپی میں ہونے والی
گرفتاریاں اس کی تازہ مثال ہیں، جن پر مختلف سیاسی پارٹیوں نے احتجاج بھی کیا ہے۔

اس صورتِ حال پر مرکزی مجلس شوریٰ مطالبہ کرتی ہے کہ ملک کی مختلف ریاستوں میں مجبوس بے قصور افراد کو فوراً رہا کیا جائے۔ جہاں تک ریاست گجرات کا تعلق ہے بنرجی کمیشن تحقیق کے مطابق تو گودھرا کے واقعہ پر عائد کردہ حکومت کا الزام ہی بے بنیاد ہے جس کو جواز بنا کر گجرات میں بے قصور افراد کی پوٹا میں گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے۔ یہ اجلاس اس طرح کے غیر منصفانہ اقدامات کے خلاف مطالبہ کرتا ہے کہ پوٹا کے تحت زیر حراست تمام افراد کو فی الفور رہا کیا جائے۔



ممبئی کے بم دھماکے

اجلاس منعقدہ: ۲۰، ۲۱ جولائی ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ایچ عبدالرہیب، جناب کے اے صدیق حسن، انجینئر محمد سلیم اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مولانا محمد سراج الحسن اور ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی خرابی صحت، ڈاکٹر جاوید کرم صدیقی اپنی دیگر مصروفیات اور مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک ہونے کی بنا پر شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اشفاق احمد، جناب نصرت اللہ خاں آفندی، جناب انتظار نعیم، جناب محمد عبدالعزیز، جناب نصرت علی۔

جناب محمد احمد امیر حلقہ اتر پردیش (مغرب) اور مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی امیر حلقہ اتر پردیش (مشرق) نے بھی مدعو خصوصی کے طور پر اجلاس میں شرکت فرمائی۔

قرارداد

مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس حالیہ ۱۱ جولائی کے ممبئی کے بعض ٹرینوں

میں ہوئے ہم دھاکوں کی شدید مذمت کرتا ہے۔ جن میں لگ بھگ دو سو افراد ہلاک اور تقریباً چار سو افراد زخمی ہوئے ہیں۔ جو لوگ بھی ان دھاکوں کے ذمہ دار ہیں وہ یقیناً انسان دشمنی کی راہ پر گام زن ہیں۔ ملک کے مختلف گوشوں سے ابھرنے والی اس طرح کی تشدد پسندانہ حرکات سے متعلق ملک کی انتظامیہ اور اربابِ حل و عقد کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ ان واقعات کے اسباب اور پھر ان کے ازالے کے سلسلے میں نہایت سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کریں اور مجرمین کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حقائق سے باخبر نہ ہونے کے سلسلے میں سرکاری ایجنسیوں کی ناکامی کے باوجود بے گناہ مسلمان شہریوں کی گرفتاری اور انہیں بے وجہ ہراساں کرنے کی کارروائیوں کو تشریح کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور مرکزی حکومت اور مہاراشٹر کی ریاستی سرکار کو متوجہ کرتا ہے کہ اس طرح کے افسوس ناک واقعات کو بنیاد بنا کر فرقہ پرست عناصر، مسلمانوں کے خلاف فضا کو نفرت آلود کرنے کا جو گھناؤنا پروپیگنڈا کر رہے ہیں اس کا سنجیدگی سے نوٹس لے۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ان انسانیت دوست کوششوں کی ستائش کرتا ہے جو دھاکوں کے متاثرین کی خدمت اور ریلیف کے سلسلے میں انجام دی گئیں۔ اجلاس اس سلسلے میں خاص طور پر جماعت اسلامی ہند مہاراشٹر اور اس کے کارکنوں کی خدمات پر اللہ کا شکر بجالاتا ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مرکزی حکومت کو توجہ دلاتا اور پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ کسی فرد یا تنظیم کو ثبوت کی فراہمی سے پہلے ہی امورِ الزام قرار دینے کا پولس جو رویہ اختیار کیے ہوئے ہے اس سے اسے سختی کے ساتھ روکے اور اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کے سلسلے میں وہ صاف ذہن اور فرض شناسی کا ثبوت دے۔



مسلمانوں پر دہشت گردی کا الزام

اجلاس منعقدہ: ۱۷ تا ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس امین الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب سید سعادت اللہ حسینی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

مدعوین خصوصاً: جناب محمد اشفاق احمد، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اقبال ملّا۔

جناب مجتبیٰ فاروق درمیان کے دوروز اجلاس میں شریک رہے۔

قرارداد

امریکہ اور مغرب نے وارا گینسٹ ٹیرر (دہشت گردی کے خلاف اعلان جنگ) کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو جنگ چھیڑ رکھی ہے ایسا لگتا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی اس کی اندھی تقلید کی جا رہی ہے۔ دہشت گردی کا واقعہ جہاں کہیں ہو اس کا تعلق فوراً ہی مسلمانوں

سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ خفیہ ایجنسیاں اور پولیس بغیر کسی تحقیق کے غیر ذمہ دارانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے میڈیا کے سامنے رائے زنی کرنے لگتے ہیں۔ حملہ چاہے مسجد پر ہو یا قبرستان پر، درگاہ پر ہو یا ملک کی پارلیمنٹ پر، ہر واقعہ کو مسلمانوں سے نتھی کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی مقامی مسلم تنظیم کے ساتھ ساتھ سرحد پار کی عسکریت پسند تنظیموں سے ان کا تعلق جوڑ دیا جاتا ہے اور اس کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس غیر ذمہ دارانہ روش کا سختی سے نوٹس لیتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس طرز عمل کی فی الفور اصلاح کرے اور ایجنسیوں کو پابند کرے کہ وہ عدالت سے جرم ثابت ہونے سے پہلے رائے زنی سے احتراز کریں۔ اس گم راہ کن پروپیگنڈا اور غیر ذمہ دارانہ طرز فکر و عمل نے پوری مسلم امت کو شکوک و شبہات کے دائرے میں لاکھڑا کیا ہے جو کسی بھی طرح ملک کے لیے فال نیک نہیں ہے۔

یہاں یہ بات بھی نوٹ کی جانی چاہیے کہ دہشت گردی کے متعدد معاملات میں جن مسلم نوجوانوں کو ملوث کیا جاتا ہے ان میں سے اکثر کی بے گناہی عدالت سے ثابت ہو جاتی ہے لیکن ان کی زندگی کے بیش قیمت سال جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزر چکے ہوتے ہیں اور ان کی پیشانیوں پر ہمیشہ کے لیے دہشت گردی کا غلط لیبل لگ چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی انتہائی تشویش ناک اور قابل مذمت ہے کہ اگر کسی دہشت گردی کے معاملہ میں (مثلاً ناٹڈیر مہاراشٹر) جب کسی فسطائی اور فرقہ پرست تنظیم کا کوئی شخص یا اشخاص ملوث پائے جاتے ہیں تو ان پر معمولی دفعات لگا کر انہیں ضمانت پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور میڈیا بھی اس طرح کے واقعات کو دبا دیتا ہے۔ پولیس اور انتظامیہ کا یہ طرز عمل دوہرے رویہ اور متعصبانہ روش کا غماز ہے۔ فی الفور اس کو تبدیل کیا جانا چاہیے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس بات کا بھی سختی سے نوٹس لیتی ہے اور اس کی مذمت کرتی ہے کہ بعض اخبارات بے بنیاد اطلاعات کا سہارا لے کر جماعت اسلامی ہند کے متعلق بھی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جماعت اسلامی ہند ایک دستوری تنظیم ہے، جس کے دستور میں بہت وضاحت کے ساتھ اس امر کی صراحت موجود ہے کہ اس کا طریقہ کار پرامن، آئینی، تعمیری اور جمہوری اقدار کا پابند ہوگا اور وہ ہر اس طریقہ سے اجتناب کرے گی

جس سے طبقاتی و فرقہ وارانہ کشمکش، بد امنی اور فساد فی الارض رونما ہوتا ہو۔
 اسی طرح دہشت گردی کے تانے بانے دیگر مسلم تنظیموں سے جوڑنے کی کوشش بھی
 اسی متعصبانہ روش کی غماز ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ حکومتی
 مشنری، پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کی جانب سے ہونے والی بے اعتدالیوں پر فی الفور روک لگائے
 اور ملک کو بد امنی، انارکی اور فرقہ وارانہ کشمکش کی طرف جانے سے روکے۔



تخریب کاری اور دہشت گردی

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمد جعفر، جناب سید غلام اکبر، مولانا محمد سراج الحسن، جناب ایچ عبدالرقيب، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ایس امین الحسن، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

انجینئر محمد سلیم اور سید سعادت اللہ حسینی اجلاس میں دوسرے دن سے شریک رہے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اپنی علالت اور جناب اعجاز احمد اسلم بچی کی شادی میں مصروفیت کے باعث اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

مدعوین خصوصاً: جناب محمد اشفاق احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب سید عبدالباسط انور، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک میں بڑھتی ہوئی تخریب کاری، بم دھماکوں اور تشدد کے دیگر واقعات کو تشریح کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ان کی پرزور مذمت کرتی ہے۔ یہ تخریبی اور پر تشدد واقعات انتہائی افسوس ناک اور فوری طور پر اصلاح طلب ہیں اور ان میں بے گناہ افراد کی ہلاکت اور ان کے خاندانوں پر پڑنے والی آزمائش انتہائی فکر مندی

کا باعث ہے۔ مجلسِ شوریٰ یہ ضروری سمجھتی ہے کہ ان واقعات کی دیانت دارانہ اور غیر جانب دارانہ تحقیق کرائی جائے اور ایسی مؤثر حکمت عملی اختیار کی جائے، جس سے ان واقعات کو روکا جاسکے۔

مجلسِ شوریٰ کے نزدیک یہ انتہائی تشویش کی بات ہے کہ بلا کسی تحقیق اور ثبوت کے ان واقعات کے فوراً بعد پولیس اور انتظامیہ مسلمانوں کو ذمہ دار قرار دے دیتی ہے اور میڈیا ان کی نہ صرف تائید کرتا ہے بلکہ مبالغہ کے ساتھ پولیس کے بے بنیاد الزامات کو عوام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس کے بعد بے گناہ افراد کو بڑی تعداد میں گرفتار کیا جاتا ہے، مسلم آبادیوں کو خوف و ہراس میں مبتلا کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو تخریب کار ٹھہرانے کی مہم شروع کر دی جاتی ہے اور یہ بلا کسی ثبوت کے ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ عالمی اثرات کے تحت کیا جا رہا ہے۔ اس صورتِ حال نے مسلمانوں میں بھی اشتعال اور بے چینی کی کیفیات پیدا کی ہیں اور دوسری طرف ملک کے عوام کے باہمی تعلقات میں تلخی اور دوری بھی ہوئی ہے۔ اگر اس صورتِ حال پر جلد قابو پانے کے لیے معقول اقدامات نہ کیے گئے تو انتشار پسند قوتوں کو بڑھاوا ملے گا۔

اجلاسِ حکومتِ ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ غیر جانب دارانہ تحقیقات کے ذریعے حقیقی مجرموں کا پتہ لگایا جائے اور ان کو سزا دی جائے۔ بے قصور افراد کو بلاتناخیر رہا کیا جائے۔ یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ پولیس، سپریم کورٹ کی جانب سے گرفتار شدگان کے جبراً حاصل کیے گئے اقراری بیانات شائع کیے جا رہے ہیں، یہ قانون اور ضابطوں کی صریح خلاف ورزی ہے، اس سلسلہ کو فی الفور روکا جانا چاہیے۔ اجلاسِ مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مایوسی اور اشتعال کے بغیر اللہ کی طرف رجوع کریں، اپنے دین و ایمان پر استقامت کے ساتھ جم جائیں، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور تمام انصاف پسند حلقوں کو ساتھ لے کر ہر قسم کی ظلم و زیادتی کا مقابلہ کریں۔ اس صورتِ حال پر بعض سیاسی پارٹیوں اور انصاف پسند حلقوں نے بھی احتجاج کیا ہے۔

دہشت گردی کے نام پر مسلمانوں کی گرفتاری

اجلاس منعقدہ: ۱۲ تا ۱۵ اپریل ۲۰۱۲ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب مجتبیٰ فاروق اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ جناب سید سعادت اللہ حسینی اپنی دفتری مصروفیات کے باعث دوسرے دن سے اجلاس میں شریک ہوئے۔ جناب ایس امین الحسن فلائٹ میں تاخیر کی وجہ سے اجلاس کی پہلی نشست میں شرکت نہ کر سکے۔ جناب ٹی عارف علی اپنی بچی کی شادی کی مصروفیات کے باعث صرف پہلے دو روز کارروائی میں شریک ہوئے۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ دہشت گردی کے نام پر مسلم نوجوانوں کی غیر قانونی حراست، اغوا، فرضی انکاؤنٹر،

مسلم مملوں اور گھروں پر چھاپوں، گرفتاریوں، دوران حراست زد و کوب، گرفتار شدگان پر سنگین دفعات کے تحت مقدمات کی بھرمار، ایک ایک مقدمہ میں سینکڑوں جعلی گواہوں کا کھڑا کیا جانا اور کئی کئی ہزار صفحات پر مشتمل چارج شیٹ کا جو سلسلہ 9/11 کے بعد این ڈی اے حکومت کے دور میں شروع ہوا تھا، وہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے۔ جب کہ اس دوران میں کئی مسلم نوجوانوں کو عدالت نے جرم ثابت نہ ہونے پر باعزت بری کر دیا ہے، تاہم ان کی زندگی کے کئی قیمتی سال قید و بند کی نظر ہو کر برباد ہو گئے، نیز ان کو اور ان کے اہل خانہ کو دہشت گردی کے بدنام داغ اور میڈیا کی کردار کشی کی پاداش میں عوامی نفرت، سماجی بائیکاٹ اور معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

مجلس شوریٰ کو توقع تھی کہ ہندو تو دہشت گردی کے بے نقاب ہو جانے کے بعد مسلمانوں کی بے جا گرفتاریوں اور ان پر الزام تراشیوں کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ تاہم ایک چھوٹے سے وقفہ کے بعد پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کی زیادتیاں از سر نو شروع ہو گئی ہیں۔ دوسری جانب ہندو تو دہشت گردی کے معاملات سے صرف نظر کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ سوامی ایسمانندی چارج شیٹ میں آرائیں ایس کے جن افراد کو نامزد کیا گیا ہے ان کو اب تک گرفتار نہیں کیا گیا۔

مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ اسلام پسند طلبہ و نوجوانوں کی تنظیم سیمی (SIMI) اس بلا جواز لگاتار پابندی، غیر قانونی سرگرمیوں کا قانون (UAPA) کا نفاذ اور انڈین مجاہدین نامی فرضی تنظیم کا حوالہ دراصل اس سرکاری دہشت گردی کو جواز فراہم کرنے کا بہانہ ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ اس تکلیف دہ حقیقت پر بھی انتہائی افسوس اور دکھ کا اظہار کرتی ہے کہ ہمارا نیشنل میڈیا، پولس اور خفیہ ایجنسیوں کی من گھڑت کہانیوں کی بلا تحقیق اشاعت کر کے بلکہ اکثر اوقات انہیں مزید بڑھا چڑھا کر بیان کر کے ملک کے ایک بڑے طبقہ کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کا گھناؤنے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ لیکن جب یہ نوجوان عدالتوں کے ذریعے معصوم اور بے گناہ ثابت ہو کر جیل سے باہر آتے ہیں تو میڈیا کو اپنے سابقہ رویہ پر کوئی ندامت نہیں ہوتی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مرکزی حکومت اور صوبائی

حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ:

۱- انسداد دہشت گردی کے نام پر بے گناہ مسلمانوں کی گرفتاریوں کے سلسلہ کو فی الفور بند کریں۔

۲- جو مسلمان اس وقت زیر حراست ہیں اور جنہیں دہشت گردی کے متعدد جھوٹے مقدمات میں پھنسا یا گیا ہے، فاسٹ ٹریک عدالتیں قائم کر کے ان کے مقدمات جلد از جلد فیصلہ کرائے جائیں۔ دریں اثنا انہیں ضمانت پر رہا کیا جائے۔

۳- جو افراد عدالتوں کے ذریعے باعزت بری کیے جا چکے ہیں، حکومت انہیں بھرپور معاوضہ کے ساتھ ہرجانہ ادا کرے اور ان کی باز آباد کاری کے ٹھوس اقدامات کرے۔ نیز ان پولیس افسران کے خلاف قانونی کارروائی کرے، جنہوں نے ان پر فرضی مقدمات قائم کر کے انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

۴- دہشت گردی کے تمام بڑے معاملات کی اعلیٰ سطحی جانچ کے لیے ایک جوڈیشیل کمیشن قائم کیا جائے۔ نیز دہشت گردی سے متعلق تمام معاملات پر مرکزی و ریاستی حکومتیں قرطاس ابیض شائع کریں۔

۵- غیر قانونی سرگرمیوں کے قانون (UAPA) کو کالعدم قرار دیا جائے جو ملک میں حقوق انسانی کی پامالی اور حکومتوں اور پولیس کی ظالمانہ اور غیر منصفانہ کارروائیوں کی پناہ گاہ بنا ہوا ہے۔ بالخصوص جب سے اس میں پوٹا کی تمام سخت دفعات کو شامل کر کے ایک سیاہ قانون میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

۶- غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں کے دفاتر کو فی الفور بند کیا جائے اور انسداد دہشت گردی کے نام پر غیر ملکی خفیہ ایجنسی یا ایجنسیوں کو ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا موقع نہ دیا جائے۔ اس غیر دانش مندانہ طرز عمل سے ہماری حکومت ملکی سلامتی کے لیے خطرہ پیدا کر رہی ہے۔

انسدادِ دہشت گردی سینٹر (NCTC)

اجلاس منعقدہ: ۱۲ تا ۱۵ اپریل ۲۰۱۲ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب مجتبیٰ فاروق اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ جناب سید سعادت اللہ حسینی اپنی دفتری مصروفیات کے باعث دوسرے دن سے اجلاس میں شریک ہوئے۔ جناب ایس امین الحسن فلائٹ میں تاخیر کی وجہ سے اجلاس کی پہلی نشست میں شرکت نہ کر سکے۔ جناب ٹی عارف علی اپنی بچی کی شادی کی مصروفیات کے باعث صرف پہلے دو روز کارروائی میں شریک ہوئے۔

قرارداد

انسدادِ دہشت گردی کے لیے وزارتِ داخلہ کے تحت انسدادِ دہشت گردی سینٹر (NCTC) کے قیام کو مرکزی مجلس شوریٰ تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

مجوزہ سینٹر، اٹیلی جینس بیورو (IB) کو ایک طرف غیر معمولی اختیارات سے لیس کرتا ہے اور دوسری طرف اس کی جواب دہی بھی طے نہیں کرتا۔ مسئلہ صرف ریاستوں کے اختیارات

میں مداخلت کا نہیں ہے بلکہ اس سینٹر کے ذریعہ مرکزی حکومت کو غیر معمولی اختیارات سے لیس کرنے کا ہے، جسے وہ انٹیلی جنس ایجنسی (IB) کے ذریعے استعمال کرے گا۔ اندیشہ ہے کہ اس سے شہری اور انسانی حقوق بڑے پیمانے پر متاثر ہوں گے۔ چنانچہ ملک کے متعدد انصاف پسند شہریوں اور حقوق انسانی کے کارکنوں نے بھی اس سینٹر کی مخالفت کی ہے۔

مجوزہ سینٹر کے ذریعہ آئی بی (IB) کو خفیہ اطلاعات جمع کرنے، اس سے آگے بڑھ کر تلاشی لینے، جانیدادیں ضبط کرنے، دوسری خفیہ ایجنسیوں سے معلومات حاصل کرنے اور اسپیشل فورسز کے ذریعے اپنے احکامات پر عمل درآمد کرانے جیسے وسیع اختیارات دے دیے گئے ہیں۔ دوسری جانب خود آئی بی کسی آئینی ادارہ کے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ اس سلسلے کی ایک پی آئی ایل کرناٹک ہائی کورٹ میں زیر بحث بھی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آئی بی کی قیام اور اس کو دیے گئے اختیارات کسی آئینی ضابطے کے تحت نہیں ہیں اور نہ ہی آئی بی کسی آئینی ادارہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ لہذا ایک ایسی ایجنسی کو پولیس کے اختیارات بھی دے دینا سے ایک راکشس بنا دینا ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ اس بات کو واضح کر دینا چاہتی ہے کہ وہ آئی بی ہی تھی جس کی بے بنیاد اطلاعات کی بنیاد پر ملک کی متعدد ریاستوں میں بے گناہ مسلم نوجوانوں کو دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کیا گیا، جن میں سے متعدد کو عدالتوں نے بے گناہ پا کر بعد میں رہا کر دیا۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ جس طرح ماضی میں دہشت گردی کے نام پر بننے والے سیاہ قوانین (ٹاڈا، پوٹا، ملوکا اور UAPA) کا استعمال بالعموم کم زور طبقات اور بالخصوص مسلمانوں کے خلاف کیا گیا۔ اسی طرح اس سینٹر کے ذریعہ بھی نزلہ عضو ضعیف یعنی مسلمانوں پر ہی گرے گا۔ مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ ملک کے عام قوانین (C.P.C.) میں پولیس کے پاس جو اختیارات ہیں وہ ہر قسم کے لائینڈ آرڈر سے نمٹنے کے لیے کافی ہیں۔ لہذا انسداد دہشت گردی کے لیے نہ کسی قانون کی ضرورت ہے اور نہ کسی سینٹر ہی کی۔ چنانچہ مرکزی مجلس شوریٰ حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ سینٹر کے قیام کی اپنی اس تجویز کو واپس لے کر مسلمانوں اور انصاف پسند شہریوں کی تشویش کو رفع کرے۔

فسادات

جسٹس ناناوتی کمیشن کی رپورٹ

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرا: جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمد جعفر، جناب سید غلام اکبر، مولانا محمد سراج الحسن، جناب ایچ عبدالرقيب، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ایس امین الحسن، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

انجینئر محمد سلیم اور جناب سید سعادت اللہ حسینی اجلاس میں دوسرے دن سے دونوں روز شریک رہے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اپنی علالت اور جناب اعجاز احمد اسلم بچی کی شادی میں مصروفیت کے باعث اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب سید عبدالباسط انور، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

جماعت کا یہ اجلاس گودھرا کے افسوس ناک واقعہ اور گجرات فساد ۲۰۰۲ء پر جسٹس ناناوتی کمیشن کی رپورٹ کی پہلی قسط کو انتہائی افسوس ناک اور ناقابل اعتبار قرار دیتے ہوئے اسے

یکسر مسٹر دکرتا ہے۔ اس رپورٹ میں گودھرا کے واقعہ کے تعلق سے احمد آباد فارنسک لیباریٹری کی دریا فتوں (Findings) اور جسٹس ایم سی بنرجی کمیٹی کے مشاہدات کو یکسر نظر انداز کر کے فساد یوں کے بیانات اور جھوٹے گواہوں کی بنیاد پر انتہائی غلط اور جانب دارانہ نتیجہ اخذ کر کے گودھرا کے بے گناہ مسلمانوں کو اس واقعہ میں ملوث دکھایا گیا ہے۔ جسٹس ناناوتی کی اس رپورٹ نے جس طرح موڈی سرکار، فسطائی قوتوں اور فساد یوں کو اس بھیانک قتل و عارت گری اور بدترین نسل کشی کے الزامات سے بچانے کی کوشش کی ہے وہ حد درجہ افسوس ناک اور عدل و انصاف کے تقاضوں کے یکسر خلاف ہے۔ چند ماہ قبل تہلکہ میگزین نے اسٹنگ آپریشن کے ذریعہ نہ صرف فساد یوں کے چہروں اور ان کے اقبالیہ بیانات کو بے نقاب کیا تھا بلکہ حکومت کے دکلا اور اٹارنی جنرل کے جن بیانات کو منظر عام پر لایا گیا تھا اس نے پہلے ہی اس کمیشن کے کردار پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا تھا۔ جسٹس شاہ اور جسٹس ناناوتی جیسے جج صاحبان پر مشتمل اس کمیشن سے ویسے بھی کسی خیر کی توقع نہیں کی جاتی تھی۔ ملک کی بعض انصاف پسند شخصیات جن میں نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن کے سابق چیئرمین جناب جسٹس جے ایس ورما اور جناب کلدیپ نیر بھی شامل ہیں، نے بجا طور پر اس رپورٹ کو جانب دارانہ اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔

جماعت کا یہ اجلاس بجا طور پر توقع رکھتا ہے کہ ملک کے عوام اور تمام انصاف پسند قوتیں اس جانب دارانہ اور گم راہ کن رپورٹ کو یکسر مسٹر دکردیں گی اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ گودھرا کے افسوس ناک واقعہ اور ۲۰۰۲ء کے فسادات کی تحقیقات یا توسی بی آئی کے حوالے لکرے یا اس کے لیے مرکزی سطح کا ایک جوڈیشیل انکوائری کمیشن قائم کرے۔



آسام اور ملک کی متعدد ریاستوں میں ہونے والے اقلیت دشمن فسادات

اجلاس منعقدہ: مورخہ ۱۰ تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شُرکاء: جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبد اللہ، ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمد جعفر، جناب سید غلام اکبر، مولانا محمد سراج الحسن، جناب ایچ عبد الرقیب، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ایس امین الحسن، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔
انجینئر محمد سلیم اور جناب سید سعادت اللہ حسینی اجلاس میں دوسرے دن سے دونوں روز شریک رہے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اپنی علالت اور اعجاز احمد اسلم بچی کی شادی میں مصروفیت کے باعث اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب سید عبد الباسط انور، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

اڑیسہ، آسام، کرناٹک، مہاراشٹر، راجستھان، مدھیہ پردیش اور آندھرا پردیش وغیرہ

کے حالیہ اقلیت مخالف فسادات کو یہ اجلاس انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ریاستی و مرکزی حکومتوں کی غیر ذمہ دارانہ غفلت اور اپنے فرائض سے کوتاہی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ عیسائیوں پر اڑیہ اور کرناٹک میں جس بربریت کا مظاہرہ ہوا ہے، جس میں افراد کو زندہ جلانا اور خواتین کی آبروریزی اور عبادت گاہوں کی بے حرمتی شامل ہیں وہ ہندوستان جیسے ملک کے کردار پر ایک بدنما داغ ہیں۔ کم و بیش ایسی ہی صورت حال سے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دوچار ہوئی ہے۔ ان تمام فسادات میں یہ بات یکساں ہے کہ ریاستی حکومتوں نے بگڑتے ہوئے حالات کا کوئی صحیح نوٹس نہیں لیا، شہر پسند عناصر کو ظالمانہ حرکات سے روکنے کی کوئی معقول کوشش نہیں کی، جن کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں برابر جاری رہا۔ اکثر مقامات پر پولیس خاموش تماشائی بنی رہی یا بلوائی کا ساتھ دیتی نظر آئی۔ مرکزی حکومت نے اس ساری صورت حال کو انتہائی لاپرواہی کے ساتھ نظر انداز کیا اور بعض رسمی اعلانات و اقدامات کے علاوہ کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا۔ نتیجتاً ملک کے حالات خراب تر ہو رہے ہیں اور باشندگان ملک کے مختلف گروہوں کے درمیان خلیج بڑھتی جا رہی ہے۔ صورت حال پر قابو پانے کے لیے نہایت ضروری ہے کہ دردمند اور منصف مزاج شہری آگے بڑھیں اور پولس، انتظامیہ، حکومت اور میڈیا کو آمادہ کیا جائے کہ وہ ملک میں امن و آشتی کا ماحول بحال کرے، سب کے ساتھ انصاف کیا جائے، قانون کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے اور باہمی بے اعتمادی کی فضا کو ختم کیا جائے۔

یہ اجلاس مرکزی و ریاستی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام فساد یوں کو بلا امتیاز قانون کے مطابق قرار و واقعی سزا دلانے اور جو بے قصور ہوں ان کو بلا تاخیر رہا کیا جائے، متاثرین و مظلومین کی بازآباد کاری کا معقول نظم کیا جائے، پولیس اور انتظامیہ کے فرض شناس عناصر کو سزا دی جائے اور میڈیا کو اشتعال انگیزی سے روکا جائے اور انہیں حدود و قیود کا پابند بنایا جائے۔

ان فسادات کے ہلاک شدگان کے خاندانوں کے ساتھ یہ اجلاس اظہار ہمدردی کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انہیں معقول معاوضہ فراہم کرے۔

آسام کے فسادات

اجلاس منعقدہ: ۳۰ نومبر تا ۳ دسمبر ۲۰۱۲ء، کوزی کوڈ، کیرلا

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب کے اے صدیق حسن،

جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ

عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی،

جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب سید سعادت

اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب ایس ایم ملک اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر محمد

عبدالحق انصاری کی رحلت کی وجہ سے ایک نشست خالی ہو گئی تھی۔

قرارداد

آسام اودھی ندیوں، سرخ پہاڑوں اور چائے کے باغات کی ریاست کی حیثیت سے جانا جاتا تھا مگر نسل کشی، مسلم دشمنی، تشدد، خوف اور غیر یقینی فضا اب اُس کی شناخت بنتی جا رہی ہے۔ حال ہی میں لو کوکرا جھار اور چرنگ وغیرہ میں مسلمانوں کا قتل عام اور انہیں ان کے گھروں سے نکالا جانا انتہائی شرم ناک واقعہ ہے اور اس پر مزید ستم ظریفی یہ کہنا کہ یہ ہندو مسلم فسادات ہیں اور اس کے ذمہ دار بنگلہ دیشی گھس پٹھیوں کو قرار دینا عذر گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ نسل کشی اور شہری حقوق سے محروم کرنے کے ان نئے نئے طریقوں کی مذمت کرتی ہے۔ فاشٹ قوتوں نے فرقہ وارانہ فسادات کرائے، پھر مسلم نوجوانوں پر دہشت گردی کے ہولناک الزامات لگائے گئے، مگر جب عدالتوں نے انہیں بے گناہ قرار دینا شروع کیا تو اب ایک اور حربہ آزما یا جا رہا ہے کہ ان کی شہریت ہی کو مشکوک قرار دیا جا رہا ہے۔ مرکزی شوریٰ کا یہ اجلاس اس رجحان کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور سخت ترین الفاظ میں اس جھوٹ کی مذمت کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بنگلہ بولنے والے مسلمانوں کو انگریزوں نے آج سے 150 سال قبل چائے کے باغات کے Revenue کو بڑھانے کے لیے وہاں لے جا کر بسایا۔ اب پانچ چھ نسلیں گزر چکی ہیں۔ انہیں بنگلہ دیشی گھس پیٹھے قرار دیا تو ہندوستان کی تاریخ سے ناواقفیت ہے یا دیدہ و دانستہ بے شرمی کے ساتھ کذب و افتراء سے عوام کو گم راہ کرنے کی کوشش ہے۔ بوڈو کے ساتھ ایک ناانصافی یہ ہوئی تھی کہ انہیں ان کے حقوق سے ایک زمانہ تک محروم رکھا گیا۔ اب ناانصافی کی دوسری انتہا یہ ہے کہ BTAD بنا کر ان ضلعوں کو اس میں شامل کیا گیا جہاں ان کی اکثریت نہیں ہے۔ اپنی اکثریت بنانے کی آسان مگر شرم ناک ترکیب فاشٹ قوتوں نے انہیں یہ بھجائی کہ مسلمانوں کو ان کے آبائی وطن سے مار بھگا دیں۔ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں چار لاکھ سے زائد مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکال دیا جانا ایک اندوہ ناک واقعہ ہے اور اجلاس یہ محسوس کرتا ہے کہ بوڈو کو اس درندگی کے لیے ریاستی و مرکزی حکومت کی خاموش تائید حاصل ہے۔

بنگلور اور جنوبی ریاستوں سے شمالی مشرقی عوام کا بڑی تعداد میں بھاگ کھڑے ہونے کا واقعہ افسوس ناک اور ہمارے ملک کی شاندار رواداری کی تہذیب پر ایک دھبہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ SMS کی مہم سے یہ سیلاب امنڈ آیا۔ خوف و دہشت پیدا کرنے، جھوٹ بولنے اور اسے عام کرنے کا ملکہ یہاں کی بعض ان پارٹیوں کا حاصل ہے جو نفرت پھیلا کر عوام میں دوریاں پیدا کر کے اپنی سیاسی ترقی کی سیڑھیاں چڑھتی رہی ہیں۔ مگرستم ظریفی یہ کہ میڈیا نے اس کا الزام اس امت کے سر تھوپ دیا جو پہلے سے دہشت گردی کے الزام میں پھنسی ہے۔ یہ اجلاس انصاف پسند عوام سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس طرح کی افواہوں کو نہ پھیلائیں اور اصل قوتوں کو پہنچائیں جو انسانوں کو مذہب، رنگ، نسل، علاقوں اور زبان کی بنیاد پر تقسیم کرتی رہتی ہیں۔

شورلی کا یہ اجلاس مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

- (۱) آسام میں BTAD کے معاہدے میں شامل نا انصافیوں کے ازالے کے لیے قانونی ترمیم کر کے بوڈوز اور مسلمانوں کے حقوق کو محفوظ اور یقینی بنایا جائے۔
 - (۲) آسام کے مسلمانوں کو بالخصوص اور عام مسلمانوں کے ایک طبقہ کو بنگلہ دیشی قرار دیے جانے کی ناپاک مہم پر روک لگائی جائے اور مہاجرت کے مسئلے پر حتمی قانون سازی کر کے مستقلاً اس ایشو کو منطقی نتیجے تک پہنچایا جائے۔
 - (۳) بوڈو دہشت گردوں سے ہتھیار واپس لیے جائیں، مسلمانوں کے جینے کا حق بحال کیا جائے اور خوف و دہشت کی فضا ختم کی جائے۔
 - (۴) اس طرح کے واقعات کو مستقبل میں ہونے سے روکنے کے لیے پولیس ری فارم بل سفارشات کو رو بہ عمل لایا جائے۔ فرقہ وارانہ فسادات بل پاس کیا جائے اور اس طرح بے حسی برتنے والی تمام ریاستی حکومتوں کی سرزنش کی جائے۔
- آسام اکارڈ کی روشنی میں مسئلہ مہاجرت حل کیا جائے۔ IMBT ایکٹ لایا جائے۔



انسدادِ فرقہ وارانہ فسادات بل

اجلاس منعقدہ: ۱۳ تا ۱۸ اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملا، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ مجوزہ انسدادِ فرقہ وارانہ فسادات بل اپنے مقصد میں بری طرح ناکام ہے۔ مجلس شوریٰ کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ مقامی انتظامیہ اور پولیس کو بغیر کسی جواب دہی کے غیر معمولی اختیارات کا دیا جانا اقلیتوں اور کم زور طبقات کے لیے سخت نقصان دہ ثابت ہوگا۔

شوریٰ کا مطالبہ ہے کہ حکومت اس بل کے سلسلے میں مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں اور دیگر متاثر طبقات کی نمائندہ تنظیموں اور رہنماؤں سے ڈائیلاگ کرے اور ان کے مشوروں اور

تجاویز کی روشنی میں از سر نو اسے مرتب (Redraft) کرے۔

شورئی کا مطالبہ ہے کہ اس بل میں پولیس کو جواب دہ بنایا جائے۔ اگر فسادات کے کنٹرول میں پولس اور مقامی انتظامیہ ناکام ہو تو اس کے خلاف مناسب تادیبی کارروائی کی جائے۔ ریلیف اور معاوضہ کے سلسلے میں یکساں رویہ اختیار کیا جائے۔ فسادات کے انسداد کے لیے Anti Riot force بنائی جائے جس میں مسلمانوں، دیگر اقلیتوں اور مظلوم طبقات کی معقول نمائندگی ہو۔

شورئی یہ واضح کرتی ہے کہ اگر اقلیتوں کے مشوروں اور تجاویز کو اس بل میں شامل نہ کیا گیا تو ایسی صورت میں یہ بل مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہوگا۔



ملی مسائل اور ہماری ذمہ داریاں

مسلمی اختلافات

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۳ اگست ۲۰۰۱ء، حیدرآباد

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبد العزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب اعجاز احمد اسلم، مولانا محمد یوسف اصلاحی، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب ایس ایم ملک، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

قرار داد

مسلمانوں میں بعض اطراف سے مسلمی اختلافات کا جس انداز میں اظہار ہو رہا ہے، یہ اجلاس اسے انتہائی نامناسب اور ملت کے لیے سخت مضرت رساں قرار دیتا ہے۔ اجلاس یہ یاد دلاتا ہے کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کی بنیاد ان کا دین اور اس کے بنیادی ماخذ ”قرآن و سنت“ ہیں، مسالک دین کے تابع ہیں۔ مزید برآں اسلامی تعلیمات مسلمانوں کو سبسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند متحد رہنے کی تلقین کرتی ہیں اور خدانخواستہ کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو اس کے لیے مصالحت کی تلقین کرتی ہیں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مسلمانوں خصوصاً ان مختلف مکاتب فکر و مسالک کے نمائندوں سے درد مندانہ اپیل کرتا ہے کہ ان واضح اسلامی ہدایات کی روشنی میں اظہار اختلاف کے نامناسب انداز ترک کر دیں۔ حالات کے تقاضوں پر نگاہ رکھتے ہوئے اپنے دین کی بنیاد پر پوری یکسوئی کے ساتھ ملی اتحاد و اتفاق کی راہ اختیار کریں۔

اوقاف کا تحفظ

اجلاس منعقدہ: ۲۸ تا ۳۱ مئی ۲۰۱۱ء، سلطان ہتیری، ضلع ویناڈ، کیرلہ

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شمرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق اور جناب نصرت علی (قیم جماعت) مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

مدعوئین خصوصی: محترمہ عطیہ صدیقیہ، محترمہ کے کے فاطمہ زہرہ۔

قراردادیں

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس وقف جائیدادوں پر حکومت، دیگر سرکاری وغیر سرکاری اداروں اور افراد کے ناجائز قبضوں اور تصرف کو تشریح کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ مرکزی و ریاستی حکومتیں ایسی تمام وقف جائیدادوں کو آزاد کر دیں جن پر انہوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا یا اپنے تصرف میں لے رکھا ہے، بصورت دیگر موجودہ نرخ کے مطابق ان کا کرایہ طے کریں۔

جس انداز اور بجلت میں وقف ترمیمی بل لوک سبھا سے منظور کرایا گیا مجلس شوریٰ اس پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتی ہے، البتہ مسلم تنظیموں کے مطالبہ پر راجیہ سبھا میں منظوری سے قبل اسے سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کرنے کا فیصلہ مناسب ہے۔ مجلس شوریٰ مطالبہ کرتی ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ اور دیگر مسلم تنظیموں نے جو ترمیمات سلیکٹ کمیٹی کو پیش کی ہیں، انہیں من و عن منظور کر لیا جائے تاکہ وقف جائدادوں کے تحفظ، ان کے ڈیولپمنٹ اور موثر مانیٹرنگ کو یقینی بنایا جاسکے۔

مرکزی مجلس شوریٰ سپر کمیٹی اور جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کی ان سفارشات کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتی ہے جو ان اوقاف کے تحفظ اور مانیٹرنگ کے لیے دی گئی ہیں اور مطالبہ کرتی ہے کہ وقف جائدادوں کے تحفظ اور حکومت اور بیوروکریسی کی مداخلت کو روکنے اور وقف جائدادوں کے ڈیولپمنٹ سے متعلق ان کی سفارشات کو منظور کیا جائے۔

مجلس شوریٰ یہ بھی مطالبہ کرتی ہے کہ وقف جائدادوں کو ریٹ کنٹرول اور سیلنگ ایکٹ کے ضابطوں سے آزاد کیا جائے۔ وقف ٹریبونل کے ذریعہ بجلت ممکنہ زیادہ سے زیادہ ایک سال کے اندر فیصلہ کرانے کا پروویژن وقف ایکٹ میں شامل کیا جائے اور وقف ایکٹ کے سیکشن 87 کو حذف کیا جائے، جس میں غیر رجسٹرڈ وقف جائدادوں کو وقف قانون کے تحت مقدمات چلانے سے روک دیا گیا ہے۔ شوریٰ مطالبہ کرتی ہے کہ ریاستی حکومتیں وقف کمشنر (CEO) کے ذریعہ جلد از جلد تمام وقف جائدادوں کا سروے مکمل کر کے انہیں بحیثیت وقف پراپرٹی رجسٹر کرے اور ہر پانچ سال بعد سروے کا اہتمام کیا جائے۔

مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ مجوزہ وقف ڈیولپمنٹ کونسل کو کسی بیرونی ایجنسی کے حوالہ کرنے اور ان کی آمدنی سے دیگر اقلیتوں کو بھی استفادہ کا موقع فراہم کرنے کی تجویز انتہائی نامعقول، غیر مناسب، نقصان دہ اور واقف کے منشا سے انحراف ہے۔ لہذا مجلس شوریٰ مطالبہ کرتی ہے کہ وقف ڈیولپمنٹ کونسل سے استفادہ کا حق صرف مسلمانوں کو ہی ہو۔ قانوناً اور شرعاً بھی یہی بات درست ہے، نیز وقف ڈیولپمنٹ کونسل اوقاف کے ڈیولپمنٹ کو مانٹاریٹی فائٹنگ کے کارپوریشن کے حوالہ نہ کرے۔

مجلس شوریٰ مطالبہ کرتی ہے کہ آثارِ قدیمہ کے تحت مساجد کو نمازیوں کے لیے کھولا جائے۔ شوریٰ کے نزدیک یہ بات انتہائی غیر مناسب ہے کہ مساجد کو ٹورزم کے مقصد کے لیے استعمال کیا جائے اور جس مقصد کے لیے انہیں قائم کیا گیا تھا اس کی اس میں اجازت نہ ہو۔ مجلس شوریٰ کو اس بات پر تشویش ہے کہ ان مساجد کی مناسب دیکھ بھال نہیں ہو رہی ہے، مزید برآں سماج دشمن اور ناپسندیدہ عناصر کی حرکتوں کے لیے جائے پناہ بنتی جا رہی ہیں۔

مجلس شوریٰ مطالبہ کرتی ہے کہ وقف جائیدادوں کو پبلک پریمیس (Public Premise) ڈیکلیر کیا جائے تاکہ اس پر موجود قبضوں کو بہ آسانی ہٹایا جاسکے۔ مجلس شوریٰ وقف بورڈوں کو حکومت کی دسترس سے آزاد کرنے، انہیں خود مختار بنانے اور اس میں مسلم تنظیموں کی موثر نمائندگی کا مطالبہ کرتی ہے۔



امتِ مسلمہ سے اپیل

اجلاس منعقدہ: ۲ تا ۴ نومبر ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شہرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب وی کے علی، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب ایس امین الحسن، جناب سید سعادت اللہ حسینی اور جناب نصرت علی (تیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک اپنی علالت کے باعث اور جناب کے اے صدیق حسن بہ سبب علالت امریکہ میں زیر علاج ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ ڈاکٹر حسن رضا سفر حج پر ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد شفیع مدنی، جناب محمد احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اقبال ملا، جناب محمد اشفاق احمد۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مسلمانان ہند کو یاد دلانا چاہتا ہے کہ امتِ مسلمہ ایک اصولی امت ہے، جسے دنیا میں خیر کو فروغ دینے اور انسانوں کو شر سے بچانے کے لیے برپا کیا گیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی اپنے اس فرض منصبی کی تکمیل کی، دنیا میں کام ران و سرخ رو ہوئے، جب کبھی اس سے غفلت برتی، ناکام و نامراد ہوئے اور مشکلات سے دوچار ہوئے۔ اس امت کا یہ امتیاز رہا ہے کہ اپنی بعض کم زوریوں اور اللہ کی مشیت و مرضی کے

تحت تاریخ کے مختلف ادوار میں آزمائشوں میں بھی مبتلا ہوئی اور پھر اپنی قوت ایمانی اور قوت عمل کے ذریعے بحرانوں سے نکلنے میں کامیاب بھی ہوئی۔ ملت اسلامیہ ہند کی تاریخ بھی یہی رہی ہے۔ گزشتہ دو سو برسوں میں یہ ملت کئی سنگین بحرانوں سے دوچار ہوئی لیکن اپنی بعض عملی کوتاہیوں کے باوجود اپنے ایمان و عقیدے پر قائم رہی۔ باوجود مخالف کا کوئی جھوٹا اسے اپنے بنیادی عقائد سے نہ ہٹا سکا، اسے اکثریتی سوسائٹی میں ضم کرنے کی ہر کوشش ناکام رہی۔ اب ملت اسلامیہ ہند کو اپنے احیاء کا موقع بھی فراہم کرتے ہیں۔ اس سلسلے کی سب سے اہم اور پہلی بات یہ ہے کہ ہم مسلمانان ہند کسی طرح کی مایوسی اور پست ہمتی کا شکار نہ ہوں اور صحیح معنی میں اسلام کا پیکر بن جائیں، اپنی اخلاقی کم زوریوں اور عملی کوتاہیوں کو دور کر کے اپنی ذاتی، خانگی اور معاشرتی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق استوار کریں۔ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، جن مسائل سے اس وقت دوچار ہیں یا جو مستقبل میں سامنے آسکتے ہیں انہیں پورے جذبہ ایمانی اور باہمی اتحاد کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کریں۔ برادران وطن کے ساتھ زیادہ سے زیادہ روابط پیدا کریں، اسلام اور امت مسلمہ کے سلسلے میں جو غلط فہمیاں اور بدگمانیاں ملک کے بعض حلقوں کے اندر پائی جاتی ہیں انہیں اپنے قول و عمل کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کریں۔ ہم ملک کے بہترین، ذمہ دار اور پابند قانون شہری ہیں اور ہمیں اپنا یہ کردار مزید مضبوط اور نمایاں کرنا چاہیے۔ حکومت وقت کے ساتھ بھی ہمارا رویہ بامقصد ہو، اس کے ان تمام اقدامات اور فیصلوں کی تائید کریں جو دستور ہند کے مطابق اور عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لیے ہوں اور ان اقدامات و فیصلوں پر دستور و قانون کی روشنی میں پرامن طریقے سے آواز بلند کریں، جن سے ہمارے عقائد اور ہمارے اداروں میں مداخلت ہوتی ہو یا جن کے ذریعے ہمیں دبانے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ یا جن فیصلوں اور اقدامات سے غریبوں، محنت کشوں اور سماج کے کچلے ہوئے اور محروم طبقات کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ہم ملک کی تعمیر و ترقی میں مثبت اور تعمیری کردار ادا کریں۔ واضح رہے کہ عقیدہ توحید و رسالت و آخرت ہماری سب سے بڑی دولت اور ہمارے وجود کی بنیاد ہے۔ یہ چیز جتنی مضبوط ہوگی، اسی قدر ہم اللہ کی مدد کے مستحق ہوں گے۔

برصغیر کی صورتِ حال

کارگل کا بحران

اجلاس منعقدہ: یکم جون تا ۹ جون ۱۹۹۹ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرکاء: مولانا محمد شفیع مونیس، مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا عبدالعزیز، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمود خاں، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب کے اے صدیق حسن، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

جناب ٹی کے عبداللہ اپنی خرابی صحت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ تھے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی اور جناب

محمد اشفاق احمد۔

قرار داد

کارگل علاقے میں ہندو پاک کے درمیان کشیدگی سے تصادم کی سی جو صورت پیدا ہوگئی ہے اس کو جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس اندیشے کا اظہار کرتا ہے کہ خدا نخواستہ کوئی ایسی بے احتیاطی نہ ہو جائے جو باہمی تعلقات کی ان توقعات کو نقصان پہنچائے جو وزیراعظم ہند کے دورہ پاکستان اور اعلامیہ لاہور کے پیش نظر کی گئی تھی۔ شوریٰ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ تصفیہ طلب مسائل کے پرامن حل کے لیے

پوری اہمیت کے ساتھ توجہ کی جائے۔ اس اہمیت کے ساتھ جو ان دونوں ملکوں کے ایٹمی طاقت بن جانے سے شدید تر ہوگئی ہے اور جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہ ہو جائے کنٹرول لائن کا ٹھیک طور پر احترام کیا جائے۔ اس سلسلے میں یہ اجلاس وزیر خارجہ پاکستان کے ہونے والے دورہ ہند کو نہایت اہم اور مناسب خیال کرتا ہے اور توقع ظاہر کرتا ہے کہ یہ دورہ تعلقات کو خراب ہونے سے بچانے میں پوری مدد کرے گا اور کارگل کا درپیش مسئلہ باہمی گفتگو سے حل کر لیا جائے گا۔

اس موقع پر مجلس شوریٰ دونوں ملکوں کے عوام خاص طور سے سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے پر زور اپیل کرتی ہے کہ وہ ان ملکوں کی ہمسائیگی کی فضا کو بگاڑنے سے بچانے اور مسائل کے پر امن حل کے سلسلے میں اپنی اپنی حکومت کی مدد کریں اور اس بات کو پوری طرح ملحوظ رکھیں کہ کوئی بیرونی طاقت ان دونوں ملکوں کی باہمی کشیدگی سے غلط اور ناروا فائدہ نہ اٹھا سکے۔



ہندوپاک تعلقات

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۴ اگست ۲۰۰۱ء، حیدرآباد

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شمرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب اعجاز احمد اسلم، مولانا محمد یوسف اصلاحی، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب ایس ایم ملک، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

قرارداد

ہندوپاک کی آگرہ سربراہ ملاقات کو مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ایک اچھی کوشش قرار دیتا ہے اگرچہ مختلف اسباب کی بنا پر اس ملاقات میں ان پڑوسی ملکوں کے درمیان حل طلب مسائل کے تصفیے کی جانب کوئی عملی پیش رفت نہیں ہو سکی تاہم مذاکرات کے سلسلے کو جاری رکھنے کی جو بات طے ہوئی ہے، ایک درجے میں اسے بھی کام یابی ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس دونوں حکومتوں سے اپیل کرتا اور توقع رکھتا ہے کہ حل طلب مسائل کے تصفیے اور خوش گوار تعلقات کی بحالی کے لیے گفت و شنید کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا اور دونوں حکومتوں کے ذمے داران ایسے بیانات و اقدامات سے احتراز کریں گے، جن سے پیش نظر مقصد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور یہ اجلاس اس احتیاط کی جانب ذرائع ابلاغ کو بھی توجہ دلاتا ہے۔

ہند پاک تعلقات

اجلاس منعقدہ: ۱۳ تا ۱۸ اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے۔ جناب ایس امین الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔ مولانا محمد سراج الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اور جناب سید سعادت اللہ حسینی بہ سبب علالت شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملا، جناب سید عبد

الباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

ہر چند کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان سفارتی تعلقات برقرار ہیں، دوسرے روابط بھی قائم ہیں لیکن بیان بازی کی حد تک دونوں ملکوں میں جتنی کشیدگی اور دوری آج ہے غالباً پہلے کبھی نہیں تھی۔ نومبر ۲۰۰۸ء میں ممبئی میں پیش آنے والے واقعات کے بعد یہ کشیدگی بہت

بڑھ گئی ہے۔ حکومت ہند کا کہنا ہے کہ اندرون ملک دہشت گردی کے واقعات کے لیے پاکستانی گروپ ذمہ دار ہیں جنہیں حکومت پاکستان کی سرپرستی و امداد باقاعدہ حاصل ہے۔ ادھر پاکستان میں تشدد کے واقعات آئے دن پیش آرہے ہیں۔ ۱۷ اپریل کو بنگلور میں کرکٹ اسٹیڈیم کے پاس ہونے والے دھماکے میں ۱۲ افراد زخمی ہوئے تو اسی دن پاکستان میں دو بم دھماکوں میں ۴۱ افراد مارے گئے۔ گویا تشدد اور دہشت گردی کا سامنا دونوں ملکوں کو ہے۔ مرکزی شوریٰ کی خواہش ہے کہ دونوں ممالک باہمی تعاون سے اس مسئلہ پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ دونوں ملکوں کے درمیان بڑھتی ہوئی مستقل کشیدگی دونوں میں سے کسی کے بھی حق میں نہیں۔ یہ اجلاس عوامی شخصیات اور ملک کے ذمہ دار افراد سے جو ہند پاک تعلقات کی بہتری کے خواہش مند ہیں، درخواست کرتا ہے کہ غیر سرکاری چینلوں سے تعلقات کو خوش گوار بنانے کی اپنی مساعی تیز کر دیں۔ ان دونوں ملکوں اور ان کے باشندوں کا بقائے باہم اس پورے خطے کی ترقی و خوش حالی اور بیرونی استعمار سے آزادی کے لیے ناگزیر ہے۔



بین الاقوامی مسائل

کوسووا

اجلاس منعقدہ: یکم جون تا ۹ جون ۱۹۹۹ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شکرکاء: مولانا محمد شفیع مونس، مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا عبدالعزیز، مولانا

نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمود خاں، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد

رفعت، ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، ڈاکٹر محمد عبدالحق

انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم،

جناب کے اے صدیق حسن، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

جناب ٹی کے عبداللہ اپنی خرابی صحت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی اور جناب محمد

اشفاق احمد۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ نے کوسووا کی صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عالمی

برادری کو متوجہ کیا ہے کہ کوسووا کے عوام کو ان پریشانیوں اور مشکلات سے نجات دلائی جائے جن

میں وہ گھیر دیے گئے ہیں۔

کوسووا میں ۱۹۹۸ء کے نئے انتخابات کے بعد انسانی حقوق کے قاتل میلا سووچ نے

کوسووا کے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم توڑنے شروع کر دیے تھے۔ قتل و غارتگری، تشدد

اور لوٹ مار کے ذریعے کوسووا کے باشندوں کو نقل مکانی پر مجبور کر دیا تھا۔ ایک مہینے کے اندر کئی لاکھ کی آبادی پڑوس کی ریاستوں مقدونیہ، البانیہ میں پناہ لینے یا قریبی برف پوش پہاڑیوں میں سر چھپانے پر مجبور ہو گئی۔

تازہ اطلاعات کے مطابق روس اور جی۔ ے کے ممالک کی کوشش سے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی ایک قرارداد کے پیش نظر ناٹو اور یوگوسلاویہ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ ایک طرف سرب افواج کوسووا کو خالی کر دیں گی اور دوسری طرف اقوام متحدہ کی امن فوج کے زیر نگرانی کوسووا کے مصیبت زدہ باشندے جو البانیہ میں پناہ گزیں ہیں انہیں اپنے وطن واپس لایا جائے گا۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس متعلقہ فریقوں کو متوجہ کرتا ہے اور اس توقع کا اظہار کرتا ہے کہ اس موقع پر وہ پوری دانش مندی سے کام لیں گے اور معاہدے کے نکات کو فی الفور زیر عمل لائیں گے اور اس امر واقعی کو نظر انداز نہ کریں گے کہ آزادی کا حصول باشندگان کوسووا کا بنیادی حق ہے اور تمام دوسرے ملکوں سے انہیں اپنے ملک میں واپس آنے کی سہولتیں فراہم کرنا معاہدے کے طریقین اور اقوام متحدہ کی عین ذمہ داری ہے۔



مسئلہ فلسطین اور موجودہ صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۵ تا ۹ نومبر ۲۰۰۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب محمود خان، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب عبدالرشید عثمانی، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری بیرون ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے ۷ نومبر سے شریک اجلاس ہوئے اور جناب ٹی کے عبداللہ بہ سبب علالت شریک اجلاس نہیں ہو سکے تھے۔ مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد اور جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

مغربی ایشیا، ایسا نظر آتا ہے کہ ایک بار پھر جنگ و جدل کی راہ اختیار کر رہا ہے۔ شرم الشیخ کانفرنس سے قیام امن کی جو امید ہو چلی تھی اور عرب سربراہ کانفرنس کے انعقاد سے مشرق وسطیٰ کے تنازعہ کے حل ہونے کی جو توقع کی جانے لگی تھی اسے فلسطینیوں پر اسرائیلی فوجوں کے

خون ریز حملوں سے سخت دھکا لگا ہے۔ حالات نے مایوس کن صورت اختیار کر لی ہے اور فلسطینی عوام مسلسل صیہونی جارحیت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس سنگین و الم ناک صورتِ حال پر جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا یہ اجلاس سخت تشویش کا اور اپنے اس احساس کا اظہار کرتا ہے کہ عالمی برادری، اقوام متحدہ اور خاص طور پر مسلم ممالک اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر محسوس کریں، اسرائیلی حکومت کو تیز و تند اور دلاؤ دار بیانات اور جارحانہ اقدامات سے باز آنے پر مجبور کیا جائے اور حق و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق بہ شمول بیت المقدس تمام مقبوضہ عرب علاقے کو آزاد کرا کے ان پر فلسطینیوں کا قبضہ بحال کریں۔

یہ اجلاس نہتے فلسطینیوں کی عزیمت، صبر و استقلال اور اولوالعزمی کو بہ نظرِ تحسین دیکھتا ہے اور ان کی کامیابی کی دعا کرتا ہے۔



چیچنیا کا مسئلہ

اجلاس منعقدہ: ۱۵ تا ۱۸ نومبر ۱۹۹۹ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، جناب محمود خاں، ڈاکٹر حسن رضا، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب ایس ایم ملک، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر احمد سجاد اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب توفیق اسلم خان اور امرائے حلقہ جات میں جناب رحمت اللہ شریف، جناب عبدالباسط انور، جناب عبدالرقيب، جنات نصرت علی، جناب محمد سلیم، جناب محمد شفیع مدنی، جناب سید ظہور الحسن، ڈاکٹر محمد رئیس الدین، جناب محمد اقبال ملّا۔

ارکان شوریٰ میں جناب ٹی کے عبداللہ اور مولانا نظام الدین اصلاحی اور امرائے حلقہ میں جناب قمر الہدیٰ اپنی خرابی صحت کی بنا پر اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ جناب محمد عبدالرؤف نے بہ سبب علالت تاخیر سے شرکت کی۔

قرارداد

روس سے عملاً آزاد ہونے والے مملکت چیچنیا پر روس کی حالیہ فوج کشی نہ صرف ایک غیر انسانی قابل مذمت عمل ہے بلکہ تمام بین الاقوامی ضوابط اور خود موجودہ روس کے آئین کی کھلی

خلاف ورزی ہے۔ سویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد قائم ہونے والے روسی وفاق میں بہت سے علاقے مختلف معاہدوں کے تحت شامل ہوئے تھے۔ ان معاہدوں میں یہ شق شامل ہے کہ ان میں سے کوئی بھی علاقہ حسب موقع الگ اور آزاد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ پانچ سال قبل چچینیا نے آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔ البتہ حکومت روس سے چچین لیڈروں کے معاہدے کی رو سے طے پایا تھا کہ ۲۰۰۰ء تک موجودہ صورت حال برقرار رہے گی اور اس وقت دوبارہ مذاکرات ہوں گے۔ اس دوران چچینیا کی عملاً ایک آزاد جمہوریہ کی حیثیت بنی رہی۔

مگر یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ روسی حکومت نے داغستان کے واقعات کو بہانہ بنا کر چچینیا پر اچانک یلغار کر دی جس کے نتیجے میں وہاں کے عوام کو شدید مصائب کا سامنا ہے۔ معصوم شہری بڑی تعداد میں ہلاک ہو رہے ہیں اور ہزاروں خاندان اپنی جانیں بچانے کے لیے پڑوسی ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ روس کی اس جارحیت کے خلاف چچینیا کی جائز مزاحمت کو روس ایک طرف تو اسلامی دہشت گردی کا شرارت آمیز نام دے رہا ہے اور دوسری طرف اسے اس کا اپنا داخلی معاملہ قرار دیتا ہے جسے غلط قرار دے کر ساری دنیا نے رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ دراصل حقوق انسانی کا مسئلہ ہے۔ ایک نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ امریکہ اور اقوام متحدہ نے اس صورت حال کا خاطر خواہ نوٹس نہیں لیا اور نہ عالم اسلام نے اس انسانیت سوزی کے خلاف کسی غم و غصہ کا اظہار کیا، جس کی بجائے توقع کی جاتی تھی، اور جہاں تک ہمارے ملک کا تعلق ہے اس نے تو اپنی خاموشی سے گویا روس کی حمایت ہی کی ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس سنگین صورت حال پر گہری تشویش اور افسوس کا اظہار کرتا ہے اور دنیا کی تمام قوموں اور عدل و انصاف کے حامی امن پسند شہریوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ چچینیا کے مظلوموں کے حالات کو صحیح پس منظر میں سمجھیں اور حکومت کو بھی اس کی جانب توجہ دلائیں۔

فلسطین پر اسرائیلی جارحیت

اجلاس منعقدہ: ۲۳ تا ۲۸ مئی ۲۰۰۳ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شکراء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب کے اے صدیق حسن، مولانا محمد یوسف اصلاحی، ڈاکٹر جاوید مکرم، انجینئر محمد سلیم اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت) جناب ٹی کے عبداللہ خرابی صحت کے باعث شریک اجلاس نہ ہو سکے۔
مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اسرائیل کے حماس اور دیگر فلسطینی رہنماؤں پر میزائل حملوں، معصوم و بے گناہ افراد، خواتین اور بچوں کے خلاف ظلم و بربریت کے سلوک اور فلسطینیوں کے مکانون و جائیدادوں پر تباہ کن اقدامات کی شدید مذمت کرتا ہے۔
مجلس شوریٰ حماس کے قائدین شیخ احمد یسین اور عبدالعزیز رنتیسی کی شہادت کو عالم

اسلام اور انسانیت کا عظیم نقصان سمجھتی ہے اور اللہ رب العزت سے دعا کرتی ہے کہ وہ ان عظیم رہ نماؤں کی شہادت کو قبول فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ دے اور فلسطینیوں کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ مجلس شوریٰ اسرائیلی سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کی بھی مذمت کرتی ہے جس کے تحت اسرائیل کو یہ اختیار حاصل ہو گیا ہے کہ وہ اپنے ناروا عزم کو بروئے کار لانے کے لیے فلسطینی آبادیوں پر بلڈوزروں اور ٹینکوں سے حملہ کر سکتی ہے۔

مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ حکومت اسرائیل نے نہ صرف اقوام متحدہ کی قراردادوں کو مسلسل پامال کیا ہے بلکہ عالمی رائے عامہ کو بھی کوئی وقعت نہیں دی ہے۔ امریکہ کی پشت پناہی سے جاری اس کی دہشت گردانہ کارروائیوں نے پورے مشرق وسطیٰ کے امن و امان کے لیے شدید خطرہ پیدا کر دیا ہے۔

مجلس شوریٰ کے نزدیک مسئلہ فلسطین کا پائیدار حل اسی وقت ممکن ہے جب اسرائیل بیت المقدس سمیت تمام مقبوضہ علاقوں پر سے اپنا تسلط ختم کر دے۔ یہودیوں کی ناجائز بستیوں کو ختم کیا جائے اور آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کو یقینی بنایا جائے۔

مرکزی مجلس شوریٰ حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ فلسطین سے متعلق اپنے دیرینہ موقف کا اعادہ کرے اور عالمی رائے عامہ کو ساتھ لے کر امریکہ و اسرائیل پر اپنے اثرات استعمال کرے کہ مقبوضہ علاقے بلا تاخیر خالی کیے جائیں۔ مقبوضہ علاقے خالی کرنے اور آزاد فلسطینی ریاست کے قیام میں حائل رکاوٹیں دور کی جائیں۔



فلسطین

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۳ اپریل ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شُرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا عبدالعزیز، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب ایچ عبدالرہیب، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر جاوید مکرم اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی، جناب انتظار نعیم، ڈاکٹر نصرت اللہ خان آفندی، جناب محمد عبدالعزیز، جناب رفیق احمد۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس عالمی برادری اور اقوام متحدہ سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ فلسطین میں حماس کی جمہوری حکومت کو تسلیم کرے اور اسے اپنے عوام کی خدمت، علاقہ میں امن و استحکام کے قیام اور فلسطین کی سالمیت و خود مختاری کی بحالی و برقراری کا پورا موقع دے اور اسرائیل پر دباؤ ڈالے کہ وہ اپنے مقبوضات کو فی الفور خالی کر دے۔ شوریٰ کا یہ اجلاس اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے کہ فلسطینی خود مختار ریاست ہی اس مسئلہ کا منصفانہ اور پائیدار حل ہے۔

لبنان اور اسرائیلی جارحیت

اجلاس منعقدہ: ۲۰، ۲۱ جولائی ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شکرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبد العزیز، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ایچ عبدالرہیب، جناب کے اے صدیق حسن، انجینئر محمد سلیم اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت) مولانا محمد سراج الحسن اور ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی خرابی صحت، ڈاکٹر جاوید کرم صدیقی اپنی دیگر مصروفیات اور مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک ہونے کی بنا پر شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اشفاق احمد، جناب نصرت اللہ خان آفندی، جناب انتظار نعیم، جناب محمد عبد العزیز، جناب نصرت علی۔ جناب محمد احمد امیر حلقہ اتر پردیش مغرب اور مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی امیر حلقہ اتر پردیش مشرق نے اجلاس میں شرکت فرمائی۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس فلسطین اور لبنان میں اسرائیلی کی جارحانہ اور پرتشدد کارروائیوں کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اب تک سینکڑوں افراد جاں بحق اور ہزاروں زخمی ہو چکے ہیں اور بڑے پیمانے پر غیر ملکی باشندوں کو لبنان کے انخلاء پر مجبور ہونا پڑا

ہے۔ لبنان پر اسرائیلی جارحیت بین الاقوامی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور کھلی دہشت گردی ہے۔ یہ اجلاس اسرائیلی کی ان جارحانہ کارروائیوں کی امریکی پشت پناہی کو خاص طور پر تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جس کی وجہ سے اقوام متحدہ جنگ بندی کی قرارداد منظور کرنے میں ناکام رہی۔ یہ اجلاس اس احساس کا اظہار کرتا ہے کہ بین الاقوامی ضابطوں کی مسلسل خلاف ورزی اور حقوق انسانی کی متواتر پامالی کا حوصلہ اسرائیل کو امریکہ کی غیر مشروع حمایت ہی سے مل رہا ہے۔ اجلاس مسلم ممالک اور تنظیم اسلامی کانفرنس سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ اس جارحانہ کارروائی کے خاتمہ کے لیے اپنے اثر و رسوخ کا پوری توجہ سے استعمال کرے۔ یہ اجلاس دنیا کے تمام خود مختار اور آزاد ممالک بالخصوص حکومت ہند سے اپیل اور اقوام متحدہ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسرائیل کی جارحانہ کارروائیوں کے خاتمہ کے لیے اپنے اثر و رسوخ کا فوری اور موثر استعمال کریں اور ساتھ ہی دنیا کے تمام انصاف پسند اور باضمیر انسانوں کو آواز دیتا ہے کہ وہ اسرائیلی جارحیت کا پوری سنجیدگی سے احساس کریں اور اپنی حکومتوں کو اس سلسلے میں بلاتاخیر موثر اقدام کے لیے آمادہ کریں۔



غزہ پٹی کا محاصرہ اور اسرائیلی جارحیت

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۱ اپریل ۲۰۰۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب ایچ عبدالربیب، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس امین الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب سید سعادت اللہ حسینی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب سید عبدالباstr النور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اقبال ملّا۔

جناب مجتبیٰ فاروق درمیان کے دو روز اجلاس میں شریک رہے۔

قرارداد

یوں تو مظلوم فلسطینی گزشتہ ۶۰ سالوں سے برابر اسرائیلی جارحیت اور جبر و تشدد کا شکار ہیں تاہم گزشتہ چند ماہ سے جس طرح انہیں غزہ پٹی کے علاقہ میں محصور کر دیا گیا وہ انتہائی تشویش ناک اور قابل مذمت ہے۔ اس ظالمانہ محاصرہ نے فلسطینیوں کو بنیادی سہولیات سے محروم کر دیا ہے۔ پانی، بجلی، غذائی اجناس اور دواؤں کی قلت نے پوری آبادی کو ایک زبردست بحران سے دوچار کر دیا ہے، بالخصوص بچے بوڑھے اور خواتین سخت تکلیفوں سے دوچار ہیں۔ نام نہاد مہذب دنیا کے

پیدا کردہ اس انسانی المیہ نے غزہ کی معیشت کو تہ و بالا کر دیا ہے، جس کا نتیجہ ہے کہ ۸۰ فیصد لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں۔ خام مال کی سپلائی کے بند ہو جانے سے فیکٹریاں بند ہو رہی ہیں۔ غذائی اجناس اور پھلوں کی درآمد پر پابندی نے مزید مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ بجلی کی سپلائی بند ہو جانے سے غزہ میں بلیک آؤٹ کی کیفیت ہے۔ ان سب پر متزاد اسرائیل کی جانب سے مسلسل گولہ باری اور حملوں سے شدید جانی و مالی نقصان ہو رہا ہے۔ ان حملوں کا سب سے زیادہ شکار اسکولی بچے ہو رہے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اسرائیلی بربریت و تشدد کی پرزور مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتی ہے کہ اس ظالمانہ محاصرہ کو فی الفور ختم کیا جائے اور غزہ پٹی کے مظلوم فلسطینیوں کو ایشیائے ضروریہ و افریقہ میں بہم پہنچائی جائیں۔ حماس کی منتخب حکومت کو بحال کیا جائے اور غیر جمہوری اور ظالمانہ طریقوں سے ان کے جمہوری حق کو سلب نہ کیا جائے۔ جمہوری طور پر منتخب حماس کو اقتدار سے بے دخل کیے جانے پر مغربی ممالک کی خاموشی، جمہوریت کے علم برداران کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے۔

مجلس شوریٰ عالمی ضمیر اور رسول سوسائٹی کو آواز دیتی ہے کہ وہ دور جدید کے اس بدترین انسانی المیہ پر حرکت میں آئے اور اسرائیل کی دست درازیوں اور جارحیت پر اپنا احتجاج درج کرائے۔ مجلس شوریٰ عالمی اداروں بالخصوص اقوام متحدہ اور مسلم ممالک سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مظلوم فلسطینیوں کو اس ظلم و جور سے نجات دلانے کے لیے آگے آئیں۔ مجلس شوریٰ مسلم ممالک کی مجرمانہ خاموشی پر بھی اپنا پرزور احتجاج درج کرتی ہے۔

مئی ۲۰۰۸ء میں اسرائیلی جارحیت کے ساٹھ سال (۶۰) سال مکمل ہو رہے ہیں۔ یہ ساٹھ سال (۶۰) ظلم و جبر، انسانی جان و مال کی بدترین تباہی، فلسطینیوں کی زمین پر ناجائز سیٹلمنٹ، مسجد اقصیٰ کی ہیئت کو تبدیل کرنے کے لیے کیے جانے والے اقدامات اور پورے وسط ایشیا کے امن و سکون کو درہم برہم کرنے سے عبارت ہیں۔ مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ مسئلہ فلسطین کا پائیدار حل اور علاقہ میں حقیقی امن و امان کا قیام اسی وقت ممکن ہے جب فلسطین کو اسرائیل کے ناجائز تسلط اور قبضہ سے آزادی دلائی جائے۔

فلسطین

اجلاس منعقدہ: ۱۸ تا ۲۰ اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرہیب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور جناب نصرت علی (قیمہ جماعت)۔

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے۔ جناب ایس امین الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔

مولانا محمد سراج الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اور جناب سید سعادت اللہ حسینی بہ سبب علالت شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملاء، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرار داد

فلسطینیوں پر اسرائیل کے مظالم اور زیادتیوں کا سلسلہ برابر جاری ہے، جس سے دنیا بالعموم لاتعلق اور بے پرواہ ہے اور اسرائیلی حکومت کے متعدد اقدامات ایسے ہیں، جن سے واقف

ہونے کے باوجود نہ تو عالمی برادری ان کا نوٹس لے رہی ہے اور نہ اقوام متحدہ کا ادارہ کچھ کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ اسرائیل کا سرپرست امریکہ بھی بے بس نظر آتا ہے۔ مشرقی یروشلم اور مقبوضہ علاقوں میں نئی یہودی بستیوں کی تعمیر اسرائیلی حکومت کا ایسا ہی اقدام ہے جو انتہائی قابل مذمت ہے۔ لیکن اقوام متحدہ کے رسمی اعتراض اور امریکہ کی تشویش کو نظر انداز کر کے اسرائیلی حکومت ان بستیوں کی تعمیر میں مصروف ہے، جسے خود امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے مسئلہ کے پر امن حل کی راہ میں رکاوٹ قرار دیا ہے۔ تاہم اسرائیل کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس فلسطین اور مشرق وسطیٰ کی اس صورت حال کے لیے اسرائیل سے زیادہ امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کو ذمہ دار سمجھتا ہے جو اسرائیل کی تخریبی سرگرمیوں کو مسلسل نظر انداز کر رہے ہیں۔ حال ہی میں اسرائیلی ایجنسی موساد نے دبئی میں حماس کے ایک رہنما کو دن دھاڑے قتل کر دیا تھا، جس پر امریکہ خاموش رہا۔ برطانیہ نے اس وقت اس کا نوٹس لیا جب اسے معلوم ہوا کہ اس آپریشن میں موساد نے برطانوی جعلی پاسپورٹ تیار کر کے ان کا استعمال کیا تھا۔ سفارتی کارروائی کے طور پر برطانوی حکومت نے اسرائیل کے سفیر کو ملک بدر کر دیا لیکن اس سے آگے کچھ نہیں کیا گیا۔ مرکزی شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت ہند سے اپیل کرتا ہے کہ فلسطینیوں کے کا ز سے اپنی دیرینہ ہمدردی کے تحت (جس کی نوعیت اب محض رسمی اور زبانی رہ گئی ہے) سفارتی ذرائع کا استعمال کرے اور اسرائیلی حکومت کو نئی یہودی بستیوں کے قیام سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ یہ اجلاس ہندوستانی عوام سے بھی اپیل کرتا ہے کہ اسرائیلی زیادتیوں کے خلاف ہر سطح پر آواز اٹھائیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس عرب ممالک سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فلسطین کے مسلمانوں کی حمایت میں زبانی جمع خرچ سے آگے بڑھ کر سنجیدہ اور ضروری اقدامات کریں۔

شوریٰ کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ غزہ کے محاصرے کو ختم کیا جائے، مصر غزہ سے اپنی سرحد کو انسانی امدادی اور حقوق انسانی کی تنظیموں اور فلسطینیوں کی آمد و رفت کے لیے کھول دے۔

فلسطین ووٹ

اجلاس منعقدہ: ۳۰ نومبر تا ۳ دسمبر ۲۰۱۲ء، کوزی کوڈ، کیرلا

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرہیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری کی رحلت کی وجہ سے ایک نشست خالی ہو گئی تھی۔

قرارداد

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں منظور شدہ قرارداد کے نتیجے میں فلسطین کو ایک غیر رکن مشاہد کے درجہ (Non member observer state status) کا ملنا ایک خوش آئند اقدام ہے اور وجود ریاست فلسطین کا اثبات ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور وہاں کے عوام، قیادت، حکومت اور مزاحمت کی تحریک کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ ۱۹۳ میں سے ۱۳۸ ووٹ کا ملنا اس بات کا غماز ہے کہ دنیا کے ممالک کی اکثریت عدل و انصاف کی طرف دار ہے۔ اس اجلاس کے نزدیک آزاد دنیا کا فلسطین کے عدل پر مبنی مطالبے کی حمایت کرنا ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اجلاس ان ممالک سے امید رکھتا ہے کہ آئندہ بھی وہ بدستور فلسطین کے کاز کے لیے اپنا تعاون جاری رکھیں گے۔ مقاطعہ کا حصار ٹوٹے، اشیائے خورد و نوش، ادویات و سامان

ضروریات کا وہاں پہنچنا ممکن ہو اور فلسطین کے سلسلے میں کیے گئے وعدوں اور معاہدوں کو جلد از جلد رو بہ عمل لائیں اور بڑی قوتوں کے اشارہ چشم و ابرو سے بے نیاز ہو کر جارح اور قابض ریاست اسرائیل کے خلاف ایسی ہی آواز اٹھاتے رہیں جیسے حالیہ قرارداد کو منظور کیا گیا ہے اور فلسطین کی آزاد ریاست کے قیام کے لیے تمام تدابیر اختیار کریں گے۔ قریب میں اسرائیلی حکومت نے فلسطین کے نہتے عوام پر جو بم باری کی، معصوم جانوں کا خون بہایا، میڈیا کو نشانہ بنایا ہے، یہ مجلس اس کی مذمت کرتی ہے اور اس کا احساس ہے کہ اسرائیل کی شرمناک حرکت اور بم باری ان کے آنے والے پارلیمانی انتخابات کے پیش نظر ہے اور اقتدار پر قبضہ جمائے رکھنے کے لیے معصوموں کا خون کرنے کا رویہ جنگل کے قانون سے بھی بدتر ہے۔ شوریٰ محسوس کرتی ہے کہ جنگ کا مسلط کرنا بڑی طاقتوں کے ایما پر ہوا ہے تاکہ فلسطین کی مزاحمت کی قوت کو ختم کر دیا جائے اور مزید رہائشی کالونیوں کے قیام کی راہ ہموار ہو سکے۔ اسرائیل وقفہ وقفہ سے بم باری کے ذریعے جس بربریت اور درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے اس کو انسانی عظمت، احترام آدمیت اور حقوق انسانی کے خلاف شدید جرم تصور کرتی ہے اور اس کو عالمی روایات اور معاہدوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی سمجھتی ہے اور سلامتی کونسل سے مطالبہ کرتی ہے کہ اسرائیلی جنگی جرائم پر Goldstone رپورٹ کو ہیگ (Hague) میں موجود International Criminal Court میں موجودہ اسرائیلی ریاست کے خلاف مقدمہ دائر کرے۔

موجودہ جارحیت میں فلسطین کے جو باشندے جاں بحق ہوئے، یہ اجلاس ان کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی قربانیاں جلد از جلد رنگ لائیں۔ اسرائیل جس طرح فلسطین کے علاقے میں اپنی رہائشی کالونیاں بڑھاتا جا رہا ہے اس کے خلاف مزاحمت کرنا فلسطین کا حق ہے جسے دنیا کے تمام قوانین اور مذاہب عالم تسلیم کرتے ہیں۔ مغربی ممالک سے مطالبہ کرتا ہے کہ عالم انسانیت کے اجتماعی ضمیر کی آواز سنیں، حق و عدل کا ساتھ دیں اور اپنے مفادات سے بلند تر ہو کر اسرائیل کو ظلم سے روکیں، اس لیے کہ ظالم کا ہاتھ پکڑنا مظلوم کی حمایت ہے۔

عراق پر امریکی و برطانوی جارحیت کی مذمت

اجلاس منعقدہ: ۲۸، ۲۳، ۲۲ مئی ۲۰۰۳ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ایچ عبدالرہیق، جناب کے اے صدیق حسن، مولانا محمد یوسف اصلاحی، ڈاکٹر جاوید مکرم، انجینئر محمد سلیم اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

جناب ٹی کے عبداللہ خرابی صحت کے باعث شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب شیخ مجتبیٰ

فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس عراق پر امریکی و برطانوی جارحیت کی شدید مذمت کرتا ہے۔ ابو غریب کے عراقی قیدیوں کے ساتھ اخلاق سوز اور غیر انسانی بہیمانہ سلوک، بڑی تعداد میں فلوچہ کے عام شہریوں کا قتل، کربلا و نجف کے اہم مقامات اور روضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حملے اور ان کی بے حرمتی، استعماریت کے خلاف آواز اٹھانے والوں کے ساتھ سفاکانہ سلوک وغیرہ نے امریکہ و برطانیہ کے استعماری عزائم اور منصوبے کو پوری

طرح بے نقاب کر دیا ہے۔

مجلس شوریٰ کا احساس ہے کہ ابو غریب کے قید خانہ میں عراقی قیدیوں کی شرم ناک برہنہ تصاویر سامنے آ جانے کے بعد چند فوجیوں کو مورد الزام ٹھہرانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ امریکی صدر سے لے کر سینٹ کمیٹی کے چیئرمین تک پورا امریکی اقتدار دراصل وزیر دفاع اور اعلیٰ فوجی عہدیداروں کے ہولناک جرائم کی پردہ پوشی میں مصروف ہے۔

مجلس شوریٰ امریکی استعمار سے نبرد آزما عراقی عوام کے متحدہ جدوجہد، جذبہ حریت، بے مثال جرات اور عظیم قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ان کی کامیابی کے لیے اللہ سے دعا کرتی ہے۔



عراق میں شیعہ سنی تصادم فی الفور بند کیا جائے

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۳ اپریل ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا عبد العزیز، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر جاوید کریم اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت) مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی، جناب انتظار نعیم، ڈاکٹر نصرت اللہ خان آفندی، جناب محمد عبد العزیز، جناب رفیق احمد۔

قرارداد

شوری کا یہ اجلاس عراق کے شیعہ سنی تصادم کو نہایت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا اور اسے ایک سازش کا حصہ قرار دیتا ہے، جس کے تحت استعماری طاقتیں عراق پر اپنے ظالمانہ تسلط کو قائم رکھنے کے درپے ہیں۔ شوری کا یہ اجلاس عراق کے شیعہ سنی دونوں برادران سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس ناپاک سازش کو ٹھیک ٹھیک سمجھیں اور باہمی تصادم اور خون ریزی سے محفوظ رہ کر اپنی پوری طاقت و توانائی غیر ملکی افواج کے تسلط سے آزادی پر لگائیں۔

شوریٰ کا یہ اجلاس مسلم ممالک بالخصوص تنظیم اسلامی کانفرنس سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ عراق کی اس نادانش مندانہ برادر کشی کو ختم کرانے میں اپنا قرار واقعی رول ادا کرے۔ یہ اجلاس اپنے اس احساس کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے کہ امریکہ کی اتحادی افواج کے عراق میں برقرار رہنے کا مطلقاً کوئی جواز نہیں ہے۔ اور علاقہ کی امن و سلامتی اور خود مختاری و سالمیت کا شدید تقاضا ہے کہ غیر ملکی افواج عراق کو خالی کر دیں۔



ایران کا نیو کلیائی پروگرام

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۳ اپریل ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

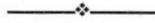
شورکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا عبد العزیز، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اہلم، جناب ایچ عبدالربیب، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر جاوید کرم اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت) مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی، جناب انتظار نعیم، ڈاکٹر نصرت اللہ خان آفندی، جناب محمد عبدالعزیز، جناب رفیق احمد۔

قرارداد

شوری کا یہ اجلاس ایران کے پرامن نیو کلیائی پروگرام کے سلسلے میں امریکہ، اسرائیل اور اتحادی ممالک کے جارحانہ رویہ کو سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس حقیقت کو یاد دلاتا ہے کہ ان ممالک کو جن کے پاس خود ہلاکت خیز نیو کلیائی ہتھیاروں کے ذخائر ہیں، ہرگز یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ایران پر کسی بھی قسم کی پابندی عائد کے لیے اور حملوں کی دھمکیاں دیں۔ یہ اجلاس امریکہ اور اسرائیل کو انتباہ دیتا ہے کہ وہ ایران پر حملہ کی غلطی نہ کریں اور مسلم ممالک اور ان کے متحدہ

فورس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ یہ بخوبی واضح کر دیں کہ ایران پر کسی بھی قسم کے حملہ کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا اور اسے پوری انسانیت اور خاص طور پر عالم اسلام پر حملہ تصور کیا جائے گا۔

یہ اجلاس حکومت ہند سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایران کے سلسلہ میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے، امریکی جارحانہ پالیسی کی حمایت نہ کرے اور اس علاقہ کو بڑی طاقتوں کی آماج گاہ نہ بننے دے۔



ایران پر معاشی پابندیوں کا مسئلہ

اجلاس منعقدہ: ۱۸ تا ۲۱ اپریل ۱۹۷۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیقی حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرہیب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے۔ جناب ایس امین الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملا، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

باوجود اس کے کہ ایران مسلسل اعلان کرتا رہا ہے کہ اس کا ایٹمی پروگرام پر امن مقاصد کے لیے ہے اور دنیا کے متعدد ممالک اس کے اس دعوے کو تسلیم بھی کر رہے ہیں، امریکہ اور اس کے اتحادی ایران پر چوتھی بار پابندیاں عائد کرنے پر مصر ہیں، جو سراسر بے انصافی ہے۔ ترک اسلحہ اور نیوکلیائی عدم توسیع کے موضوع پر تہران میں منعقدہ کانفرنس سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ

ایران اس سلسلے میں عالمی برادری کے ساتھ چلنا چاہتا ہے۔ اس کانفرنس میں روس، چین، ہندوستان سمیت ساٹھ سے زائد ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ہندوستان سمیت آزاد دنیا کے ممالک ایران پر کسی بھی قسم کی پابندی یا اس کے خلاف کسی بھی کارروائی کے خلاف ہیں۔ اس سے قبل برازیل میں چار ملکوں (چین، روس، ہندوستان اور برازیل) کے گروپ نے بھی صاف طور پر کہا کہ ایران پر پابندیاں یا اس کے خلاف عسکری کارروائی مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ ایران کے ایٹمی پروگرام کے سلسلے میں اگر کوئی مسئلہ ہے تو اسے بات چیت کے ذریعے ہی سلجھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہی بہتر طریقہ ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس متعدد ملکوں کے اس موقف کی تائید کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ اپنے اس احساس کا اظہار بھی کرتا ہے کہ ایران کے خلاف امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کی یہ تمام ریشہ دو انیاں ایک آزاد، خود مختار اور غیور مسلم مملکت کو کم زور کرنے اور مسلم دنیا کے حوصلے پست کرنے کی غرض سے ہیں۔ امریکہ کی یہ کارروائی اس کی اسی مہم کا حصہ ہے جو اس نے ”وار آن ٹیررزم“ (دہشت گردی مخالف جنگ) کے نام پر دین اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف عالمی سطح پر چھیڑ رکھی ہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس رویہ کی سخت مذمت کرتا ہے اور حکومت ہند سے اپیل کرتا ہے کہ امریکہ کے ساتھ اپنے تعلق اور اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے اسے اس طرز عمل سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ یہ اجلاس اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل مسٹر بان کی مون سے بھی اپیل کرتا ہے کہ ایران کے خلاف غیر منصفانہ اقدامات میں ان ادارے کو امریکہ کا آلہ کار نہ بننے دیں۔



شام کی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۱۲ تا ۱۵ اپریل ۲۰۱۲، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبد الرقیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب مجتبیٰ فاروق اور جناب نصرت علی (قیم جماعت) مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ جناب سید سعادت اللہ حسینی اپنی دفتری مصروفیات کے باعث دوسرے دن سے اجلاس میں شریک ہوئے۔ جناب ایس امین الحسن فلاٹ میں تاخیر کی وجہ سے اجلاس کی پہلی نشست میں شرکت نہ کر سکے۔ جناب ٹی عارف علی اپنی بچی کی شادی کی مصروفیات کے باعث صرف پہلے دو روز کارروائی میں شریک ہوئے۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ شام کی خانہ جنگی اور حکومت کی جانب سے اپنے ہی عوام کے خلاف طاقت کے استعمال کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ شام سے آنے والی خبروں کا تجزیہ بتاتا ہے کہ وہاں مغربی ممالک دوہرا کھیل کھیل رہے ہیں۔ ایک طرف تو

وہ صدر بشار الاسد کے خلاف بیان بازی اور عوام کی حمایت کے اعلانات کر رہے ہیں اور دوسری جانب شام کی خانہ جنگی کو طول دے رہے ہیں۔ وہاں ایسے حالات وہ پیدا کر رہے ہیں کہ حکومت اور عوام آپس میں لڑ کر اس قدر کم زور ہو جائیں کہ انہیں مداخلت کا جواز مل جائے اور وہ آسانی کے ساتھ اپنا ایجنڈا پورا کر سکیں۔ اقوام متحدہ نے عرب لیگ کے تعاون سے سابق سکرٹری جنرل کوفی عنان کو شام میں امن مشن پر بھیجا تھا اور بشار الاسد نے کوفی عنان کا منصوبہ امن قبول بھی کر لیا تھا، جس کے مطابق شہری علاقوں سے فوج کا انخلاء، گرفتار شدہ مظاہرین کی رہائی، تمام صحافیوں کو نقل و حرکت اور مظاہروں کی آزادی کوفی القوری یقینی بنانا تھا لیکن تازہ ترین اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شامی حکومت نے ان میں سے کسی پر عمل نہیں کیا۔ وہاں فوج شہریوں کو لگاتار نشانہ بنا رہی ہے۔ ۱۳ اپریل کو جمعہ کی نماز کے بعد معمول کے مطابق عوام نے لاکھوں کی تعداد میں پر امن مظاہرے کیے۔ شامی فوجیوں نے کئی مقامات پر ان پر گولیاں چلائیں جس کے نتیجے میں کئی افراد ہلاک ہوئے۔ شام میں ظالم حکومت کے خلاف عوامی بیداری کا عمل دوسرے عرب ملکوں کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ مظاہرین کے ساتھ شامی حکومت کا عمل ابتداء ہی سے ظالمانہ رہا۔ تیرہ ماہ کے اس عرصے میں دس ہزار سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ شامی حکومت ان مظاہرین کو دہشت گرد اور لٹیروں کہہ کر دنیا کے سامنے ان کے خلاف اپنی جارحانہ کارروائیوں کا جواز فراہم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ تمام مسلم ملکوں بہ شمول ایران سے اپیل کرتی ہے کہ شام کے حکم رانوں پر اقتدار سے دست بردار ہونے کے لیے دباؤ ڈالیں تاکہ جس سے مغربی طاقتوں کو شام میں فوجی مداخلت کا موقع نہ مل سکے۔



عالمی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۲۸ تا ۳۱ مئی ۲۰۱۱ء، سلطان پتیری، ضلع ویناڈ، کیرلا

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن،

جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ

عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی،

جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم

ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

مدعوین خصوصی: محترمہ عطیہ صدیقہ، محترمہ کے کے فاطمہ زہرہ صاحبہ۔

قرارداد

اس وقت پوری دنیا میں عوام کی آزادی، ان کے انسانی و جمہوری حقوق اور عورتوں کے ساتھ انصاف کا بہت چرچا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی بین الاقوامی سطح پر جبر و استبداد، حقوق انسانی کی پامالی اور کم زور اقوام و ممالک کے استحصال کا بازار گرم ہے۔ مغربی استحصالی قوتیں جن کی سربراہی امریکہ کر رہا ہے، چاہتی ہیں کہ دنیا کے مالی اور قدرتی وسائل پر ان کا قبضہ ہو جائے۔ اس سلسلہ میں اُن مسلم ملکوں پر، جہاں قدرتی اقتصادی وسائل کے ذخائر موجود ہیں، امریکہ کی

خاص نظر ہے جن پر قبضہ کرنے کے لیے امریکہ بعض آزاد ملکوں کو آلہ کار بنا کر انہیں استعمال کر رہا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس عالمی صورتِ حال کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور مغربی ممالک کے استعماری رویے کی مذمت کرتا ہے۔ اجلاس حکومت ہند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ امریکی دائرہ اثر سے نکل کر آزادانہ و منصفانہ خارجہ پالیسی وضع کرے۔ اس سلسلے میں اپنے قریبی پڑوسی ملکوں کو اعتماد میں لے اور چین، ایران، عراق، کیوبا، برازیل اور وینزویلا جیسے ممالک کے ساتھ مل کر امریکی استعمار کے خلاف آواز بلند کرے۔ مشرق وسطیٰ کی مسلم مملکتوں میں جبر و استبداد سے آزادی اور بیداری کی جولہر آئی ہے، یہ اجلاس اس کی حمایت کرتا ہے لیکن لیبیا کے عوام کی حمایت اور کرنل قذافی کی مخالفت کے نام پر امریکہ اور مغربی ممالک جو مداخلت وہاں کر رہے ہیں، اس کی مذمت کرتا ہے۔ اجلاس حکومت ہند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ فلسطینیوں سمیت مشرقی وسطیٰ کے تمام آزادی پسند عوام کی سرگرم حمایت کرے۔



عالم عرب کی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۳۰، ۳۱، ۳ دسمبر ۲۰۱۱ء اور یکم جنوری ۲۰۱۲ء، چینی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شُرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبد اللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبد الرقیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاہی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد رفعت فلاٹ میں تاخیر کی وجہ سے پہلے دن کی دوسری نشست سے اجلاس میں شریک ہوئے۔

قرارداد

عالم عرب کے ملکوں میں جو عوامی بے داری آئی ہے، وہ کئی پہلوؤں سے خوش آئند ہے۔ تیونس اور مصر کے عوام نے آمریت کے خلاف پرامن تحریک برپا کر کے مطلق العنان حکم رانوں کو بے دخل کر دیا اور اب وہاں عوام کی امنگوں کے مطابق جمہوری حکومتوں کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔ اس کے امکانات یمن میں بھی روشن ہیں۔

مصر میں الاخوان المسلمون کی سیاسی پارٹی الاحرار والعدالہ (فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی) اور تیونس میں النہضہ کی آمد سے امید پیدا ہوئی ہے کہ ان دونوں مسلم ملکوں میں اسلام کی اعلیٰ اقدار کے مطابق حکم رانی کا عمل جاری ہو جائے گا جو دوسری مسلم مملکتوں کے لیے بھی مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔ نیز اس سے دنیا کے عام انسانوں کی وہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی جو اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف مغربی دنیا، بالخصوص امریکہ کی جانب سے کیے جانے والے بے بنیاد پروپیگنڈے کے نتیجے میں ان کے ذہنوں میں پیدا ہو گئی ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مسلم ملکوں کے اندر اس صحت مند تبدیلی کو امید و قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسی نوعیت کی تحریک لیبیا اور شام میں بھی اٹھی تھی لیکن ان دونوں ملکوں میں مغربی مداخلت کی وجہ سے صورتِ حال پیچیدہ ہو گئی۔ مغربی مداخلت نے لیبیا کی پرامن تحریک کو پرتشدد بنا دیا جس کی وجہ سے وہاں انتہائی ناخوشگوار واقعات پیش آئے اور اب کرنل معمر قذافی کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد وہاں اسلام پسند حلقوں اور مغرب نواز عناصر کے درمیان کشمکش کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اسی طرح شامی حکم رانوں کے ظالمانہ طرزِ عمل اور مغربی ایجنڈے کی وجہ سے عام شہریوں کو مصائب اور مشکلات کا سامنا ہے۔ وہاں بڑی تعداد میں جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ جماعت اسلامی ہند ان ملکوں میں مغربی مداخلت کی شدید مذمت کرتی ہے اور دنیا کے تمام امن پسند اور جمہوریت نواز انسانوں سے اپیل کرتی ہے کہ مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ، بالخصوص لیبیا اور شام میں مغرب کی بے جا مداخلت کے خلاف آواز اٹھائیں۔ یہ اجلاس حکومت ہند سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے اثر و رسوخ اور سفارتی وسائل کو استعمال کر کے امریکہ اور ناٹو کو لیبیا اور شام سے دور رکھنے کی کوشش کرے۔



مصر میں تبدیلی کا خیر مقدم

اجلاس منعقدہ: ۳۰ نومبر تا ۳ دسمبر ۲۰۱۲ء، کوزی کوڈ، کیرلہ

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب ایس ایم ملک اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری کی رحلت کی وجہ سے ایک نشست خالی ہو گئی تھی۔

قرارداد

مصر کے نظام حکومت میں جمہوریت کے راستے سے جو مثبت تبدیلی آئی ہے، جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس کا خیر مقدم کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ اسلامی اصولوں کے مطابق قائم ہونے والا یہ نظام مزید مضبوط و مستحکم ہوگا اور عدل و انصاف اور انسانی مساوات پر یقین رکھنے والے عالمی عوام کی کوششوں کو تقویت پہنچائے گا، نیز دیگر مسلم مملکتوں کے لیے نمونہ ثابت ہوگا۔ اجلاس کو یہ توقع بھی ہے کہ ڈاکٹر محمد مرسی کی حکومت ان مشکلات پر قابو پالے گی جو

اسلام مخالف اندرونی عناصر اور بیرونی قوتوں کی جانب سے پیدا کی جا رہی ہیں اور انٹرنیشنل میڈیا جنہیں تقویت پہنچانے کے لیے زبردست پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ یہ قوتیں اور ان کا معاون میڈیا اسلام اور شریعت اسلامی کے سلسلے میں دنیا بھر میں غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پھیلا رہا ہے۔ یہ اجلاس مصر کی نئی حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان کے ساتھ اپنے سفارتی، سیاسی اور تجارتی تعلقات کو مزید مستحکم کرے۔ اجلاس حکومت ہند سے بھی اپیل کرتا ہے کہ مصر کی اس تبدیلی کو خارجی اثرات سے آزاد ہو کر دیکھے اور اسی لحاظ سے مصر کے ساتھ تعلقات بڑھائے۔



عالم اسلام کی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۱۹ تا ۲۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاہی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب وی کے علی، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب سید سعادت اللہ حسینی فلاٹ میں تاخیر کی وجہ سے ۱۱ بجے سے شریک اجلاس ہوئے اور آخری دن شام 5.45 بجے تک شریک رہے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی نے بیرون ملک ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں فرمائی۔ جناب ایس ایم ملک، جناب کے اے صدیق حسن اور ڈاکٹر حسن رضا اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصاً: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب اقبال ملا، جناب محمد احمد، جناب محمد شفیع مدنی۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس عالم اسلام کے سنگین حالات، عالمی طاقتوں کی سازشوں اور بعض مسلم حکمرانوں کی بے حسی، اسلام پسند معصوم عوام پر ظلم و جبر اور

وحشیانہ کارروائیوں کی سخت مذمت کرتا ہے۔

مصر میں جمہوریت کا جس طرح قتل کیا گیا، جمہوریت اور جمہوری حقوق کا دفاع کرنے والوں پر جس طرح ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں وہ تمام مہذب دنیا کے لیے باعث شرم ہے۔ مری حکومت عوام کی منتخب حکومت تھی اور پانچ دفعہ مختلف طریقوں سے عوام کی غیر معمولی اکثریت نے اس پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ مختصر عرصہ میں اس حکومت نے ملک کی ترقی اور ملک کی حقیقی جمہوریت کے فروغ کے لیے نہایت قابل قدر اقدامات کیے تھے۔ لیکن اسلام مخالف طاقتوں نے اپنے اور اسرائیل کے مفادات کی خاطر ملک کی مسلح افواج اور ریاستی مشنری کو استعمال کرتے ہوئے عرب دنیا کے اس پہلے جمہوری تجربہ کو بڑی بربریت کے ساتھ کچل دیا۔

اجلاس اس بات پر نہایت افسوس و حیرت کا اظہار کرتا ہے کہ جمہوریت کی علم برداری کے دعویدار ممالک نے جمہوریت کے اس قتل عام اور بے قصور عوام کی وحشیانہ خون ریزی پر بجرمانہ بے حسی کا مظاہرہ کیا ہے۔

اجلاس حکومت ہند سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جمہوریت اور حقوق انسانی کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ جمہوریت کی بحالی میں جو کردار حکومت ہند نے برما اور جنوبی افریقہ کے معاملے میں ادا کیا تھا۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ عرب دنیا کے اس سب سے بڑے ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لیے ہمارا ملک اسی کردار کو ادا کرنے کے لیے آگے بڑھے اور اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کرتے ہوئے دنیا کے دوسرے جمہوری ملکوں کو بھی اس کے لیے آمادہ کرے۔

یہ اجلاس مصر کے معاملہ میں بعض اسلامی اور عرب ممالک کے شرم ناک رویہ کی بھی سخت مذمت کرتا ہے۔ اجلاس کے نزدیک یہ بات سخت افسوس ناک اور شرم ناک ہے کہ مسلم حکمران اپنے معمولی مفادات کے لیے اسلام دشمن طاقتوں کے ساتھ اسلام کی علم بردار قوتوں کی بیخ کنی کے لیے آگے بڑھ کر کام کر رہے ہیں اور اپنے وسائل کو اس مذموم مقصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں جو ان کے پاس اللہ کی امانت ہے۔

اجلاس اخوان المسلمین کی پرامن جدوجہد، ان کی قربانیوں اور حوصلوں کی تحسین کرتا

ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو کامیاب بنائے اور شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔

اجلاس شام کے حکم راء کی جانب سے معصوم عوام پر بے پناہ ظلم و ستم کی سخت مذمت کرتا ہے۔ بشار الاسد اور اس کے خاندان کی اسلام دشمنی عیاں ہے۔ ان حکم راءوں نے ہزاروں اسلامی قائدین، علماء اور دانشوروں کو شہید کیا اور اسلام اور اسلامی تحریک سے وابستگی کے جرم میں اپنے ہی عوام کا بے رحمانہ قتل عام کرایا۔ اجلاس کے نزدیک اب وقت آ گیا ہے کہ شام کے فرعون کو معزول کر کے اس کے خلاف انسانیت دشمن مظالم کے لیے مقدمہ چلایا جائے اور اس کام کے لیے عرب لیگ، او آئی سی اور اسلامی و عرب ممالک آگے آئیں۔

یہ بات اب واضح ہو کر سامنے آگئی ہے کہ امریکہ و عالمی طاقتوں کو شام میں جمہوریت کے قیام اور شام کے عوام کو ظالم ڈکٹیٹر سے نجات دلانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے بلکہ اس اہم ملک کو اسلحہ سے محروم کر کے کم زور کرنا اور اسے بڑی طاقتوں کا آلہ کار بنانا، اس علاقہ میں اپنا تسلط جمانا اور اسرائیل کے مفادات کا تحفظ ان کا واحد ایجنڈا ہے۔ اس لیے عالمی طاقتوں کو اس قضیے میں مداخلت کی ہرگز اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ اس مسئلہ کو گفت و شنید کے علاوہ عرب اور مسلم ملکوں کے ذریعہ حل کیا جانا چاہیے۔

اجلاس دیگر ممالک میں بھی بروقت انتخابات کرانے، پائیدار جمہوریت قائم کرنے اور منتخب جمہوری حکومتوں کو مضبوط کرنے کے عمل کو ضروری سمجھتا ہے۔ جمہوری اداروں کو مضبوط کرنے اور جمہوری حکومت کے کام کاج میں فوج، بیورو کریسی یا دیگر غیر جمہوری مراکز قوت کی بے جا مداخلت کو روکنے کی کوششوں میں تمام ممالک کے عوام کی بھرپور اخلاقی اور عملی حمایت کی جانی چاہیے۔

ہنگلہ دیش میں اپوزیشن کے رہنماؤں کے خلاف ایک قدیم قضیہ کو جو سرکاری اور قانونی سطح سے سلجھ چکا تھا، زندہ کر کے اور قانون کا بے جا استعمال کر کے، جس طرح حقوق انسانی کی پامالی کی جا رہی ہے، اجلاس کے نزدیک یہ بات سخت قابل مذمت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جنگی جرائم کے مقدمے کا یہ سارا ڈرامہ برسر اقتدار پارٹی کی جانب سے اپوزیشن کو کچلنے کی کوشش ہے۔ دنیا کے تمام جمہوری ملکوں کو اس بربریت کی مخالفت کرنی چاہیے۔ اجلاس مسلم

حکومتوں، دنیا بھر کی جمہوری حکومتوں، حکومت ہند اور حقوق انسانی کی عالمی تنظیموں اور اداروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بنگلہ دیش کی حکومت پر اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کرتے ہوئے، اس ظلم کا خاتمہ کرائے۔

اجلاس پوری دنیا کے مسلمانوں سے بالعموم اور ملک کے مسلمانوں سے بالخصوص اپیل کرتا ہے کہ وہ ان نازک حالات میں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامیں، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ عالمی طاقتیں مسلم امت کو مختلف فرقوں اور گروہوں میں اور خاص طور پر شیعہ سنی فرقوں کی بنیاد پر، ملکوں کی بنیاد پر اور نظریات و خیالات کی بنیاد پر الگ الگ خانوں میں تقسیم کرنے کے لیے سرگرداں ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان حالات میں ہر طرح کے اختلافات سے اوپر اٹھ کر اسلام اور انسانیت کے مفاد میں اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کریں اور ایک دوسرے کے سلسلہ میں ہمدردی، ایثار اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کریں۔

اجلاس ان حالات میں مسلمانوں سے بالخصوص مسلم نوجوانوں سے یہ اپیل بھی کرتا ہے کہ وہ اپنے کردار سے بھی اور تمام ممکنہ ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اسلام کی تعلیمات اور سچائی کو بڑے پیمانے پر عام کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔



بنگلہ دیش میں سرکاری ظلم

اجلاس منعقدہ: ۱۱ تا ۱۳ مئی ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرہیب، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، مولانا محمد یوسف اصلاحی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب ایس ایم ملک فلائٹ چھوٹ جانے کی وجہ سے دوپہر کے سیشن سے شریک ہوئے۔ ڈاکٹر حسن رضانے اپنے میڈیکل چیک اپ کے باعث اور ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس نے بیرون ملک سفر سے واپسی میں تاخیر کی وجہ سے دوسرے روز سے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ جناب ٹی کے عبداللہ، جناب کے اے صدیق حسن اور جناب وی کے علی اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

قرارداد

بنگلہ دیش میں وہاں کی عوامی لیگ سرکار کی جانب سے اپنے سیاسی مخالفین خصوصاً بنگلہ دیش جماعت اسلامی کے رہنماؤں اور ان کے حامیوں پر تشدد اور زیادتیوں کا سلسلہ تو عرصہ سے جاری تھا، اب یہ سلسلہ عام مسلمانوں تک بھی دراز ہو گیا ہے، جس کا سب سے بڑا ثبوت ۵ مئی کو

ڈھا کہ میں حفاظتِ اسلام نامی تحریک کے کارکنوں پر سرکاری سیکورٹی ایجنسیوں کا بے محابہ ظلم ہے۔ یہ لوگ شاتمانِ رسولؐ کے خلاف قانون بنانے اور انہیں کڑی سزائیں دینے کا مطالبہ کرنے کے لیے لاکھوں کی تعداد میں وہاں جمع ہوئے تھے۔ لیکن حکومت نے انہیں منتشر کرنے کے لیے زبردست طاقت کا استعمال کیا۔ حفاظتِ اسلام کے رہنماؤں کو زبردستی ڈھا کہ بدر کر دیا گیا، حفاظتِ اسلام کے حامی اخباروں اور ٹی وی چینلوں پر پابندی لگا دی گئی۔ یہی نہیں، تحریکِ حفاظتِ اسلام کا زور توڑنے اور اسے بدنام کرنے کے لیے حکومت انتہائی خطرناک ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ باوثوق اطلاعات کے مطابق سرکاری ایجنسیاں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے لوٹ مار، آتش زنی اور تخریبی کارروائیاں کروا کے ان کا الزام حفاظتِ اسلام کے کارکنوں پر عائد کر رہی ہے۔ اطلاعات کے مطابق حکومت نے مظاہروں کے دوران اپنے ایجنٹوں کے ہاتھ قرآن پاک اور دیگر اسلامی کتب کو آگ لگوا دی اور اس کا الزام حفاظتِ اسلام تحریک پر عائد کر دیا تاکہ اس کے خلاف عوام میں اشتعال پھیلے اور وہ اس تحریک کے مخالف ہو جائیں۔ مستند ملکی اور غیر ملکی میڈیا کی خبروں کے مطابق تشدد، تخریب کاری، آتش زنی، عوام پر حملے اور قرآن پاک کی بے حرمتی کی کارروائیاں دراصل سرکاری ایجنٹ انجام دے رہے ہیں اور اس کا الزام حفاظتِ اسلام تحریک پر دھردیا جاتا ہے۔ دراصل عوامی لیگ کی حکومت ۵-۶ مئی کے مظاہرے دیکھ کر بدحواس ہو گئی ہے اور وہ اپنے خلاف اٹھنے والی اس عوامی تحریک کو ہر قیمت پر کچل دینا چاہتی ہے۔

جماعتِ اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت بنگلہ دیش کے اس طرزِ عمل کی سخت مذمت کرتا ہے اور اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حزب مخالف پر مظالم کا یہ سلسلہ فی الفور بند کرے، ان کے خلاف تمام مقدمات واپس لے کر گرفتار شدگان کو رہا کرے۔ یہ اجلاس حکومت ہند سے بھی اپیل کرتا ہے کہ حکومت بنگلہ دیش پر اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کرتے ہوئے اسے غیر جمہوری اور عوام دشمن اقدامات سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔

شام کی پیچیدہ صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۱۱ تا ۱۴ مئی ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، مولانا محمد یوسف اصلاحی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک فلائٹ چھوٹ جانے کی وجہ سے دوپہر کے سیشن سے شریک ہوئے۔ ڈاکٹر حسن رضانی اپنے میڈیکل چیک اپ کے باعث اور ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس نے بیرون ملک سفر سے واپسی میں تاخیر کی وجہ سے دوسرے روز سے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ جناب ٹی کے عبداللہ، جناب کے اے صدیق حسن اور جناب وی کے علی اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

قرارداد

ملک شام کی صورتِ حال روز بروز پیچیدہ ہوتی جا رہی ہے، تشدد اور خون ریزی کے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں، خانہ جنگی کی سی کیفیت ہے۔ اسرائیل اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس نے بغیر کسی اشتعال کے شام کی سرحد پر حملہ کر کے متعدد افراد کو ہلاک کر دیا، جس

سے وہاں کے حالات مزید بگڑ گئے۔ اس پوری صورتِ حال کے لیے شام کی بشار الاسد حکومت ذمہ دار ہے، جو اپنے ہی شہریوں کے خلاف طاقت کا بے جا استعمال کر کے انہیں ہلاک کر رہی ہے۔ شام میں حضرت حجر بن عدی اور دیگر بزرگوں کی قبروں کی بے حرمتی کی خبریں بھی امت کے لیے باعث تشویش ہیں۔ ترکی کی سرحد پر ایک فضائی حملے سے جس میں پچاس کے قریب افراد جاں بحق ہوئے شام اور ترکی کے درمیان بھی کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ ترکی کا کہنا ہے کہ یہ حملہ شامی حکومت نے کیا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس صورتِ حال کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سب سے مشکل پہلو یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ اپنے ایجنڈے پر کام کرتے ہوئے حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ بظاہر باغیوں کی مدد کر رہے ہیں لیکن بشار الاسد کو فی الحال ہٹانے کے حق میں بھی نہیں ہیں۔ انہیں اندیشہ ہے کہ بشار الاسد حکومت کے خاتمے کی صورت میں باغیوں کے وہ گروپ اقتدار پر قابض ہو جائیں گے جو اسلامی رجحانات رکھتے ہیں اور امریکہ کے سخت مخالف ہیں۔ غالباً صورتِ حال کی نزاکت کے پیش نظر ہی امریکہ اور روس نے مشترکہ طور سے پرامن مذاکرات کی تحریک کی ہے جسے مبینہ طور سے ایران اور عرب ملکوں کی حمایت حاصل ہے۔ تاہم اس سلسلے میں شام کی حکومت اور وہاں کے باغیوں میں سے کسی کا بھی موقف واضح نہیں ہے۔ لیکن اتنا طے ہے کہ اس طرح کی کسی بھی کوشش میں شام کے جمہوری عناصر اور اسلام پسند حلقوں کا کوئی رول نہیں ہوگا، انہیں اس سے دور رکھا جائے گا۔ یہ اجلاس مسلم ملکوں اور ان کی تنظیموں سے اپیل کرتا ہے کہ مسئلہ کے بحران کا حل اپنے طور پر تلاش کریں تاکہ امریکہ اور یورپ کو حالات سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ یہ اجلاس ایران سے خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ شام کے بحران کے سلسلے میں معتدل اور منصفانہ موقف اختیار کرے۔ شامی حکومت کی اندھا دھند حمایت نہ کرے۔ شوریٰ کے اجلاس کا احساس ہے کہ اگر ایران سمیت تمام سرکردہ مسلم ممالک مل کر کوشش کریں تو شام کے بحران کا کوئی قابلِ قبول حل نکل سکتا ہے اور اس طرح مغربی قوتوں کو بھی شام سے دور رکھا جاسکتا ہے۔

’آکیوپائی وال اسٹریٹ‘ تحریک

اجلاس منعقدہ: ۳۰، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۱ اور یکم جنوری ۲۰۱۲ء، چنئی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبد اللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبد الرقیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد رفعت فلائٹ میں تاخیر کی وجہ سے پہلے دن کی دوسری نشست سے اجلاس میں شریک ہوئے۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ’’وال اسٹریٹ پر قبضہ کرو‘‘ تحریک کے مظاہرین کے مسائل سے دلچسپی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ مظاہرین پوری دنیا کے بعض اہم ترین مسائل کو اٹھارے ہیں۔ امیری اور غربی میں بڑھتا ہوا فرق، بے روزگاری اور غربیوں کے استحصال پر مبنی پالیسیاں اب ساری دنیا کا مشترکہ مسئلہ بن گئی ہیں اور اب یہ صورت حال پستی کی

انتہا کو پہنچ گئی ہے۔

گزشتہ تین چار سالوں سے جاری معاشی بحران کا سبب سود، استحصال، دھوکہ اور حرص و لالچ پر مبنی بے رحم سرمایہ دارانہ پالیسیاں رہی ہیں۔ اس حقیقت کے واشگاف ہونے کے باوجود بہ جائے اصلاحی اقدامات کے وہی غلطیاں دہرائی جا رہی ہیں۔ بنکوں اور مالی اداروں کو اربوں ڈالر کے بیل آؤٹ پیکیج دیے جا رہے ہیں لیکن اس بحران سے متاثر غریب بے روزگار انسانوں کی کوئی سنوائی نہیں ہے۔ امریکہ کے بعد مالیاتی بحران اب یورپ کی بڑی بڑی معیشتوں کو زخم میں بوس کر رہا ہے لیکن وہاں بھی اس بحران کے حقیقی اسباب سے صرف نظر کیا جا رہا ہے اور بیل آؤٹ پیکیجز کے ذریعہ استحصالی سرمایہ دار کو تقویت پہنچائی جا رہی ہے اور غریب عوام کی حقیقی ضروریات نظر انداز کی جا رہی ہیں۔

جماعت اسلامی ہند وال اسٹریٹ کے مظاہرین سے ہم دردی کا اظہار کرتے ہوئے ان کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ صرف غم و غصہ کا اظہار اور احتجاج سے مسئلے کا حل ممکن نہیں ہے۔ دنیا کو اس وقت متبادل معاشی نظام کی ضرورت ہے اور سود، قمار، سٹہ بازیوں وغیرہ سے پاک اور حقیقی عدل و قسط کی قدروں پر مبنی اسلام کے معاشی اور مالیاتی نظام میں دنیا کے موجودہ مسائل کو حل کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ اسلام انسانوں کے خالق و مالک کی جانب سے دیا گیا نظام زندگی ہے اور اسی میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ وقتی اور ذاتی مفاد کی نفسیات سے اوپر اٹھ کر تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کی ضمانت دے سکے۔ جماعت ساری دنیا سے اور وال اسٹریٹ کے مظاہرین سے یہ اپیل کرتا ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات پر سنجیدگی سے غور کریں۔ جماعت اس موقع پر ہمارے ملک کے پالیسی سازوں کو بھی متوجہ کرتی ہے کہ وہ ان واقعات سے سبق سیکھیں۔ ہمارے ملک نے بھی معاشی پالیسی سازی کے میدان میں اسی تباہ کن راستے کو اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس پر برابر آگے بڑھ رہا ہے۔ جو پالیسیاں امریکہ اور یورپ کے خوش حال ملکوں کو زخم میں بوس کر سکتی ہیں وہ ہندوستان جیسے غریب ملک کے لیے تو اور زیادہ تباہ کن ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا ملک سرمایہ دارانہ استعماری پالیسیوں سے باز آ جائے۔

عالم اسلام کی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۳۱ مئی تا ۳ جون ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شکرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب وی کے علی، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب ایس امین احسن اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب سید سعادت اللہ حسینی بھائی کے آپریشن کی وجہ سے ایک دن کی تاخیر سے اجلاس میں شریک ہوئے۔

جناب کے اے صدیق حسن بہ سبب علالت اور جناب ٹی کے عبداللہ کم زوری صحت کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی امریکہ میں ہونے کے باعث اور جناب ایس ایم ملک فلائٹ چھوٹ جانے کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

مدعوین خصوصی: جناب محمد شفیع مدنی، جناب محمد احمد۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس عالم اسلام کے بعض ممالک میں جاری خوں ریزی اور عالمی طاقتوں اور بعض مسلم حکومتوں کی ریشہ دوانیوں پر سخت تشویش اور دکھ کا اظہار کرتا ہے۔

مصر میں جس طرح ایک منتخب جمہوری حکومت کو برطرف کیا گیا، ہزاروں لوگوں کو قید کیا گیا اور جس طرح وہاں ایک سال سے قتل و خون کا بازار گرم ہے، وہ بلاشبہ مصر کی تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔ اب نام نہاد عدالتوں کے ذریعہ چند ممنوں کی کارروائی کے بعد، سیکڑوں لوگوں کو پھانسی کی سزائیں سنائی جا رہی ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے ظالم حکم رانوں کو عدل و انصاف اور انسانی جان کے احترام سے دور در تک کوئی تعلق نہیں ہے۔

مصر کے صدارتی انتخاب کے فریب کو جس طرح عوام نے مسترد کیا وہ یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ موجودہ حکم ران اور ان کی پالیسیاں عوام کو قابل قبول نہیں ہیں۔ اس کے باوجود عالمی طاقتوں کی خاموشی اور بے تعلقی شدید افسوس ناک ہے۔ اس سے زیادہ افسوس ناک بعض ان مسلم ممالک کا رویہ ہے جو برادری اور اسلام و اسلامی تحریکات کی بیخ کنی کے عمل میں پوری طرح شریک ہیں۔

انتخابات کا یہی ڈرامہ شام میں بھی رچا جا رہا ہے۔ شام کا ڈکٹیٹر ڈھائی لاکھ شہریوں کی دردناک ہلاکت، پچاس لاکھ لوگوں کی دربدری اور دسیوں علاقوں کو پوری طرح تباہ و تاراج کرنے کے بعد اب اپنے مظلوم عوام سے ووٹ مانگنے جا رہا ہے۔ شام کے معاملے میں بھی عالمی طاقتوں اور بین الاقوامی اداروں نے جس طرح بے حسی اور مجرمانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ جنیوا-۲ مذاکرات کی ناکامی کے بعد شام کے صدر کو حکومت پر قائم رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا ہے۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ شام کا حکم ران فوری حکومت سے دست بردار ہو جائے اور اس کے لیے بین الاقوامی برادری اور اقوام متحدہ اپنا رول ادا کرے۔ نیز شام کے مظلومین کو انصاف دلانے اور ان کی بازآباد کاری کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کیے جائیں۔

اجلاس فلسطینی کاز کی حامی جماعتوں لفتح اور حماس کے حالیہ اتحاد اور متحدہ حکومت کے قیام پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتا ہے اور اس حکومت کا استقبال کرتے ہوئے فلسطینی عوام کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اجلاس کو امید ہے کہ اس اتحاد کو دوام حاصل ہوگا اور فلسطین کی تنظیمیں اسی اتحاد و اتفاق کی اسپرٹ کے ساتھ اس کے دیرینہ مسائل کے حل کے لیے کوشش کریں گی۔ اجلاس دنیا کے تمام ممالک سے اور خود اپنے ملک سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس نو تشکیل حکومت اور فلسطین کو

ایک آزاد ریاست کے طور پر تسلیم کرے۔ اجلاس عرب لیگ اور عرب ممالک سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے سابقہ وعدوں کے مطابق فلسطین کے مالی تعاون کے لیے آگے بڑھیں۔

بنگلہ دیش میں اپوزیشن بالخصوص جماعت اسلامی کے رہنماؤں پر جس طرح ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، اجلاس اس کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ اجلاس کو امید ہے کہ عالمی عدالت میں بنگلہ دیش کے مظلومین کو انصاف ملے گا۔ بلدیاتی انتخابات میں بی این پی اور جماعت اسلامی کے اتحاد کی عوام نے جس طرح تائید کی ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ حکومت بنگلہ دیش کے ان اقدامات کو عوامی تائید حاصل نہیں ہے۔ اجلاس حکومت بنگلہ دیش سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس ظالمانہ رویہ سے باز آئے اور بین الاقوامی اداروں اور اپنے ملک سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس معاملے میں اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کرے۔



عالم اسلام کی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۲ تا ۳ نومبر ۲۰۱۳ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرفکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقيب، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب وی کے علی، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب ایس امین الحسن، جناب سید سعادت اللہ حسینی اور جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب ایس ایم ملک اپنی علالت کے باعث اور جناب کے اے صدیق حسن بہ سبب علالت امریکہ میں زیر علاج ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ ڈاکٹر حسن رضا سمرچ پر ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد شفیع مدنی، جناب محمد احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اقبال ملاء، جناب محمد اشفاق احمد۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس عالم اسلام میں جاری شورشوں اور سنگین صورتِ حال پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ صورتِ حال عالمی امن و سلامتی کے لیے باعث تشویش ہے کہ اس پورے خطے کو عالمی طاقتوں نے اپنی ناپاک سازشوں اور بالادستی کی مکروہ کشمکش

کا مرکز بنا دیا ہے۔

شام، عراق اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ملکوں میں افراتفری پیدا کر کے اسلامی ملکوں کو مسلکوں اور فرقوں کی بنیاد پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ رو بہ عمل لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ اکثر مسلم ملکوں کے حکمراں اس ناپاک کھیل میں عالمی طاقتوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔

یہ اجلاس داعش کے نام پر جو انتہا پسندانہ اور تشدد دانہ کارروائیاں جاری ہیں، ان کی مذمت کرتا ہے اور مسلم عوام اور نوجوانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے گم راہ کن نعروں اور اپیلوں سے متاثر نہ ہوں جن کو عالم اسلام کے ممتاز علماء اور تحریکوں نے مشکوک اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ اجلاس اسرائیل کی جانب سے غزہ، یروشلم اور بالخصوص مسجد اقصیٰ میں انجام دی جانے والی وحشیانہ کارروائیوں کی مذمت کرتا ہے اور غزہ کے جیلے عوام کو ان کی جرأت اور حوصلہ پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ غزہ کی ہزیمت کے بعد اب اسرائیل مسجد اقصیٰ کے تقدس کو مجروح کرنے کے درپے ہے۔ اجلاس عالمی برادری سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ آزاد فلسطینی ریاست کو تسلیم کرے اور اسرائیل کی بربریت کو روکنے کے لیے اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کرے۔

یہ مہذب دنیا کے لیے شرم کی بات ہے کہ جمہوریت اور انسانی حقوق کے دعوؤں کے باوجود عالم اسلام کے عوام کو جگہ جگہ اپنی حکومتیں منتخب کرنے اور اپنے معاملات کو خود چلانے کے حق سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ مصر میں ایک سال بعد بھی جمہوریت کی بحالی کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ بنگلہ دیش میں ایک اہم اپوزیشن جماعت کو سیاسی مصالح کے تحت وحشیانہ اور غیر انسانی مظالم کا شکار بنایا جا رہا ہے اور جنگلی جرائم کے نام پر قانون و انصاف کی معروف و مہذب قدروں کو برسر عام پامال کیا جا رہا ہے۔ بنگلہ دیش جماعت اسلامی کے رہنماؤں کو جس طریقے سے سزائیں سنائی جا رہی ہیں، یہ اجلاس اس کی سخت مذمت کرتا ہے۔ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بنگلہ دیش میں قانون و انصاف کی قدروں کی بحالی کے لیے اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کرے۔

دوسری طرف تیونس میں آزادانہ انتخابات اور انہضہ کی جانب سے انتخابات کے نتائج خوش دلی سے قبول کر لینے کے عمل نے عرب دنیا میں جمہوریت کے لیے ایک نئی امید پیدا

کی ہے۔ مصر اور تیونس کے ان دو متضاد واقعات سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی ہے کہ اسلامی دنیا میں جمہوریت کی روح کی حقیقی علم بردار اسلامی تحریکیں ہیں اور جمہوریت کے اصل دشمن مغرب کے ہم نوا نام نہاد لیبرل عناصر ہیں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس، عالم اسلام کے عوام سے اپیل کرتا ہے کہ وہ حالات کی سنگینی کو محسوس کریں۔ فرقہ و مسلک وغیرہ کی بنیادوں پر اختلافات کو نظر انداز کر کے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ عوام سے مخلصانہ ہمدردی رکھنے والی قوتوں کو پہچانیں اور ان کی قوت کو مضبوط کریں اور عوام دشمن اور عالمی سازشوں کی آلہ کار قوتوں کو الگ تھلگ کریں۔



ضمیمہ

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کی

۱۵ جولائی ۱۹۶۱ء سے ۷ جولائی ۱۹۹۷ء تک کی قراردادوں کی فہرست

ملکی حالات و مسائل

ملک کا موجودہ نظام
 ایکشن کا مسئلہ (پنچایتوں کے ایکشن میں حصہ لیا جاسکتا ہے)
 جمہوریت کا تحفظ
 قومی یک جہتی
 سیکولرزم
 چینی جارحیت کی مذمت - اہل ملک بالخصوص مسلمانوں کی ذمے داریاں
 چینی جارحیت اور پیدا شدہ حالات
 ملک میں حالیہ بے چینی
 ملک کی صورت حال پر تشویش
 ملک میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت اور اخلاقی زوال
 تشدد کی بڑھتی ہوئی لہر کو روکیے
 ملکی حالات
 ملکی مسائل اور مسلمانوں کا رول
 تشدد اور لاقانونیت سے بچنے
 ملک کے سیاسی لیڈروں سے اپیل
 موجودہ حالات میں ملک کے بھی خواہوں کا رول
 ملکی حالات اور فرقہ وارانہ امن
 عسکریت پسندی یا جنگ جو یا نہ ذہن کی حوصلہ افزائی

ملک کی موجودہ تشویش ناک صورتِ حال
ملکی صورتِ حال
ملک کی موجودہ صورتِ حال

جماعت اسلامی ہند

جماعت اسلامی ہند کے خلاف خفیہ سرکلر
سیکولر جمہوری طرز حکومت اور جماعت اسلامی
جماعت اسلامی ہند اصولی اور غیر معتدل امتیازات سے بالاتر ہے
جماعت اسلامی ہند کے خلاف مخالفانہ مہم
بھٹو کی پھانسی کے بعد
تعزیتی قرارداد بہ سلسلہ وفات مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
تحریک اسلامی
آل انڈیا اجتماع جماعت اسلامی ہند

ریاستوں کے حالات اور مسائل

آسام کا مسئلہ
آسام کے حالات
آسام
آسام اور علاقائیت

پنجاب

پنجاب کی موجودہ فرقہ وارانہ صورتِ حال
پنجاب کی روز بہ روز بگڑتی ہوئی صورتِ حال
پنجاب کے شدت پسند عناصر کی سرگرمیاں
پنجاب میں لاقانونیت اور تشدد
پنجاب کی قابل توجہ صورتِ حال

پنجاب کی تشویش ناک صورتِ حال

کشمیر

کشمیر کا مسئلہ

کشمیر کی سنگین صورتِ حال

مسئلہ کشمیر

مسئلہ کشمیر اور انسانی حقوق

بنیادی انسانی حقوق کی پامالی

دلتوں (ہریجنوں) پر مظالم

دلتوں (ہریجنوں) پر ظلم و زیادتی

ہریجن بھائیوں پر ظلم و زیادتی

خواتین پر مظالم

خواتین پر ہونے والے مظالم کا انسداد

مسلم اقلیت کے تعلیمی اداروں کے کردار اور زبان کا تحفظ

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مسلم یونیورسٹی ایکٹ

مسلم یونیورسٹی بل

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا اقلیتی کردار

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی انتظامیہ

مسلم یونیورسٹی ترمیمی ایکٹ

دفعہ ۳۰ کے تحت مسلم یونیورسٹی کا تحفظ

مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کی بحالی

سہ لسانہ فارمولا

اردو کو اس کا حق دیا جائے

اردو کی علاقائی حیثیت

قانون کا بے جا استعمال - انتظامیہ اور پولیس کا رول

ڈی، آئی، آر کے تحت جماعت اسلامی کے متعدد کارکنوں کی گرفتاریاں

ڈی، آئی، آر کا بے جا استعمال

ڈی، آئی، آر کے تحت نظر بندیاں

ہندو پاک جنگ کے موقع پر گرفتاریوں کی تحقیقات

آسام، تری پورہ اور دوسری ریاستوں کے مسلمان

غیر ملکی شہریوں کا مسئلہ

انتخابی فہرستوں سے ناموں کا اخراج

عدالتی تحقیقات

بھوپال کا المیہ

ناڈا کا سیاہ قانون

ناڈا کے تحت گرفتار شدگان کا مسئلہ

دل بدل قانون

آئین کی خلاف ورزی اور بنیادی انسانی حقوق کی نفی

تیاگی بل

قبول اسلام پر ناروا غصہ

تبدیلی مذہب اور تامل ناڈو حکومت کا قابل مذمت رویہ

قرآن پاک

دینی اداروں کو مشکلات میں مبتلا کرنے والا آرڈی نینس

جماعت اسلامی ہند پر پابندی

قرارداد تشکر

قرارداد مذمت

غربت اور روزگار کے مسائل

غذائی محاذ پر ناکامی

غربت، گرائی اور قحط سے ملک کو بچائیے
 مہنگائی اور بے روزگاری
 منڈل کمیشن

اخلاقی انحطاط اور اصلاح کی تدابیر

اخلاقی انحطاط اور اصلاحِ حال کی ضرورت
 اخلاقی بحران اور اس کے خطرناک نتائج
 اخلاقی بحران
 اخلاقی حالات
 اخلاقی زوال
 اخلاقی پستی اور انحطاط
 سماجی عدل کی بنیادیں اقدار پر مبنی ہوں

فسادات

فسادات اور تحقیقاتی کمیشن
 مغربی بنگال - مسلمانوں پر جارحانہ حملے
 چار ریاستوں کے مسلم کش فسادات
 فرقہ وارانہ ہنگامے اور پولیس کارول
 مصلحین آگے بڑھیں
 جارحانہ حملے
 فرقہ وارانہ جارحیت
 بنارس کا فساد
 جمشید پور کا فساد
 مراد آباد کا المیہ

مراد آباد اور دوسرے مقامات کے سانحات

مہاراشٹر کے تازہ فسادات

ملک کی فرقہ وارانہ صورتِ حال

قرار داد بہ سلسلہ قتل محترمہ اندرا گاندھی

فرقہ وارانہ پر تشدد و فضا

گجرات کے بھیانک فسادات

فسادات کی نئی لہر

فرقہ وارانہ فسادات

فرقہ وارانہ منافرت

اورنگ آباد کا فرقہ وارانہ فساد

تہذیبی جارحیت

فرقہ وارانہ فسادات

جارحانہ فرقہ واریت

فرقہ وارانہ فسادات

ملک کی فرقہ وارانہ صورتِ حال

مسلم پرسنل لا میں مداخلت

مسلم پرسنل لا میں اصلاحات

یونی فارم سول کوڈ

مسلم پرسنل لا

مطلقہ کے نان و نفقہ سے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ

مسلم مطلقہ قانون

اختیاری یکساں سول کوڈ

مسلم پرسنل لا اور یکساں سول کوڈ

یکساں سول کوڈ

دستورِ ہند کی دفعہ ۴۴ کا مسئلہ

بابری مسجد

آثارِ قدیمہ کی مساجد

بابری مسجد

بابری مسجد کا مسئلہ

بابری مسجد اور ہندوستانی مسئلہ

بابری مسجد کا قضیہ

بابری مسجد اور فرقہ پرست عناصر

بابری مسجد کا مسئلہ - ملک کے لیے چیلنج

بابری مسجد کا تنازعہ

ملی مسائل اور ہماری ذمہ داریاں

مسلم کنونشن

اسلامی اتحاد

اسلامی نظم و اتحاد

ملی مسائل اور ہماری ذمہ داریاں

ملی کنونشن

اختلافِ مسلک کو وجہِ عداوت نہ بنائیے

اتحادِ ملت

مسلم مجلس مشاورت

مسلم مجلس مشاورت

لکھنؤ اور شیعہ سنی برادران

جامعہ ملیہ اسلامیہ

برصغیر کی صورتِ حال

مشرقی پاکستان میں اقلیتوں پر مظالم

اعلانِ تاشقند

مشرقی پاکستان کا مسئلہ

برصغیر کی صورتِ حال

بنگلہ دیش میں اردو بولنے والوں کا مسئلہ

چوٹی کانفرنس

پاکستان کے حالات

ہندو پاک تعلقات

بنگلہ دیش میں سمندری طوفان

بین الاقوامی مسائل

؟

بین الاقوامی حالات اور جماعت اسلامی ہند کا نقطہ نظر

اخلاقی زوال کا مسئلہ

اسلحے کی دوڑ اور بڑی طاقتیں

دنیا کے محروم انسانوں سے اظہارِ ہم دردی

افغانستان میں روسی سامراج کی جارحیت

افغانستان سے روسی جارحیت ختم کی جائے

افغانستان

افغانستان اور روسی جارحیت

افغانستان کا مسئلہ

مسئلہ افغانستان عالمی ضمیر کے لیے چیلنج

افغانستان میں روسی عسکری جارحیت

افغانستان اور عالمی رائے عامہ

مسئلہ افغانستان اور روسی مداخلت

افغانستان کی صورت حال

افغانستان میں ناروا تصادم

برما کے مسلمانوں کی حالت زار

برما کے مظلوم مسلمان

برما کے مسلمان

سری لنکا

سری لنکا کا سنہالی تامل نسلی مسئلہ

سری لنکا کی سنگین صورت حال

یومِ فلسطین

مسئلہ فلسطین

عرب اسرائیل کش مکش

فلسطین اور مقامات مقدسہ

مسئلہ فلسطین اور اسرائیلی تو نصل

فلسطینیوں پر اسرائیل کا وحشیانہ ظلم

جولان پر قبضہ

مسجدِ قصبیٰ کا حادثہ

پی، ایل، او کی کش مکش

فلسطین کا مسئلہ: مشرق وسطیٰ کے امن کے لیے بارود کا ڈھیر

مقبوضہ فلسطین اور استعماری طاقتیں

مسئلہ فلسطین عالمی امن کے لیے بھی ایک خطرہ

مسئلہ فلسطین اپنے حل کا متقاضی ہے

فلسطینی نمازیوں کا قتلِ عام

لبنان

ایرانی انقلاب

عراق ایران جنگ (۱)

عراق ایران جنگ (۲)

عراق ایران جنگ (۳)

عراق ایران جنگ (۴)

عراق ایران جنگ (۵)

عراق ایران جنگ (۶)

عراق ایران جنگ (۷)

عراق ایران جنگ (۸)

شام میں اخوانیوں پر مظالم

اخوان پر ظلم

گریناڈا

افریقائی ممالک کا بھیانک قحط

روس کی مسلم جمہوریتیں

کویت پر عراق کا قبضہ

خلیج کے واقعات اور مابعد اثرات

الجزائر

بوسنیا و ہرزے گووینا

عالم اسلام کی صورت حال